Regd. # SC-1177

آئینۂ حقانیت اہلسنّت

اہلسنّت کی یلغار

بجواب

اہلحدیث کی پکار

ضلالت کیوں؟

بجواب بغاوت کیوں؟

اثر خامہ ضیغم اہلسنت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت
علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ العالی

جمعیّت اِشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰

اہلسنّت کی یلغار

بجواب

اہلحدیث کی پکار

تالیف

علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ العالی

ناشر

جمعیت اشاعت اہلسنّت، پاکستان

نور مسجد، کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی، رابطہ: 021-32439799

نام کتاب : اہلسنّت کی یلغار

تالیف : علامہ مولانا محمد حسن علی رضوی بریلوی میلسی مدظلہ العالی

سن اشاعت : ذی الحجہ 1435ھ۔ اکتوبر 2014ء

سلسلہ اشاعت نمبر : 246

تعداد اشاعت : 3700

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net

پر موجود ہے۔

پیش لفظ

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صلی علیہ و سلما نحنُ عبادُ مُحَمَّدٍ صلی علیہ و سلماً

قارئین کرام! زیرنظر کتاب ضیغم اہلسنّت علمبردار مسلک اعلیٰ حضرت صمصام المناظرین رئیس التحریر علامہ میلسی مدظلہ العالی کی معرکۃ الآراء، مدلل ومحقق وفاضلانہ تصنیف ہے جس کا ایک ایک صفحہ دلائل وشواہد سے بھرپور ناقابل تردید مستند ومعتبر حوالہ جات کی بندشوں میں جکڑا ہوا ہے، حضرت مصنف محترم نے اپنے عقیدہ ومسلک کے تحفظ ودفاع کا حق ادا کیا ہے کیونکہ ہمارا فریق مخالف فرقہ وہابیہ مسلسل لایعنی الزامات وافتراءات پر مشتمل کتب ورسائل وپمفلٹ شائع کررہا تھا، حضرت ضیغم اہلسنّت رئیس التحریر زیدمجدہ نے جواب الزام تراشیوں کی بجائے حقائق وشواہد کی روشنی میں حرفاً حرفاً مدلل جواب دے کر اپنی صفائی پیش کی ہے، زیرنظر کتاب ''اہلسنّت کی یلغار'' کا اولین ایڈیشن انجمن انوارالقادریہ نے آب وتاب اور حُسن طباعت سے شائع کیا تھا جس نے ملک گیر سطح پر مقبولیت عامہ تامہ حاصل کی اور اندرون وبیرون ملک کے متوقر رسائل وجرائد ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ، رشد الایمان، ماہنامہ سنی آواز ناگپور وغیرہم نے زوردار تبصرے کئے اور اس کتاب کے مضامین کو قسط وار اپنے رسائل میں شائع کیا چونکہ یہ کتاب اپنی طباعت واشاعت تقاضہ واصرار پر جمعیت اشاعت اہلسنّت اس مفید وجامع کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع کررہی ہے، اُمید ہے علمی تحقیقی حلقوں میں اس شاہکار کتاب کو تحسین کی نظروں سے دیکھا جائے گا، کیونکہ یہ کتاب عوام وخواص مصنفین ومناظرین کے لئے یکساں مفید ہے اور مستقبل کے مصنفین اس کتاب کے مستند حوالہ جات سے استفادہ کردہ ہوئے سینکڑوں صفحات پر مشتمل طویل وضخیم کتابیں تصنیف کرسکتے ہیں۔ یہاں یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ بحمدہٖ تعالیٰ وبفضلہٖ تعالیٰ یہ کتاب عرصہ دس سال سے بھی زیادہ لاجواب ہے جو اس کی ثقاہت پر دلیل ہے۔ مولیٰ عزوجل قبول فرمائے اور جمعیت اشاعت اہلسنّت کو بیش از بیش خدمت دین وتحفظ اہلسنّت کی توفیق وسعادت عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین

کام وہ لے لیجئے تم کو جو راضی کریں ٹھیک ہو نام رضا تم پہ کروڑوں درود

فقیر قادری محمد عرفان ضیائی رضوی

دعائیہ کلمات

پاسبانِ مسلک اعلیٰ حضرت علامہ مولانا ابوداؤد محمد صادق صاحب رضوی، گوجرانوالہ

برادرانِ طریقت قاطع بدمذہبت مولانا المجاہد محمد حسن علی صاحب قادری رضوی دلائل وشواہد وحقائق سے بھرپور ہوتی تھی، یہ جان کر قلبی روحانی مسرت ہوئی کہ غیر مقلدین وہابیہ کے شر انگیز لٹریچر کا جواب تحریر کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ احقاق حق وابطالِ باطل کی توفیق عطا فرمائے اور اس تصنیف کو مقبول خاص وعام فرمائے۔

ابوداؤد محمد صادق غفرلہٗ

شیخ التفسیر مولانا محمد فیض احمد اویسی رضوی رحمۃ اللہ علیہ، بہاولپور

رئیس القلم مجاہد مسلکِ اعلیٰ حضرت قاطع شر نجدیت مولانا محمد حسن علی صاحب رضوی بریلوی صاحبِ تصانیف کثیرہ اہلسنّت کے عقیدہ ومسلکِ اعلیٰ حضرت ومذہب امام اعظم رضی اللہ عنہما کا تحفظ ودفاع بہت اچھی طرح کرنا جانتے ہیں، جب قلم اٹھاتے ہیں ایک ایک بات اور جملہ الزام تراشیوں کا مدلل بحوالہ کتب جوابات ارقام فرماتے ہیں، کوئی پہلو تشنہ نہیں چھوڑتے۔ یہ اعلیٰ حضرت مجدد اعظم فاضلِ بریلوی اور سیدی سندی حضرت محدث اعظم پاکستان قدس سرہما کا روحانی فیض ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی تازہ تصنیف کو مقبول عام فرمائے۔ آمین

الفقیر ابوصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہٗ، بہاولپور

اَللّٰہُ رَبُّ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَا
نَحْنُ عِبَادُ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَا

کلک رضا ہے خنجر خونخوار برق بار
اعداء سے کہہ دو خیر منائیں نہ شر کریں

ہے ابتدا ہماری تری انتہا کے بعد

یادش بخیر! غیر مقلدین وہابیہ نے پانچ چھ سال کے بعد پھر ہمیں یاد کیا ہے اور ہم تیار ہیں پیشتر ازیں بھی غیر مقلدین نے شہر و ملک کی فضا کو اپنے فتنہ و شر سے مکدر کرنے کے لئے چیلنج بازی و پوسٹر بازی کا شر انگیز سلسلہ شروع کیا تھا اور ایک چھوٹے سے اشتہار کے ذریعہ بیس تراویح پر بیس ہزار کا چیلنج شائع کیا تھا، بفضلہ تعالیٰ ہم نے اس کے جواب میں معرکۃ الآراء مدلّل اور متحقق پوسٹر چیلنج پر چیلنج پچاس ہزار کے انعام کے ساتھ شائع کیا تھا جس کے جواب سے یہ لوگ آج تک ساکت و عاجز ہیں۔ پھر ان حضرات نے مسئلہ تقلید ائمہ رفع یدین اور مختلف موضوعات پر ۳ پوسٹریاں تقسیم کیں اور بحمدہٖ تعالیٰ ہماری طرف سے ۱۷ جوابی پوسٹر و پمفلٹ شائع ہوئے جن کا جواب ہمیں جیتے جی دیکھنا نصیب نہ ہوا، پھر ان کے قلمی خطوط اور چھیڑ چھاڑ کی دوسری دستاویز بھی ہمارے پاس محفوظ ہے، جن کے جوابات بروقت ادا کر دیئے گئے تھے، ان کی نقول و اصول بھی محفوظ ہیں، جن کے جواب کو دیکھنے کے لئے ہماری آنکھیں ترس رہی ہیں۔ دو تین پوسٹروں میں اونا پونا لولا لنگڑا جواب دینے کی ناکام کوشش ان لوگوں نے کی لیکن جواب الجواب سے پھر الجھ گئے، مدت مدید و عرصہ بعید کے بعد نئے سرے سے دوبارہ بحث و مباحثہ اور چیلنج بازی کا آغاز کیا ہے اور جارحانہ طرزِ تخاطب کے ساتھ بغیر نام کے بعنوان ''اہل حدیث کی پکار'' اور ''وصیت رسول سے امت رسول کی بغاوت کیوں'' شائع کئے ہیں، جن کا نقد جواب حاضر ہے۔

بات دراصل یہ ہے کہ غیر مقلدین وہابیہ سعودیوں نجدیوں سے وہابیت نجدیت پھیلانے کے لئے جو مال و ریال مسجدوں، مدرسوں اور کتابوں کی اشاعت کے نام سے بٹور رہے

ہیں، وہ ریال ان کو چین سے نہیں بیٹھنے دیتے۔ ہم سب دیکھ رہے ہیں ملک میں اس وقت فحاشی و بدکاری، عیاشی و بے حیائی اور عریانی کے ساتھ ساتھ عریاں ننگی فلموں وڈیو کیسٹوں اور اخبارات میں حیاباختہ ننگی تصویروں کا سیلاب آیا ہوا ہے، رسائل و جرائد کاغذی چکلوں کا کردار ادا کر رہے ہیں، قتل و اغوا و بدکاری، گینگ ریپ، اجتماعی زنا و بدکاری کی تسلسل کے ساتھ خبروں کی اندوہناک صورت حال پر ہر دردمند باغیرت مسلمان کا دل خون کے آنسو رو رہا ہے۔ تعجب، حیرت اور افسوس صد افسوس ہے کہ ایسے المناک حالات میں جب کہ اسلامی اقدار کو تباہ و فنا کیا جارہا ہے غیر مقلدین وہابیہ کو صرف مسئلہ تقلید و اجتہاد، بیس یا آٹھ رکعت تراویح، رفع یدین، آمین بالجہر ایسے چند مسائل کے سوا کچھ نظر نہیں آتا اور نہ اس اندوہناک صورت حال کا کچھ رنج و غم و ملال ہے۔ ان کے نزدیک سب سے بڑے اور اہم مسئلے یہ ہیں کہ سیدنا امام اعظم، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل قدست اسرارہم کی فقہ کا نام و نشان مٹا دیا جائے اور مسلمان سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کی فقہ اور اجتہاد کی بجائے ان کی خود ساختہ فقہ پر عمل کیا کریں۔ غیر مقلدین وہابیہ کی آرزوؤں، تمناؤں اور خواہشوں کا ماحصل یہ ہے کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ، سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی، سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری، سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری قدست اسرارہم وغیرہ جیسے اکابر ائمہ و اعاظم اولیاء، محبوبانِ خدا کے مزارات مقدسہ کو ملیامیٹ کر دیا جائے۔ ان کی توحید اس وقت پختہ سے پختہ اور مضبوط سے مضبوط ہوتی ہے جب انبیاء و رسل علیہم السلام بالخصوص حضور پُرنور نبی اکرم رسول محترم حبیب کبریاء سرور انبیاء شہ ہر دوسرا سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی خداداد وجاہت، خداداد عظمت، خداداد شان و شوکت اور عظیم و جلیل معجزات، عظیم و جلیل فیوض و برکات کا انکار کیا جائے۔ ان کو بے بس، بے کس، لاچار و محتاج و عاجز ثابت کیا جائے۔ یہ سب کچھ قرآن و احادیث کی روح کے منافی اور منشاء ایزدی کے معارض و متصادم ہے۔ مسائل میں اختلاف متانت و سنجیدگی سے دلائل و شواہد کی حد تک ہونا چاہیے، معقولیت کے ساتھ جواب لو اور جواب دو کی پالیسی پر عمل کرنا چاہئے اور بحث بامقصد ہونی چاہیے، جس سے کچھ فائدہ اور آخرت کی بھلائی کی توقع ہو اور میں ضد و عناد یا ذاتی اغراض و مفاد کی بجائے اخلاص و نیت نیت کا عنصر بدرجہ اتم اس

میں موجود ہونا چاہیے جو عنداللہ اجر و ثواب کا موجب بنے، خواہ مخواہ کی کج بحثی اور بے مقصد مباحثہ سے کیا حاصل اور یہ یاد رکھنا چاہیے کہ اکابر وہابیہ غیر مقلدین سلفیہ نے سنی حنفی بریلوی مسلمانوں کو مسلمان مانا ہے جب سنی حنفی بریلوی مسلمان ہیں تو پھر اس مباحثہ بازی سے کیا حاصل ہے؟

سنی حنفی بریلوی مسلمان ہیں، اکابر غیر مقلدین کا فیصلہ

غیر مقلدین کے شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری آج سے تقریباً ۷۳ سال پہلے کی اپنی کتاب میں تسلیم کرتے ہیں: ''امرتسر میں...... آج سے اسّی (۸۰) سال پہلے قریباً سب مسلمان اسی خیال کے تھے جن کو آج کل بریلوی حنفی کہا جاتا ہے''۔ (شمع توحید، ص ۵۲)

غیر مقلدین کے مفسر و محدث مولوی صدیق حسن خان بھوپالی لکھتے ہیں: ''حنفیہ (مسلمانوں) سے یہ ملک (متحدہ ہندوستان) بھرا ہوا ہے''۔ (ترجمانِ وہابیہ، ص ۲۹)

''کئی دفعہ اپنوں نے بھی اِن (مولوی ثناء اللہ) سے ٹکرانے کی کوشش کی...... خواہ وہ شیعہ ہوں یا بریلوی، نیچری ہوں یا چکڑالوی''۔ (تفسیر ثنائی، ص ۶) یہ سب ان کے نزدیک مسلمان تھے۔

مولوی ثناء اللہ امرتسری مقلدین مسلمانِ اہلسنّت کے متعلق لکھتے ہیں: ''بعض مسلمان اس آیت سے تقلید شخصی کا ثبوت نکالا کرتے ہیں''۔ (تفسیر ثنائی، الجزء الثانی، حاشیہ، ص ۲۰۹) یہاں بھی تقلید ائمہ کرنے والے مقلدین کو مسلمان مانا ہے۔

اسی طرح ایک اور بزعمِ خود بہت بڑے وہابی محقق و مناظر لکھتے ہیں: ''ہندوستان (متحدہ قبل از تقسیم) میں سنّی مسلمانوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے''۔ (انگریز اور وہابی، ص ۴۳)

اور حد یہ کہ امام الوہابیہ ابن تیمیہ ''منہاج السنۃ'' میں لکھتے ہیں کہ ''اہل سنّت و جماعت قدیم و معروف مذہب ہے...... یہی صحابہ کا مذہب تھا جو انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا''۔ (ملخصاً فضائلِ اہلحدیث، ص ۲)

ان ناقابلِ تردید حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ سنی حنفی بریلوی اکابر علماء غیر مقلدین کے نزدیک مسلمان اہل سنّت تھے۔ تعداد میں سب سے زیادہ ہیں اور ان کی اولیت مسلمہ ہے۔ سعودی ریالوں سے پرورش پانے والا یہ کوئی نومولود فرقہ نہیں ہے۔ بہر حال جب اکابر ''علماء'' غیر مقلدین نے ہم اہلسنّت احناف بریلویوں کو مسلمان مان لیا تو پھر ان پر طعن و تشنیع کرنا اور مسائل

فروعیہ اور جزوی امور میں ان سے الجھنا فتنہ وشر پیدا کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے۔

ایک زبردست غلط فہمی کا ازالہ

غیر مقلدین وہابیہ فقہ، قیاس واجتہاد کے نام پر ایسا زبردست اور پُر فریب مغالطہ دیتے ہیں جیسا کہ فقہ اور قیاس واجتہاد کتاب وسنت واحادیث سے مختلف ومعارض ومتصادم کسی چیز کا نام ہے، اس لئے بر بنائے جہل یا بر بنائے عناد یا لاشعوری طور پر تقلیدِ ائمہ کو شرک تک کہہ گزرتے ہیں اور بدعت کا راگ الاپنا تو ان کا شب وروز کا وظیفہ ہے۔ جاننا چاہئے، یاد رکھنا چاہئے مسئلہ تقلید ائمہ کی تفصیل ملخصاً کچھ اس طرح ہے کہ شرعی مسائل تین طرح کے ہیں: (۱) عقائد، (۲) وہ احکام جو صراحۃً قرآنِ عظیم واحادیث مبارکہ سے واضح طور پر ثابت ہوں۔ (۳) وہ مسائل جن کی واضح اور غیر مبہم تصریح قرآن وحدیث میں نہ ملے یا احادیث مبارکہ بظاہر تعارض ہو اور ایک عام آدمی یا معمولی علم والا غیر مجتہد ان کو نہ سمجھ سکے اور مجتہد قرآن وحدیث سے استنباط واجتہاد کر کے نکالے۔ مجتہد وہ ہے جس میں اس قدر علمی لیاقت اور فقہی بصیرت وقابلیت ہو جو قرآن عظیم کے ارشادات اسرار ورموز کو سمجھ سکے اور کلام کے مقصد کو پہچان کر اس سے مسائل کو نکال سکے، ناسخ ومنسوخ کا پورا پورا علم رکھتا ہو، علم صرف وبلاغت میں اس کو پوری پوری مہارت حاصل ہو احکام کی تمام آیات واحادیث پر اس کی گہری نظر ہو۔ (۱) مسائلِ اعتقادیہ (عقائد) میں تقلید جائز نہیں، نہ تقلید کی ضرورت اور نہ احکام صریح میں کہ قرآن وحدیث سے واضح طور پر ثابت ہوں تقلید کی ضرورت نہیں، مثلاً توحید ورسالت کے بارے میں یہ نہیں کہا جائے گا کہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا امام شافعی یا امام احمد بن حنبل یا امام مالک کا مقلد ہوں یا امام اعظم کے فرمانے سے یا فقہ اکبر کے دلائل سے توحید ورسالت کا قائل ہوں۔ اسی طرح صریح احکام میں بھی تقلید نہیں کہ نمازیں پانچ ہیں، ایک مہینہ کے روزے فرض ہیں، زندگی میں ایک بار حج فرض ہے، اس کے لئے یہ نہ کہا جائے گا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے یا فقہ اکبر میں لکھا ہے یہ سب کچھ منصوص علیہ ہیں باقی وہ احکام جو صراحۃً واضح طور پر قرآن واحادیث سے ثابت نہ ہوں مجتہد کی تقلید کی جائے گی کیونکہ اُن کے علم وفضل، خلوص وللّٰہیت اور مذکورہ بالا اوصاف اور استعداد قابلیت مسلم ہے۔ (ملخصاً تفسیر روح البیان، ومقدمہ شامی، بحث تقلید وتفسیرات احمدیہ والعطایا النبویہ وغیرہ)

عصر حاضر میں بعض نام نہاد علم و فضل کے دعویدار کہتے ہیں قرآن و احادیث سے ہم خود اجتہاد کر سکتے ہیں اور مسائل اخذ کر سکتے ہیں پھر ہمیں تقلید کی کیا ضرورت ہے۔ اگر ہمارے مخاطب اور مد مقابل نے مسئلہ تقلید پر بحث کی تو ہم قرآن و حدیث کی روشنی میں اس پر مفصل دلائل اور شواہد لائیں گے، سر دست ہم اتنا واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ کہاں آج کل کے جہل مرکب نیم ملاں کا اجتہاد اور کہاں امام المحدثین واستاذ المجتہدین امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا اجتہاد و قیاس جنہوں نے ایک ہزار مجتہدین شاگرد چھوڑے، ان کا سا تقویٰ، خوف خدا، دیانت و امانت، خلوص وللّٰہیت اور علم و فضل کہاں سے لاؤ گے؟ بہر حال تقلید کو کھا جانے والا ہوّا سمجھ رکھا ہے، ممکن ہے معاندینِ تقلید میں سے کوئی کہہ دے کہ یہ مذکورہ بالا اصول و ضوابط جو خود ساختہ ہیں تقلید و اجتہاد کا ثبوت قرآن و احادیث سے دیا جائے تو قرآن عظیم سے مختصر ثبوت پیش کیا جاتا ہے اور بوقتِ ضرورت بالتفصیل و بالاصراحت پیش کیا جائے گا۔

قرآن عظیم سے تقلید کا ثبوت

قرآن عظیم میں ہے اور ہر نمازی عین حالتِ نماز میں اللہ تعالیٰ سے تقلید کی دعا کرتا ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○﴾

یعنی، ہمیں سیدھی راہ پر پہنچا ان کی راہ پر تو نے انعام کیے نہ ان لوگوں کی (راہ) جن پر غضب کیا اور نہ ان کی جو گمراہ ہیں۔ (وہابی ترجمہ، ص ۲۶ مطبوعہ ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور)

الحمد للہ! ہر مسلمان اور ہر نماز میں ہر نمازی اللہ تعالیٰ کی تعلیم فرمودہ یہ دعا کرتا ہے کہ یا اللہ! ہمیں سیدھا راستہ چلا اور یہ بھی خود قرآن عظیم ہی بتاتا ہے کہ وہ سیدھا راستہ کون سا ہے؟ وہ ان کا راستہ ہے جن پر اللہ تعالیٰ کا انعام ہوا، وہ منعم علیہ لوگ کون ہیں وہ محبوبانِ خدا و مقبولانِ بارگاہِ ایزدی ہیں، وہ ائمہ و فقہاء و مجتہدین و اولیاء کاملین ہیں جن کی راہ پر چلنے کی ہم نماز میں اپنے لئے دعا کرتے ہیں کہ یا اللہ! ہمیں بزرگانِ دین کے سیدھے راستے چلا۔ امام اہلسنّت سیدنا اعلیٰ حضرت الامام احمد رضا فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

یعنی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلاموں، ائمہ مجتہدین، اولیاء کاملین، بزرگانِ دین کا نقشِ قدم ہی صراطِ مستقیم سیدھا راستہ ہے اور وہ مسلمان بہک نہیں سکتا جو سراغ پالے اور اس حقیقت کو جان لے کہ بزرگانِ دین کی راہ ہی صراطِ مستقیم ہے۔ وہابیوں، غیر مقلدوں، سلفیوں کے بہت بڑے مفسر و مناظر اور شیخ الاسلام مولوی ثناء اللہ امرتسری، ایڈیٹر جریدہ اہل حدیث امرتسر اس کی تفسیر میں یوں لکھتے ہیں: ”اے ہمارے مولا! ہماری یہ آرزو نہیں کہ جس راہ کو ہم (خود) ناقص العقل سیدھی سمجھیں یا ہمارے اور بھائی اچھی جانیں وہ دکھا حاشا و کلا بلکہ ان بزرگوں کی راہ پر پہنچا جن پر تو نے بوجہ ان کی دینداری کے بڑے بڑے انعامات کئے اور عطیات دیئے“۔ (تفسیر ثنائی، جلد اول، ص ۲۶، طابع و ناشر ادارہ ترجمان السنۃ، لاہور)

یہ غیر مقلدین وہابیہ کا مستند و معتبر ترجمہ و تفسیر ہے۔

مدعی لاکھ پر بھاری ہے گواہی تیری یا یوں سمجھ لو
نکل جاتی ہے سچی بات منہ مستی میں

ہم نے جان بوجھ کر اتمام حجت کے لئے غیر مقلدین وہابیہ کے اپنے مستند و معتبر ترجمہ و تفسیر کا حوالہ پیش کیا ہے تا کہ راہِ فرار اور مجالِ انکار نہ ہو تو مولوی ثناء اللہ امرتسری نے صاف صاف اقرار کیا ہے کہ بزرگانِ دین کی راہ صراط مستقیم ہے، ہمیں بزرگانِ دین کی راہ پر چلا۔ اور یہ بھی اعتراف کیا ہے کہ ہماری یہ آرزو نہیں کہ جس راہ کو ہم اپنی ذاتی رائے سے خود بخود اپنی مرضی سے اپنے مبلغ علم کے گھمنڈ میں محض ذاتی رائے سے سیدھا سمجھ لیں یا ہمارے جیسے ہمارے بھائی غیر مجتہد لوگ سیدھا قرار دیں اور صراطِ مستقیم بتائیں وہ سیدھی ہے، نہیں نہیں بلکہ صراطِ مستقیم بزرگانِ دین یعنی ائمہ مجتہدین کا راستہ ہے، یہ علیحدہ بات ہے کہ میلسی کے جاہل مطلق پمفلٹ بازبچوں کی سی ضد کریں اور نہ مانیں۔

ہمیں تو نفس کی تقلید اپنے کرنی ہے
کہیں کہ ہم نہیں تقلید کرتے بو حنیفہ کی

قرآن عظیم میں ہے:

﴿وَ السّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِیْنَ وَ الْاَنْصَارِ وَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ رَضُوْا عَنْهُ﴾

یعنی سب سے اول سبقت کرنے والے یعنی مہاجرین اور انصار اور جو ان کی نیک روش کے تابع ہوئے خدا ان سب سے راضی ہے اور وہ خدا سے راضی۔

(غیر مقلد وہابی ترجمہ از تفسیر ثنائی، پارہ ۱۰، التوبہ)

یعنی اللہ تعالیٰ اُن سے راضی جو مہاجرین و انصار کی اتباع یعنی تقلید اور پیروی کرتے ہیں تابع کا معنی فرمانبردار (فرمان اور حکم کو ماننے والا) ماتحت ہے (فیروز اللغات، ص ۱۹۰) لہٰذا قرآنِ عظیم کے اس حکم اور خود غیر مقلد وہابی مفسر کی تفسیر سے ثابت ہوا کہ تقلید ائمہ و مجتہدین کرنے والوں سے اللہ تعالیٰ سے راضی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن عظیم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾

یعنی مسلمانو اللہ اور رسول اور اپنے فرمانبرداروں کی تابعداری کرو۔ (وہابی غیر مقلد ترجمہ، پارہ ۵ النساء، تفسیر ثنائی، ص ۳۱۹)

آیت مذکورہ بالا کے تحت مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد وہابی لکھتا ہے: وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ اس آیت کے معنی بالکل صاف اور واضح ہیں کہ کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے بعد اولو الامر کی اطاعت امور جائزہ میں واجب ہے۔ (تفسیر ثنائی، ص ۳۲۰)

الحمد للہ! ہم سنی، حنفی، بریلوی بھی یہی کہتے ہیں کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول ﷺ کے بعد حقیقی اولوالامر ائمہ مجتہدین کی اطاعت امورِ جائزہ میں واجب ہے۔ بالفرض اولوالامر سے مراد حاکم، بادشاہ، حکمراں، سلطان بھی لئے جائیں، حاکم یا فرمانروا بھی فیصلہ کرتے وقت جائز و ناجائز امور کا پتہ عالمِ دین قاضی اسلام مجتہد ائمہ دین و فقہاء کرام سے چلائے گا کہ میرا یہ حکم جائز ہے یا ناجائز ہے، ہر حاکم و فرمانبردار فقیہہ و مجتہد تو ہوتا نہیں دینی امور ہی میں سہی امور جائزہ میں وہ ائمہ مجتہدین یا علماءِ کرام سے رجوع کرے گا۔ اور اگر وہابی اپنے جنون وضد میں حاکم، بادشاہ، سلطان

فرمانروا سے آگے نہ بڑھیں کہ بس یہی اولی الامر ہیں تو ہر دو صورتوں میں بہر نوع تقلید واجب ہونا ثابت ہو ہی گئی اور اولی الامر کی اطاعت واجب ہونے کے الفاظ پیشوائے غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری کی تفسیر ثنائی میں موجود ہیں۔

اور پھر ہر بادشاہ یا سلطان، حاکم یا فرمانروا کا عالم وفقیہ ومحدث و مجتہد ہونا ضروری نہیں، بیشتر غیر عالم وغیر محدث وغیر مجتہد بھی ہوتے ہیں بلکہ فاسق وفاجر بھی ہوتے ہیں، اس طرح وہابی فاسق و فاجر اور بے علم لوگوں کا اتباع بھی کریں گے، کہاں ایسے حاکموں، بادشاہوں اور فرمانرواؤں کا اتباع اور تقلید اور کہاں امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے سراپا علم وفضل عظیم فقیہہ و عظیم مجتہد و عظیم محدث کا اتباع اور تقلید جس کا غیر مقلدین انکار کرتے ہیں۔ پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔

﴿وَ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَ اِلٰٓى اُولِى الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْۢبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾

یعنی اور اگر اس خبر کو رسول تک اور مسلمانوں کے با اختیار لوگوں کی طرف پہنچاتے تو ان میں سے تحقیق کرنے والے اس خبر کو محقق کرتے۔ (وہابی غیر مقلد ترجمہ از مولوی ثناء اللہ امرتسری، ص ۳۲۷، پارہ ۵، النساء)

آیت کی تفسیر میں خود غیر مقلد وہابی مفسر لکھتا ہے: ''اور اگر اس خبر کو سن کر ہمارے رسول تک اور مسلمانوں کے با اختیار لوگوں کی طرف پہنچاتے تو ان میں سے تحقیق کرنے والے اس خبر کو محقق کرتے اور نتیجہ نکالتے ...... بجز چند محقق لوگوں کے سب کے سب شیطان کے پیچھے ہوتے''۔

(تفسیر ثنائی، جلد اول، ص ۳۲۷، از مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد وہابی)

آیت مذکورہ بالا میں اگرچہ وہابی مفسر نے ''یستنبطونہ'' کا ترجمہ اپنے وہابی ذہن کے مطابق استنباط (اخذ کرنا) سے بچتے بچتے کیا ہے لیکن پھر بھی ہمارا مدعا ثابت ہے کہ مسلمانوں میں کچھ با اختیار لوگ استنباط کرنے والے محقق ائمہ دین ہوتے ہیں اور قرآن و حدیث کے اسرار و رموز کا صحیح نتیجہ نکالتے ہیں، محقق (تحقیق کرنے والے) مجتہد چند لوگ ہی ہوتے ہیں اور ان کی بات نہ ماننے والے شیطان کے پیچھے ہوتے ہیں کیونکہ شیطان یا اُن کے اپنے نفس کا دھوکہ ہوتا

ہے کہ تم بھی قرآن اور احادیث کو ان محققین، مجتہدین، ائمہ دین کے برابر سمجھتے ہو تم کو ان کے استنباط کی کیا ضرورت ہے، لہٰذا خود ''اولی الامر'' بن جاتے ہیں اور جو ایک خط کی املاو عبارت میں دس دس غلطیاں کریں سیدنا حضرت امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ، سیدنا امام شافعی، سیدنا امام احمد بن حنبل وسیدنا امام مالک رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے اکابر ائمہ دین و کامل مجتہدین کے مقابلہ میں محقق بن کر خم ٹھونک کھڑے ہو جاتے ہیں کہ ان کی نہ مانو ہماری مانو۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی خدا ایسی نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

﴿وَمَا كَانَ الْمُؤْمِنُونَ لِيَنفِرُوا كَافَّةً فَلَوْلَا نَفَرَ مِن كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُونَ O﴾

یعنی اور نہ یہ مناسب ہے کہ مسلمان سارے کے سارے ہی نکل پڑیں ایسا کیوں نہ کریں کہ ہر ایک قوم سے چند آدمی آئیں تا کہ دین کی سمجھ (فقہ) حاصل کرے اور جب اپنی قوم میں جائیں تو ان کو سمجھائیں تا کہ وہ بھی بچتے رہیں۔ (ترجمہ غیر مقلد وہابی، مولوی ثناء اللہ امرتسری، ص۱۰، پارہ ۱۱، التوبہ)

اب اس آیت مبارکہ کے تحت غیر مقلد وہابی کی اپنی تفسیر کے چند الفاظ ملاحظہ ہوں، لکھتے ہیں: ایسا کیوں نہ کریں کہ ہر قوم سے چند آدمی آئیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رہیں تا کہ دین کی باتوں اور اسرار شریعت (شریعت کے راز اور بھید) میں سمجھ حاصل کریں اور جب (یہ لوگ) اپنی قوم کو جائیں تو ان کو سمجھائیں وہ بھی برے کاموں سے بچتے رہیں اور نیک کاموں میں راغب ہوں۔ (تفسیر ثنائی، جلد دوم، ص۱۰، پارہ ۱۱، التوبہ)

آیہ مبارکہ ''لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ'' فقہ دینی کی طرف اشارہ ہے، دین کی فقہ سیکھ کر اپنے اپنے لوگوں کو دین سمجھائیں، دین کی سمجھ کا نام فقہ ہے جو لوگ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے دین سیکھتے ہیں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مانیں اور پھر جو لوگ جن جن لوگوں کو دین سمجھائیں وہ ان کی مانیں تقلید کریں کیونکہ ان کا ماننا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کو ماننا ہے کیونکہ یہ لوگ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی سے سیکھ کر

آئے ہیں۔

قولِ فقہاء اصل میں فرمان ہے سرکار کا
نام ہی کا فرق ہے تعلیم ہے دونوں کی ایک

مولوی ثناء اللہ صاحب کی تفسیر کے الفاظ میں ''اسرارِ شریعت'' بڑا معنی خیز لفظ ہے کہ وہ آنے والے لوگ دین کی باتوں یعنی ارکان وفرائض وضروریات دین وغیرہ بھی سیکھیں اور اسرارِ شریعت یعنی شریعت کے وہ اسرار ورموز جو واضح نہیں یا منصوص علیہ نہیں اخفاء میں ہیں وہ بھی سیکھیں اور یاد رہے کہ احکامِ عملیہ کا نام شریعت ہے اور اعتقادیات کا نام دین ہے۔ بدیہیات شرعیہ میں سے ہیں کہ احکامِ شریعت بقدر وسعت ہیں۔ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفۡسًا اِلَّا وُسۡعَھَا

﴿وَ الَّذِیۡنَ یَقُوۡلُوۡنَ رَبَّنَا ھَبۡ لَنَا مِنۡ اَزۡوَاجِنَا وَ ذُرِّیّٰتِنَا قُرَّۃَ اَعۡیُنٍ وَّ اجۡعَلۡنَا لِلۡمُتَّقِیۡنَ اِمَامًا﴾.

اور وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار ہم کو ہماری بیویوں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عنایت کر اور ہم کو متقیوں کا امام بنا۔ (ترجمہ غیر مقلد وہابی مولوی ثناء اللہ امرتسری، پارہ ۱۹، جلد ۲، ص ۳۸۰)

تفسیر میں نہایت پُر مغزبات ہے کہ ''ہم کو متقیوں کا امام بنا''۔ (تفسیر ثنائی، جلد ۲ ص ۳۸۰ حاشیہ)

متقیوں، پرہیز گاروں کا امام ومقتدا جو ہوگا لازماً متقی اس کے مقتدی ومقلد ہوں گے جو اپنے امام کی تقلید کریں گے، یہ آیت مبارکہ بھی تقلید پر دلیل صریح ہے، اب تک کی آیات سے استنباط، فقہ، امام، پیروی (تقلید) اتباع واطاعت کے الفاظ آچکے ہیں۔ لہٰذا تقلیدِ ائمہ سے مفر ایمان واعمال کے لئے مضر ہے۔

قرآن عظیم میں فرمایا:

﴿اِتَّبِعۡ سَبِیۡلَ مَنۡ اَنَابَ اِلَیَّ﴾

تم ان لوگوں کی راہ پر چلو جو میری طرف رجوع ہوں۔ (ترجمہ غیر مقلد وہابی، پارہ ۲۱، لقمان)

اس آیہ کریمہ وعظیمہ کی تفسیر میں غیر مقلد وہابی مفسر لکھتا ہے: ''دین کے کاموں میں تم ان

لوگوں کی راہ پر چلیو جو میری (یعنی خدا کی) طرف رجوع ہوں خواہ کوئی ہوں، کسی ملک کے رہنے والے ہوں، کسی قوم کے افراد ہوں"۔ (تفسیر ثنائی، جلد۲، ص ۲۵، پارہ ۲۱، لقمان)

اس آیت مبارکہ میں بھی اللہ تعالیٰ اپنی طرف رجوع کرنے والوں کی تقلید و اتباع کا حکم فرما رہا ہے کہ میری طرف رجوع کرنے والوں کی راہ پر چلیو خواہ کوئی ہو، امام ہو، مجتہد ہو، محدث ہو، کسی ملک کا ہو، عرب کا ہو، کوفہ کا ہو، فارس کا ہو، بغداد کا ہو، بخارا کا ہو، مصر کا ہو، شام و عراق یا روس کا ہو، اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والا ہو اس کی اتباع اور تقلید کرو۔

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

اور کیوں نہ ہو اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت سیدنا فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز نے بھی یہی فرمایا تھا۔

تیرے غلاموں کا نقش قدم ہے راہِ خدا
وہ کیا بہک سکے جو یہ سراغ لے کے چلے

نوٹ: مسئلۂ تقلید پر مزید آیات پیش کی جاسکتی ہیں مگر اختصار مانع ہے۔

یاد رہے کہ تفسیر ثنائی غیر مقلدین کی وہ تفسیر ہے جس میں غیر مقلدین کے امام و پیشوا مولوی ثناء اللہ امرتسری کی سوانح حیات پر مشتمل ابتدائیہ مولوی احسان الٰہی ظہیر مدیر ترجمان الحدیث و اہلحدیث نے لکھا تھا۔

ہم تفسیر معالم التنزیل، تفسیر روح البیان، تفسیر روح المعانی، تفسیر خازن، جلالین، تفسیر مدارک، تفسیر نیشاپوری، تفسیر بیضاوی، تفسیر کبیر، تفسیر عرائس البیان، تفسیر حسینی، تفسیر انوار التنزیل، تفسیر تنویر المقیاس، تفسیر ابن جریر، تفسیر در منثور، تفسیر عزیزی، تفسیر صاوی، تفسیر جمل، تفسیر الموذج جلیل، تفسیرات احمدیہ، تفسیر خزائن العرفان وغیرہ کے ناقابل تردید حوالہ جات نقل کرسکتے تھے مگر ہم اپنے مخاطب طائفہ کی فطرت کو جانتے ہیں وہ بیشتر تفاسیر کو مقلدین احناف و شوافع و حنابلہ کی قرار دے کر ناقابل قبول ٹھہراتا اور راہِ فرار اختیار کرتا حالانکہ غیر مقلدین تفسیر بالرائے کے مرتکب ہیں، محض اپنی رائے سے تفسیر کرتے ہیں اور مفسرین اہلسنّت کی متحقق تفاسیر، اکابر صحابہ کرام، مفسرین عظام، فقہاء و مجتہدین ذوی الاحترام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے مستفاد ہوتی ہیں

اور محض انفرادی، ذاتی آراء و تخیلات پر مشتمل نہیں ہوتیں۔ اس کے باوجود ہم نے اتمام حجت کے لئے غیر مقلدین کا ترجمہ، غیر مقلد کی تفسیر کے حوالہ جات پیش کئے۔ آئندہ اس موضوع پر اپنی مستقل کتاب میں جمہور مفسرین کرام قدست اسرارہم کے تفسیری حوالہ جات ہوں گے۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ)

تقلید احادیثِ مبارکہ کے آئینہ میں

تقلید ائمہ پر بکثرت احادیث پیش کی جاسکتی ہیں مگر چونکہ اختصار مانع ہے اور ہمارا ارادہ اس موضوع پر مستقل کتاب لکھنے کا بھی ہے لہٰذا چند روح پرور احادیث مبارکہ تقلید کے ثبوت میں پیش کی جاتی ہیں:

مسلم شریف (جلد اول، صفحہ ۵۴، باب بیان اِنَّ الدِّین النصیحۃ) میں ہے:

عَنْ تَمِیْمِ نِ الدَّارِیْ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ الدِّیْنُ النَّصِیْحَۃُ قُلْنَا لِمَنْ قَالَ لِلّٰہِ وَ لِکِتَابِہٖ وَ لِرَسُوْلِہٖ وَ لِأَئِمَّۃِ الْمُسْلِمِیْنَ وَ عَامَّتِھِمْ

تمیم داری سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ دین خیر خواہی ہے، ہم نے عرض کیا: کس کی؟ فرمایا: اللہ کی اور اس کی کتاب کی اور اس کے رسول کی اور مسلمانوں کے امام کی اور عامہ مؤمنین کی۔

مسلم شریف کی اس حدیث پاک کی شرح میں امام نووی فرماتے ہیں:

وَ قَدْ یَتَنَاوَلُ ذَالِكَ عَلَی الْاَئِمَّۃِ الَّذِیْنَ ھُمْ عُلَمَاءُ الدِّیْنِ وَ اِنَّ مِنْ نَّصِیْحَتِھِمْ قَبُوْلَ مَا رَوَوْہُ وَ تَقْلِیْدَھُمْ فِی الْاَحْکَامِ وَ اِحْسَانَ الظَّنِّ بِھِمْ

یہ حدیث ان اماموں کو بھی شامل ہے جو علماءِ دین ہیں اور علماء کی خیر خواہی سے ہے ان کی روایت کی ہوئی احادیث کا قبول کرنا اور ان کے احکام میں تقلید کرنا اور اُن کے ساتھ نیک گمان کرنا۔

نوٹ: یاد رہے کہ امام نووی کی شرح مسلم کو مشہور غیر مقلد وہابی مولوی ابو سعید محمد حسین

بٹالوی نے "الاقتصاد فی مسائل الجهاد" کو (صفحہ ۵۴،۶۶ پر) معتبر مان کر اس کا حوالہ دیا ہے۔

مشکوٰۃ (کتاب الامارۃ) میں بحوالہ مسلم ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

مَنْ اَتَاکُمْ وَ اَمْرُکُمْ جَمِیْعٌ عَلٰی رَجُلٍ وَّاحِدٍ یُّرِیْدُ اَنْ یَّشُقَّ عَصَاکُمْ وَ یُفَرِّقَ جَمَاعَتَکُمْ فَاقْتُلُوْہُ

جو تمہارے پاس آئے حالانکہ تم ایک شخص (امام وامیر) کی اطاعت پر متفق ہو وہ چاہتا ہے کہ تمہاری لاٹھی کو توڑ دے اور تمہاری جماعت کو متفرق کر دے تو اس کو قتل کر دو۔

یہاں ایک شخص کی اطاعت کا ذکر ہے وہ امام و مجتہد ہی ہیں کیونکہ سلطان یا حاکم وقت کی اطاعت خلافِ شرع احکام میں جائز نہیں۔ مسلم نے کتاب الامارہ میں ایک باب باندھا: بَابُ وُجُوبِ طَاعَةِ الْاُمَرَاءِ فِیْ غَیْرِ مَعْصِیَةٍ، یعنی امیر کی اطاعت غیر معصیت میں واجب ہے۔ اس سے اطاعت و تقلید واضح طور پر ثابت ہے۔

مشکوٰۃ شریف باب فضائل الصحابہ میں ہے:

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جن کی پیروی (تقلید) کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

اس حدیث پاک میں خود حضور علیہ السلام نے حضراتِ صحابہ کرام کی پیروی یعنی تقلید کا حکم دیا ہے اور صحابہ کرام کی تقلید سے ہدایت پانے کی نوید سنائی تقلید کا معنی پیروی ہے، اگر اتباع و اطاعت کا حق صحابہ کرام یا ائمہ کرام کے لئے ممنوع ہوتا تو حضور علیہ السلام صحابہ کرام کی پیروی اور تقلید کا حکم نہ فرماتے، جیسا کہ "اہلحدیث کی پکار" میں لکھا ہے کہ مخلوق میں سے اطاعت کا حق صرف اللہ کے رسول ﷺ کا ہے، اب اگر غیر مقلدین حضور نبی اکرم رسول محترم ﷺ کی اطاعت میں سچے ہیں تو حضور کے اس حکم کی اطاعت کریں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: میرے صحابہ کی اطاعت یا پیروی یا تقلید کرو۔ اب غیر مقلدین کا وہ صرف ٹوٹ گیا جس صرف سے انہوں نے یہ حق اپنے رائے اور اپنے اجتہاد و قیاس سے مختص کر دیا اور صرف میں جکڑ دیا تھا۔ حضور علیہ السلام

نے ارشاد فرمایا کہ

عَلَیْکُم بِسُنَّتِی وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ

تم لازم پکڑو میری اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو۔

مگر اہلحدیث کی پکار کہتی ہے مخلوق میں اطاعت یعنی پیروی کا حق صرف اللہ اور رسول ﷺ کا ہے، آپ ہی کی اطاعت کی جائے۔ مگر خود رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: میرے پیارے صحابہ کرام اور خلفاء راشدین کی اطاعت اور پیروی بھی کرو اور اُن کی سنت (طریقہ) بھی لازماً پکڑو، یہاں ان کی خود ساختہ صرف دھری کی دھری رہ گئی۔ احادیث اور اقوال محدثین اور بھی بکثرت پیش کئے جاسکتے ہیں مگر اختصار مانع ہے، دوسرے عنوانات پر بھی گفتگو کرنا باقی ہے۔

تقلید پر چند لایعنی اعتراضات کے جوابات

سوال: تقلید میں غیر اللہ کو اپنا حکم بنانا ہے اور یہ شرک ہے، لہٰذا تقلید شخصی شرک ہے، اللہ ربّ العزت ارشاد فرماتا ہے:

﴿اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ﴾

نہیں ہے حکم مگر اللہ کا۔

جواب: اگر غیر اللہ کا حکم ماننا شرک ہے تو پھر حدیث ماننا بھی شرک ہوا کیونکہ احادیث میں حضور علیہ السلام کا حکم ہوتا ہے یقیناً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی غیر اللہ ہیں، اس طرح احادیث کو مان کر بقول وہابیہ سارے محدثین اور ائمہ احادیث معاذ اللہ مشرک ہوئے۔

سوال: اگر تقلید ضروری تھی تو صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کسی کے مقلد کیوں نہ ہوئے؟

جواب: یہ سوال تو ایسا ہے کہ جیسا کوئی کہے ہم کسی کے امتی نہیں بنتے کیونکہ ہمارے نبی علیہ السلام بھی کسی کے امتی نہیں اور امتی ہونا سنت رسول اللہ کے خلاف ہے۔ مخالفین کو ایسا لایعنی مضحکہ خیز سوال کرنے سے پہلے سوچنا چاہئے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین براہِ راست حضور ﷺ کی صحبت و رفاقت اور برکت سے فیض یاب تھے، وہ ہماری طرح بے راہ روی کے اس دور میں پیدا نہ ہوئے تھے، وہ تقلید کیوں کرتے، ان کو تقلید کی کیا ضرورت تھی جو براہ

راست فیض یاب مستفید تھے۔

سوال: قرآن عظیم میں تقلید کرنے والوں کی برائیاں بیان فرمائی گئی ہیں، فرمایا:

﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

یعنی انہوں نے اپنے پادریوں اور جوگیوں کو اللہ کے سوا خدا بنالیا۔

اور فرمایا:

﴿وَ اَنَّ هٰذَا صِرَاطِیْ مُسْتَقِیْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ﴾

یعنی اور یہ کہ یہ ہی میرا سیدھا راستہ ہے تو اس پر چلو اور راہیں نہ چلو کہ تم کو اس راہ سے جدا کر دیں۔

اور ایک دوسری آیت میں یوں ہے:

﴿قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَآ اَلْفَيْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَ نَا﴾

تو کہیں گے بلکہ ہم تو اس پر چلیں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔

یہ آیات اور اس قسم کی دوسری آیات لکھ کر غیر مقلدین وہابیہ شدید دھوکہ اور مغالطہ دیتے ہیں کہ دیکھو قرآن کی رُو سے تقلید ائمہ منع ہے۔

جواب: ان مذکورہ بالا اور اس قسم کی دوسری آیات مبارکہ میں تقلیدِ ائمہ سے منع نہیں فرمایا گیا کیونکہ ائمہ مجتہدین کے پاس جو کچھ ہے وہ قرآن اور احادیث کا خلاصہ اور ماحصل ہے یا قرآن وحدیث سے مستفاد ہے کیونکہ ائمہ اربعہ نے قرآن واحادیث کے مقابلہ میں اپنی رائے سے اس سے مختلف اور معارض کچھ نہ فرمایا اور یہ کہ ان آیات میں یا ان جیسی چند دوسری آیات میں پادریوں اور جوگیوں کی تقلید کرنے اور ان کا طریقہ اپنانے سے منع کیا گیا۔ ائمہ اربعہ ومجتہدین کرام تو اس وقت جب قرآن نازل ہو رہا تھا تھے بھی نہیں۔ اور حضور علیہ السلام کے ہوتے ہوئے اُن کی تقلید کون کرتا، لہٰذا ماننا پڑے گا کہ قرآن عظیم نے جیسا کہ ان ممانعت کی آیات سے ظاہر ہے پادریوں، راہبوں اور جوگیوں کے طریقے پر چلنے کو منع فرمایا اور بعض آیات مبارکہ میں جو تقلید کی بُرائی بیان فرمائی گئی وہ شریعت کے مقابلہ میں اَن پڑھ باپ دادوں کے خلافِ شرع کاموں، ناجائز باتوں کی تقلید کی برائی بیان کی ہے کیونکہ اُس وقت تو اُس وقت آج تک بعض اَن پڑھ لوگ

یہ کہتے ہیں ہمارے باپ دادا تو اس طرح کرتے چلے آئے، ہماری سات پشتوں سے ایسا ہو رہا ہے، ہماری برادری یا ہمارے خاندان کا رواج تو یہ ہے، تو ان جاہل باپ داووں کی خلاف شرع تقلید کی برائی بیان کی گئی اور ان آیات کا ائمہ اربعہ کی تقلید سے کوئی تعلق نہیں کیونکہ ائمہ مجتہدین کے اقوال وارشادات میں قرآن واحادیث ہی کی ترجمانی ہے اور قرآن واحادیث کے خلاف نہیں ہے۔ مخالفین تقلید اہلحدیث کہلاتے ہیں اور علمِ حدیث میں بھی تقلید ہے، اسماء الرجال ہی میں دیکھ لیجئے مختلف راویانِ کرام تسلسل سے احادیث بیان فرماتے ہیں اس نے اُن سے بیان کی اُس نے اُس سے بیان کی اُس نے اُس سے کہا اُس نے اُس سے کہا اور سب مانتے چلے جاتے ہیں یہ تقلید نہیں تو اور کیا ہے؟ اپنے سے پہلے راوی کی تقلید میں احادیث کو مان رہے ہیں براہ راست تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد کسی بھی راوی نے حضور ﷺ سے کوئی حدیث سنی نہیں، اب راویوں کی تقلید میں حدیث کو حدیث نہیں مانو گے تو اہلحدیث کیسے کہلاؤ گے؟ اور پھر تم یہ جو کہتے ہو کہ یہ حدیث ضعیف ہے وہ حدیث ضعیف ہے، فلاں حدیث ضعیف ہے، فلاں راوی ضعیف ہے، وہ راوی ضعیف ہے، یہ راوی ضعیف ہے۔ غیر مقلدین کس بنیاد پر کہتے ہیں؟ کیا ان کو الہام ہوتا ہے؟ تمہیں یہی کہنا پڑتا ہے کہ فلاں محدث نے کہا ہے: یہ حدیث ضعیف ہے۔ فلاں محدث نے لکھا ہے: وہ حدیث ضعیف ہے۔ امام بخاری نے کہا ہے: حدیث کا فلاں راوی ضعیف ہے۔ امام ترمذی یا امام نسائی یا امام مسلم نے لکھا ہے: اس حدیث میں فلاں راوی ضعیف ہے۔ فلاں محدث نے لکھا ہے: فلاں حدیث ضعیف ہے، فلاں راوی ضعیف ہے۔ احادیث کو ضعیف کہہ کہہ کر جان بچانے کا تمہارا یہ سارا کاروبار تقلیدِ محدثین، جامعین احادیث ومرتبین احادیث، ائمہ احادیث کی تقلید کے سہارے چل رہا ہے۔ علم قراءت میں بھی تقلید ہے کہ قرآن عظیم کو فلاں قاری یوں پڑھتا ہے، فلاں آیت کو فلاں قاری یوں پڑھتا ہے۔ قراءت کی مختلف اقسام ہیں تو لازماً فنِ قراءت میں بھی تقلید ہوئی۔ کیا یہ سب ممنوع ہے۔

ایک اہم ضروری وضاحت

اگر تقلیدِ ائمہ شرک اور ائمہ اربعہ میں سے کسی کا مقلد معاذ اللہ ثم معاذ اللہ مشرک ہے تو غیر مقلدین کے اس اصول پر کوئی ایک حدیث صحیح نہیں ہے بلکہ تمام احادیث ناقابل اعتماد وناقابل

عمل ہو گئیں کیونکہ جامعین و مرتبین احادیث محدثین کرام اکثر و بیشتر مقلدین کوئی امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مقلد ہے، کوئی سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ کا مقلد ہے تو کوئی حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا مقلد ہے اور مقلد بقولِ وہابیہ غیر مقلدین، معاذ اللہ مشرک ہوتا ہے۔ اس موضوع پر بھی ان شاء اللہ ہم ایک مستقل رسالہ لکھیں گے۔ سر دست اتنا عرض ہے کہ بکثرت کتب معتبرہ کا خلاصہ اور ماحصل یہ ہے کہ بہت سے ائمہ حدیث اور جامعین احادیث محدثین کرام بالواسطہ یا بلاواسطہ سیدنا امام الائمہ امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ کے مقلد یا شاگرد یا شاگردوں کے شاگرد ہیں، معاذ اللہ تقلیدِ ائمہ کو شرک کہنے والوں کے نزدیک اُن کے مجموعہ ہائے احادیث کس طرح قابلِ اعتماد و قابل عمل ہیں؟۔

محدثین کرام مقلد ہیں

امیر المؤمنین فی الحدیث امام عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری الجعفی متوفی ۲۵۶ھ رضی اللہ عنہ کے متعلق حضرت امام قسطلانی تاج الدین سبکی کے حوالہ سے لکھتے ہیں: و قد ذکرہ ابو عاصم فی طبقات اصحابنا الشافعیۃ، ابو عاصم نے امام بخاری کو ہمارے طبقاتِ شافعیہ میں بیان کیا ہے۔ (ارشاد الساری، جلد اص ۳۶، شہاب الدین احمد قسطلانی)

امام تاج الدین سبکی لکھتے ہیں: وسمع بمکۃ عن الحمیدی وعلیہ تفقہ عن الشافعی، یعنی امام بخاری نے مکہ میں حمیدی سے سماع کیا اور ان ہی سے فقہ شافعی پڑھی۔ (امام تاج الدین المتوفی ۷۷۱ھ، طبقات الشافعیہ الکبریٰ، جلد ۲، ص ۳)

غیر مقلدین کے معتمد ترین شاہ ولی اللہ دہلوی نے لکھا ہے: ''یہاں اس بات پر توجہ دلانا ضروری ہے کہ یہ جو مشہور ہے اور بعض تذاکرِ حیات میں بھی لکھا ہوا ہے کہ مثلاً امام بخاری شافعی تھے۔ اس کے بھی یہی معنی ہیں کہ وہ منسوب بہ شافعی تھے کیونکہ امام شافعی ہی کے اصولِ فقہ اور (تشریح) کو پیش نظر رکھ کر اجتہاد کرتے تھے ورنہ در حقیقت وہ اصحابِ حدیث (محدث جامع احادیث) میں سے تھے''۔ (حاشیہ حجۃ اللہ البالغہ، اول، ص ۶۸۶)

دیکھئے مرتب بخاری شریف امام اسماعیل بخاری محدث مرتب احادیث ہوتے ہوئے بھی امام شافعی سے منسوب تھے۔ امام شافعی کے اصول فقہ کو پیش نظر رکھ کر اجتہاد کرتے تھے اور ایک

آج کل کے غیر مقلد جو املاو عبارت بھی صحیح نہ لکھ سکیں ائمہ اربعہ کی تقلید سے منحرف ہیں۔علاوہ ازیں الانصاف فی بیان سبب الاختلاف مصنفہ شاہ ولی اللہ دہلوی مطبوعہ مکتبہ اشیق استنبول ترکیہ، ص ۲۱ پر محدث جلیل امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کو شافعی لکھا ہے۔

ہم شاہ ولی اللہ دہلوی کے حوالہ جات اس لئے بالخصوص نقل کر رہے ہیں کہ وہ ہمارے مخاطب غیر مقلدین کے معتمد ہیں جن کی تحریریں ہمارے پاس موجود و محفوظ ہیں۔شاہ ولی اللہ صاحب عقد الجید (ص ۵۵،۵۶، مطبوعہ، کراچی) میں فرماتے ہیں: ''امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل ان مذاہب کے چاروں ائمہ کے علم نے سارے جہان کا احاطہ کیا ہوا ہے، کوئی امام و عالم ان کا ہم پایہ نہیں''۔

"لامع الدراری علی جامع البخاری" کے مقدمہ (ص ۱۵) پر لکھا کہ علامہ امام قسطلانی، علامہ امام تاج الدین السبکی نے کہا کہ امام بخاری جامع صحیح بخاری امام شافعی کے مقلد تھے۔(بحوالہ طبقات الشافعیہ الکبریٰ)

علامہ امام تاج الدین السبکی المتوفی ۷۷۱ھ "طبقات الشافعیه الکبری'' (جلد ۲) میں ایک جگہ یوں لکھتے ہیں: ذکر ابو عاصم العبادی ابا عبد اللہ فی کتابه الطبقات و قال سمع من الزعفرانی و ابی ثور الکرابلسی قلت و تفقه علی الحمیدی و کلهم من اصحاب الشافعی ۔ابوعاصم عبادی نے امام بخاری کا ذکر اپنی کتاب طبقات الشافعیہ میں کیا ہے اور کہا ہے امام بخاری نے زعفرانی، ابو ثور اور کرابلیسی سے سماع کیا ہے اور میں کہتا ہوں انہوں نے حمیدی سے فقہ پڑھی ہے اور یہ سب امام شافعی کے شاگرد تھے۔حافظ ابو عاصم المتوفی ۳۵۷ھ کی ولادت امام بخاری کے وصال سے ٹھیک سو سال بعد ہوئی، ان کا زمانہ امام بخاری کے بہت قریب تھا، وہ لکھتے ہیں کہ امام بخاری شافعی المذہب تھے۔ملخصاً

غیر مقلدین وہابیہ کے پیشوائے اعظم مفسر و محدث نواب صدیق حسن بھوپالی مدینۃ العلوم سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: و لنذکر بعد ذالك نبذا من ائمة الشافعیة لیکون الکتاب کامل الطرفین جائز الشرفین و هولاء صفان احدهما من تشرف بصحبة الامام الشافعی و الاخر من تلامیذتهم من الائمة اما الأول فمنهم احمد الخلال و ابو

جعفر البغدادی و امام الصنف الثانی فمنهم محمد بن ادریس ابو الحاتم الرازی و محمد بن اسمٰعیل البخاری و محمد بن علی الحکیم الترمذی ،اورہمیں چاہئے اب کچھ ائمہ شافعیہ کا تذکرہ کریں تا کہ ہماری کتاب حنفی اور شافعی دونوں طرفوں کی جامع ہو جائے اور ائمہ شافعیہ دو قسم پر ہیں، ایک وہ جو امام شافعی کی صحبت سے مشرف ہوئے جیسے احمد خلال اور ابو جعفر البغدادی، دوسری قسم کے ائمہ شافعیہ وہ ہیں جسے محمد بن ادریس رازی، محمد بن اسمٰعیل البخاری، اور حکیم ترمذی۔ اس حوالہ سے بھی ثابت ہو گیا کہ امام بخاری شافعی المذہب تھے۔ (ابجد العلوم بحوالہ مدینۃ العلوم ،ص ۸۱۱،نواب صدیق حسن بھوپالی)

لیجئے اب تو غیر مقلدین کے امام و پیشوا بھوپالی نے بھی تسلیم کرلیا کہ امام بخاری شافعی تھے۔امام شافعی امام اعظم ابوحنیفہ کے شاگرد کے شاگرد تھے۔

حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب بغدادی المتوفی ۴۶۳ھ لکھتے ہیں: ''یوں تو امام شافعی کے فن حدیث اور فقہ میں اساتذہ کی تعداد بہت زیادہ ہے لیکن جس شخصیت کا رنگ ان میں سب سے زیادہ نظر آتا ہے وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے شاگرد رشید امام محمد بن حسن شیبانی ہیں۔ علامہ حصکفی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ امام محمد کے مشہور تلامذہ میں سے ایک امام شافعی ہیں، امام محمد نے امام شافعی کی والدہ ماجدہ سے شادی کی اور اپنا تمام مال اور تمام کتابیں امام شافعی کے حوالہ کر دیں۔ اور امام محمد کی تصانیف کے مطالعہ ہی سے ان (امام شافعی) میں فقاہت کا ملکہ پیدا ہوا اور امام محمد کے اسی فیضان سے متاثر ہو کر امام شافعی نے کہا تھا جو شخص فقہ میں نام کمانا چاہتا ہو وہ امام ابوحنیفہ کے اصحاب سے استفادہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں (تلامذہ و اصحاب امام اعظم ابوحنیفہ) پر استنباط مسائل اور استخراج احکام کی راہیں کشادہ کر دی ہیں، امام شافعی نے کہا: قسم بخدا! مجھے فقہاہت ہر گز نصیب نہ ہوتی اگر میں امام محمد بن شیبانی (تلمیذ امام اعظم ابوحنیفہ) کی کتب کا مطالعہ نہ کرتا۔ ملخصاً (تاریخ بغداد، ج۲ص ۱۶۴، ۱۶۶، از علامہ حافظ ابوبکر احمد بن علی الخطیب البغدادی)

امام مسلم، امام احمد بن حنبل و امام بخاری کے شاگرد رشید ہیں

یاد رہے کہ صحیح مسلم کے جامع و مرتب حضرت ابوالحسین امام مسلم بن الحجاج بن مسلم بن ورد بن شاکر القشیری خراسانی المتوفی ۲۶۱ھ بہت سے مقلد محدثین کرام کے شاگرد رشید تھے جن میں

امام بخاری، امام احمد بن حنبل کا نام نامی سرفہرست ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی نے آپ کے اساتذہ میں یحییٰ بن یحییٰ، محمد بن یحییٰ ذہلی، امام احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ، عبداللہ بن مسلمہ القعبی، احمد بن یونس یربوعی، اسمٰعیل بن ابی اویس، سعید بن منصور، عون بن سلام، داود بن عمرو الضبی، ہیثم بن خارجہ، شیبان بن فروخ، امام بخاری قدست اسرارہم کا نام لکھا ہے۔ ملخصاً (تذکرۃ الحفاظ، جلد۲، ص ۵۵۸، امام عبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ)

امام ابوداؤد، امام ترمذی، ابن ماجہ، دارمی

غیر مقلد کے قابلِ اعتماد اور مستند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی "الانصاف فی بیان سبب الاختلاف" (عربی، ص ۲۵) پر امام ابوعیسیٰ ترمذی متوفی ۲۷۹ھ، امام ابوداؤد بن الاشعث متوفی ۲۷۵ھ، امام حافظ ابوعبداللہ محمد بن یزید الربعی ابن ماجہ القزوینی متوفی ۲۷۳ھ اور دارمی کو سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ سے منسوب حنبلی منتسبان لکھا ہے۔

"مقدمہ لامع الاراری علی جامع البخاری" (ص ۱۵) پر الامام ابوداؤ کو حنبلی لکھا ہے۔

امام نسائی اور امام بیہقی

امام ابوعبداللہ شمس الدین ذہبی متوفی ۷۴۸ھ، امام نسائی کے اساتذہ ومشائخ میں امام ابو داؤد سلیمان بن اشعث حنبلی اور امام ابوعبداللہ محمد بن اسمٰعیل البخاری شافعی کو شامل کرتے ہیں۔

(تذکرۃ الحفاظ، جلد۲، ص ۶۹۸ از علامہ ذہبی)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے "حجۃ اللہ البالغہ" (جلد اول، ص ۶۸۶) میں لکھا ہے:
"(امام) نسائی اور (امام) بیہقی کو اسی بنا پر شافعی کہا جاتا ہے، یہ نکتہ بھی یاد رکھو کہ اس عہد میں قضا اور افتاء کا منصب صرف اسی شخص کو دیا جاتا جو مجتہد ہو اور فقیہ بھی وہی کہلاتا جو مجتہد ہو"۔

مذکورہ بالا ناقابل تردید دلائل وشواہد مدلل ومتحقق حقائق ومستند حوالہ جات سے ثابت ہو گیا کہ احادیث شریفہ کی معتبر ومستند کتابیں صحیح بخاری شریف، صحیح مسلم شریف، ترمذی شریف، ابو داؤد شریف، نسائی شریف، ابن ماجہ شریف وغیرہ کو مرتب کرنے والے جامعین احادیث مقلد تھے

یا مقلد ائمہ حدیث کے شاگرد یا شاگرد در شاگرد تھے یا ان کی فقہ سے معنون و منتسب تھے۔

ایک چبھتا ہوا سوال؟

غیر مقلدین وہابیہ کہا کرتے: ''اِنِ الْحُکْمُ اِلاَّ لِلّٰہِ'' نہیں ہے حکم مگر اللہ کا۔ تقلید میں غیر خدا ائمہ اربعہ کو حکم بنانا ہے اور یہ شرک ہے لہٰذا تقلید ائمہ شرک ہے اور مقلد مشرک ہیں۔ (قدامت، ص ۲۹) اب سوال یہ ہے کہ جب تقلید شرک ہے اور معاذ اللہ مقلدین مشرک ہوئے تو مذکورہ بالا ائمہ احادیث و اصحابِ حدیث یعنی احادیث مبارکہ کی کتابیں مرتب کرنے والے امام بخاری، امام مسلم، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ، امام ابوداؤد، امام بیہقی و امام دارمی وغیرہ جو مقلد یا مقلدوں کے شاگرد ہیں وہ سب معاذ اللہ مشرک ہوئے۔ اور اصولاً جب احادیث کی کسی روایت میں ایک فاسق راوی آجائے تو روایت یا حدیث ضعیف یا موضوع ہو جاتی ہے۔ جس روایت میں کوئی مقلد آ گیا حنفی، شافعی، حنبلی یا مالکی آ گیا تو تمہارے اصول پر مشرک آ گیا اور احادیث کی روایت میں مقلد مشرک آنے سے کوئی بھی حدیث صحیح نہ رہی اور صحیح تو کیا ضعیف و موضوع بھی نہ رہی کیونکہ حدیث ضعیف یا موضوع تو راوی کے فاسق ہونے سے ہوتی ہے۔ مشرک راویوں کے روایات احادیث شامل ہونے سے احادیث مبارکہ کا وجود ہی ختم ماننا پڑے گا اور یہ کہنا پڑے گا آج دنیا میں کوئی ایک حدیث بھی قابلِ عمل و قابلِ اعتماد نہیں ہے۔ حدیث کا وجود صرف ائمہ اربعہ کے زمانہ تقلید سے پہلے تھا۔ تو پھر کس منہ سے صحیح بخاری، صحیح مسلم، ترمذی شریف، نسائی شریف، ابو داؤد و ابن ماجہ شریف وغیرہ کا نام لیتے ہو۔ اس اصول پر تمہارا ''اہلحدیث'' کہلانا اور گورنمنٹ انگلشیہ سے اپنے لئے اہلحدیث نام منظور کرانا بھی غلط ثابت ہوا۔ (مقالات سرسید، حصہ نہم، ص ۲۱۲ و انگریز اور وہابی، ص ۴۴، و سیرت ثنائی، ص ۳۷۲، و ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر، ۲۶ جون ۱۹۰۸ء)

الحمد للہ! ہمارے ان ناقابل تردید شواہد و دلائل سے ثابت ہو گیا کہ احادیث مبارکہ کے تمام مجموعے، تمام کتابیں مقلد مسلمانوں کی ہیں خواہ وہ حنفی ہوں یا شافعی، مالکی ہوں یا حنبلی یا حنفیوں، شافعیوں، حنبلیوں کے شاگرد ہوں۔ ممکن ہے یہاں کوئی وہابی کہہ دے کہ شاگرد تو تمام ملائکہ بھی ابلیس مردود کے تھے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب یہ شاگرد ہوئے ابلیس مردود نہ تھا۔ اور اصحاب الحدیث یا ائمہ احادیث جامعین احادیث نے جو مقلدوں کی شاگردی کی یہ جانتے مانتے

اور دیکھتے ہوئے کہ یہ حنفی ہیں یا شافعی ہیں وغیرہ، اور پھر شیطان لعین کے مردود ہونے کا اعلان تو قرآن عظیم میں کھلم کھلا خود حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ کی طرف ہوگیا۔

لیکن جامعین احادیث مرتبین بخاری شریف، مسلم شریف، ابن ماجہ شریف، ابو داؤد شریف، ترمذی شریف، نسائی شریف وغیرہ نے اپنے مقلدین اساتذہ پر شرک وبدعت وگمراہی کا کون سا فتویٰ لگایا اور وہ کس کتاب میں کہاں ہے؟ یا کم از کم تقلیدِ ائمہ کے شرک ہونے کا قول یا بدعت ہونے کا قول ہی ان اصحاب الحدیث یعنی مرتبین وجامعین احادث سے ثابت کر کے دکھاؤ۔

مندرجہ بالا تحقیقی معروضات کا ماحصل یہ ہے کہ جب تقلیدِ شخصی تقلید ائمہ شرک وبدعت ہے اور تقریباً تمام تر محدثین جامعین احادیث مختلف ائمہ کے مقلد یا مقلدوں کے شاگرد ہیں تو وہ معاذ اللہ بقول تمہارے مشرک و بدعتی ہوئے تو ان کی جمع کردہ یا مرتب کردہ احادیث مبارکہ کے ذخیرے بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ کہاں معتبر اور قابل عمل ہوئے اور کس دلیل سے ہوئے؟ قدامت اہلحدیث (ص ۲۹) پر صاف لکھا ہے: ”تقلیدِ شخصی سے نفی ایمان لازم آئے گی تقلیدِ شخصی شرک اکبر کو مستلزم ہے“۔

قارئین کرام واہل علم وانصاف

خوب اچھی طرح جانتے ہوں گے غیر مقلدین وہابیہ کے مذہب کا دارومدار احادیث کو ضعیف کہنے پر ہے جو حدیث ان کے مسلک وموقف اور مطلب کے خلاف ہو وہ حدیث ضعیف و ناقابل اعتماد ہے، اس طرح غیر مقلدین نے ہزاروں احادیث بلکہ احادیث مبارکہ کے نصف سے زائد ذخائر کو ضعیف کہہ کر نا قابلِ عمل ٹھہرادیا۔ ایک فرقہ تو وہ ہے جو احادیث مبارکہ کا مطلقاً انکار کرتا ہے، یعنی چکڑالوی، پرویزی منکرین حدیث وہ تمام حدیثوں کا انکار کرتے ہیں کہ قرآن عظیم کے ہوتے ہوئے حدیث کی کیا ضرورت ہے، قرآن مجید میں کس چیز کی کمی ہے، کیا اللہ تعالیٰ نے نامکمل وناتمام کتاب اپنے رسول پر بھیجی، وہ کہتے ہیں کہ حدیث ایک انسان کا کلام ہے، انسان خطا کر سکتا ہے تم حدیث کو قرآن کے مقابلہ میں کیوں لاتے ہو، کلام خداوندی کے مقابلہ میں ایک انسان کے کلام وبیان یعنی احادیث کو لانا شرک ہے اور یہ کہ موجودہ احادیث کی کتابیں بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ اور مشکوٰۃ وغیرہ حضور علیہ السلام کے وصال کے کئی سو

سال بعد معرض وجود میں آئی ہیں، احادیث کا موجودہ ذخیرہ اور مذکورہ بالا کتب کو نہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مرتب وجمع فرمایا نہ صحابہ کرام نے جمع کیا نہ تابعین عظام نے جمع فرمایا، حدیث کی کتابیں کئی کئی سو سال بعد کی ہیں لہٰذا کوئی حدیث قابل عمل ولائقِ اعتبار نہیں تو ایک یہ فرقہ ہوا جس نے احادیث شریفہ کا مطلقاً انکار کیا اور احادیث کو اپنے زعم جہالت وحماقت سے ناقابل اعتماد ٹھہرایا اور ایک فرقہ یہ ہے کہ اہل حدیث بن کر اہل حدیث کہلا کر نصف سے زیادہ حدیثوں کو ضعیف اور موضوع وناقابل عمل قرار دیتا ہے۔ لیکن اب جب کہ ہم نے دلائل قاہرہ سے ثابت کر دیا ہے کہ اکابر ائمہ احادیث جامعین احادیث اکثر وبیشتر مقلد تھے یا مقلدین کے شاگرد تھے تو تقلید ائمہ وتقلیدِ شخصی ان کے ہاں شرک ہے اور تقلید بدعت تو لازماً ہے تو پھر ان کے اصولوں اور خود ساختہ ضابطوں کی بنا پر تمام احادیث کے راویوں میں معاذ اللہ مشرک وبدعتی شامل ہیں تو کوئی حدیث بھی قابل وقابل عمل نہ رہی ۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

یا پھر اپنے مؤقف پر از سر نو نظر ثانی کر کے اعلان کریں کہ تقلید ائمہ اربعہ شرک ہے نہ بدعت ہے۔

اقسام حدیث کا ثبوت صحیح حدیث سے دو

ہم یہ بات بھی صاف کرتے چلیں اگر مختصراً اسی کتاب میں ہم قبل ازیں تحریر کر چکے ہیں کہ فلاں حدیث صحیح ہے فلاں حسن ہے فلاں حدیث ضعیف ہے، فلاں موضوع ہے وغیرہ وغیرہ۔ غیر مقلدینِ حدیث کو ضعیف اور موضوع بنانے کے لئے ائمہ احادیث یعنی محدثین کرام کے مقلد بن جاتے ہیں کہ فلاں محدث نے لکھا ہے اس حدیث میں فلاں راوی ضعیف ہے، فلاں محدث نے لکھا ہے کہ یہ حدیث ضعیف ہے، ہم کہتے ہیں یہ تو تقلید ہے تم ہمارے بار بار چیلنج کے باوجود اس سوال کا جواب نہیں دے سکے کہ حضور علیہ السلام کی صحیح حدیث سے ثابت کرو کہ حضور ﷺ نے فرمایا ہو کہ میری احادیث کی اقسام صحیح، حسن، ضعیف، موضوع وغیرہ وغیرہ ہوں گی اور یہ کہ حدیث صحیح، حسن، ضعیف جاننے کا پیمانہ اور ضابطہ یہ ہوگا اور یہ کہ حدیثِ صحیح سے ثابت کرو کہ حضور ﷺ

نے فرمایا ہو کہ میری ضعیف حدیث نا قابل ہوں گی؟ یا یہ کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہو کہ میری حدیث کی معتبر کتابیں بخاری، مسلم، ترمذی، ابوداؤد، نسائی، ابن ماجہ وغیرہ وغیرہ ہوں گی، تم کس حدیثِ صحیح کے تحت ان کتب احادیث کو معتبر مانتے ہو؟۔

ان سب باتوں میں تم ائمہ احادیث یعنی محدثین کرام جامعین و مرتبینِ احادیث کی عملاً تقلید کررہے ہو۔ تعجب و حیرت ہے کہ آج جسے یہ بھی پتہ نہیں کہ حدیث کیا ہے؟ سنت کیا ہے؟ جنہیں عربی عبارت پڑھنا نہیں آتی، اردو املا تک میں فاش غلطیاں کرتے ہیں وہ آمین بالجہر، رفع یدین، قیامِ رمضان تراویح کی چار چار حدیثیں یاد کر کے اپنے آپ کو امام الائمہ سراج الامۃ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑا عالم وفقیہ مجتہد سمجھتا ہے۔ امام ابوحنیفہ کی تقلید کو شرک قرار دیتے ہیں اور ابن جوزی وغیرہ ناقدین حدیث کے ایسے مقلد ہیں کہ جس کو وہ ضعیف کہہ دیں آنکھیں بند کر کے مان لیتے ہیں اور ہر بات کا ایک ہی جواب تیار رکھتے ہیں کہ حدیث ضعیف ہے راوی ضعیف ہے اور کسی معقول و نامعقول و مبہم حوالہ کی آڑ لیتے ہیں حالانکہ محدثین کرام جامعین وشارحین احادیث کے نزدیک جرح مبہم معتبر نہیں، نیز اگر جرح وتعدیل میں تقابل ہو تو تعدیل مقدم ہوتی ہے، نہ یہ معلوم کہ کسی اسناد کے ضعیف ہونے سے متن حدیث کا ضعف لازم نہیں آتا نہ اس بات کا تحقق کہ پہلے والوں کو بعد والوں کا ضعف مضر نہیں مثلاً سیدنا امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا سن ولادت ۸۰ھ ہے اور وفات ۱۵۰ھ ہے، ان کے زمانہ میں اور عہد حیات میں کوئی حدیث ضعیف نہ تھی۔ اگر تھی تو بحوالہ ثابت کیا جائے۔ لہٰذا اگر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد یا سو پچاس یا دو تین سو سال کے بعد آٹھ دس راویوں کے بعد کوئی راوی کسی حدیث میں ضعیف آگیا تو وہ ضعف بعد کا ضعف ہے اور وہ ضعف امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے مضر نہیں ہے، امام اعظم رضی اللہ عنہ نے ہرگز ہرگز کسی ضعیف حدیث سے استدلال نہیں کیا ان کے مذہب کی بنیاد ہرگز ہرگز ضعیف احادیث پر نہیں، راوی میں کیا ضعف ہے وجہ ضعف میں ائمہ حدیث کا اختلاف ہے، ایک چیز کو بعض عیب سمجھتے ہیں اور بعض ائمہ نہیں سمجھتے مثلاً گھوڑا دوڑ کرانا، مذاق، نوعمری، فقہ میں مشغولیت کو بعضوں نے راوی کا عیب جانا ہے مگر احناف کے نزدیک ان میں سے کوئی کام عیب نہیں ہے لہٰذا ایسے کام کرنے والا راوی بعض

کے نزدیک ضعیف ہے اور احناف کے نزدیک ضعیف نہیں۔ (نورالانوار، ملخصاً)

برادرانِ اہلسنّت احناف خبردار و ہوشیار رہیں مخالف اگر احناف کے مسائل میں کسی مسئلہ کو حدیث ضعیف کا بہانہ بنا کر ردّ کریں تو فوراً پوچھیں کہ یہ حدیث ضعیف کیوں ہے؟ کب ضعیف ہوئی؟ ثابت کرو کہ یہ حدیث اس وقت بھی ضعیف تھی جب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اس حدیث سے استدلال کیا تھا؟ کیونکہ متعدد راویوں کے بعد کا ضعف ہمیں مضر نہیں، نہ وہ حدیث اس وقت ضعیف تھی جب امام اعظم نے ان احادیث سے دلیل پکڑی تھی۔ افسوس ہے کہ ان کے احادیث مبارکہ کو ضعیف ضعیف کہنے کی رٹ لگانے نے بہت سے مغربیت زدہ ماڈرن عقل پرست لوگوں کو منکر حدیث، چکڑالوی پرویزی بنا دیا، جو کھلم کھلا کہتے ہیں کہ کسی حدیث کے صحیح ہونے کی کوئی دلیل نہیں سبھی احادیث ضعیف ہیں تم حدیثوں کو چھوڑ و اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآن مجید کو مانو، قرآن میں کس چیز کی کمی ہے۔ وغیرہ ذالك من الخرافات

اہلحدیث یا وہابی

اہل سنت احناف کے خلاف پمفلٹ نویس نے ''اہلحدیث کی پکار'' اور رسالہ ''وصیت رسول سے بغاوت کیوں'' دونوں میں یوں لکھا ہے شعبہ نشر و اشاعت جماعت اہل حدیث، شعبہ دعوت و اصلاح جماعت اہل حدیث اور دونوں پمفلٹوں کے آخری صفحہ پر بھی دفتر جماعت اہل حدیث و جامع مسجد التوحید اہل حدیث ...... لکھا ہے۔ اب بات ہے دلائل و تحقیقات کی لہٰذا بل کھانے اور کبیدہ خاطر ہونے کی ضرورت نہیں جواب لو اور جواب دو کے زیر مصداق ہم بھی بحوالہ کتب بات کر رہے ہیں، ہمارا مخاطب طائفہ بھی ہمیں اس طرح بحوالہ کتب جواب دے ہم دلائل و حوالہ جات دیتے ہیں تو عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ گالیاں دی جا رہی ہیں، الزام تراشی کی جا رہی ہے، اس لئے ہم نے مقدور بھر کوشش کی ہے اور ذاتی شخصی حملوں سے اعراض کیا ہے اور اختلافات کو دلائل و حوالہ جات تک رکھا ہے، لہٰذا ہم پوچھنا یہ چاہتے ہیں کہ

۱۔ غیر مقلدین وہابی اپنا اہلحدیث ہونا کسی صحیح حدیث سے ثابت کریں؟

۲۔ یا کسی صحیح حدیث سے ثابت کریں کہ حضور علیہ السلام نے مسلمانوں کو اہل حدیث کا نام دیا ہو؟

۳۔ یا صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین نے اپنے آپ کو اہل حدیث کہلایا اور قرار دیا ہو؟

۴۔ عقیدہ اور مسلک کے اعتبار سے کتب احادیث میں کسی کو اہلحدیث کہا گیا ہو؟

نوٹ: یہاں یہ بات یاد رہے کہ کتبِ احادیث میں محدثین کرام، ائمہ حدیث یا جامعین و مرتبین حدیث کو اصحاب الحدیث یا اہل حدیث کہا گیا ہے وہ بایں معنی کہا گیا ہے جیسے علم اصول والوں کو یا پڑھے لکھے لوگوں کو اہل علم کہا جاتا ہے یا تصنیف وتالیف کرنے والوں کو یا مضامین لکھنے والوں کو اہل قلم کہا جاتا ہے، علم منطق جاننے والوں کو اہل منطق کہا جاتا ہے، علم فلسفہ رکھنے والوں کو اہل فلسفہ کہا جاتا ہے۔ اسی طرح فن کے اعتبار سے اصحاب الحدیث یا اہل حدیث کہا گیا ہے، وہ محض علمِ فنِ حدیث کے اعتبار سے ہے۔ عقیدہ ومسلک کے اعتبار سے ہرگز ہرگز نہیں ہے۔ اور یہ محض ہمارا دعویٰ ہی دعویٰ نہیں زبانی کلامی بات نہیں، اس پر بکثرت دلائل وشواہد موجود ہیں۔ شرح صحیح بخاری میں ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی، مصنف فتح الباری شرح صحیح بخاری اصول حدیث کی معتبر ومشہور و معتمد کتاب "نزھۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر" میں فرماتے ہیں: اما بعد فان التصانیف فی اصلاح اہل الحدیث قد کثرت اور اس کے حاشیہ میں فرمایا: اھل الحدیث و ھم المحدثون رضوان اللہ علیھم (نزہۃ النظر فی توضیح نخبۃ الفکر، ص ۳ وحاشیہ نمبر ۶)

یاد رہے کہ علامہ امام ابن حجر عسقلانی رضی اللہ عنہ اور فتح الباری وغیرہ کتبِ موصوف غیر مقلدین وہابیوں کے ہاں معتبر ہے۔ (دیکھو الاقتصاد فی مسائل الجہاد، ص ۴۱، ۴۲ وص ۶۸)

حافظ الحدیث علامہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: ترجمہ: "اہل حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے حامل اور دین کے ناقل ہیں اور امت کے درمیان سفیر ہیں...... تمام گروہ حدیث کی صحت وسقم میں ان کی طرف رجوع کرتے ہیں"۔ (تحریک آزادی فکر، ص ۲۳۴)

اس سے بھی ثابت ہوا کہ اہل حدیث ان مسلمہ ائمہ احادیث ومحدثین کرام کو کہا گیا ہے جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے حامل ہوں اور حدیث پڑھنے پڑھانے، لکھنے لکھانے والے گروہ، احادیث کی چھان بین یعنی صحت وسقم میں ان کی طرف رجوع کرتے ہوں، موجودہ غیر مقلدین وہابیوں میں یہ صفات کہاں؟ وہ کب حضور علیہ السلام کے علم کے حامل ہیں اور ان تیل، تمباکو،

ریوڑی، بتاشے، کھاد، ادویات بیچنے والوں اور ہوٹل چلانے والے خودساختہ بقلم خود اہلحدیثوں کی طرف کون سے اہل علم واہل فن حدیث ان کی طرف رجوع کرتے ہیں جن کو رفع یدین، آمین بالجہر، تراویح کے نام پر تہجد کی چار پانچ حدیثیں یاد ہیں یہ کس طرح اہلحدیث ہوسکتے ہیں۔ یاد رہے کہ غیر مقلدین وہابیوں نے امام جلال الدین سیوطی قدس سرہ اور ان کی تفسیر جلالین شریف کو معتبر سمجھ کر اس کے حوالے دیئے ہیں جس کا ثبوت موجود اور ریکارڈ محفوظ ہے۔

حافظ ابن قتیبہ دینوری نے فرمایا: اہلحدیث نے حق کی تلاش اس کے اصل مقام سے کی ...... (کتب احادیث مرتب کرنے کے لئے) احادیث کی تلاش میں خشکی اور سمندر مشرق ومغرب کے سفر کئے اور ایک ایک حدیث کو تلاش میں طویل سفر کئے (تحریک آزادی فکر ص ۲۳۶) جواب دو کہ احادیث کی تلاش میں خشکی اور سمندر کے سفر کرنے والے اور احادیث کی تلاش میں مشرق ومغرب کے سفر کرنے والے اور کتب احادیث کو نقل وجمع کرنے کے لئے ایک ایک حدیث کے لئے یہ طویل سفر کرنے والے آج کل کے بقلم خود غیر مقلد وہابی اہلحدیث تھے یا وہ محدثین کرام ائمہ حدیث جنہوں نے سمندر اور خشکی مشرق ومغرب کے طویل سفر کر کے کتنی حدیثیں جمع کیں اور بخاری ومسلم وترمذی ونسائی طرز کی کتنی کتب احادیث مرتب کیں اور احادیث مبارکہ کو جمع فرمایا، انہی محدثین کو اصحاب الحدیث اور بعض جگہ اہلِ اثر بھی کہا گیا ہے۔

اکابر غیر مقلدین کا اعتراف

ہم اپنا یہ دعویٰ کہ موجودہ غیر مقلد وہابی اہل حدیث نہیں، اہلحدیث تو احادیث کو جمع ومرتب کرنے والے اکابر محدثین وائمہ حدیث ہیں جنہوں نے بخاری وترمذی، نسائی ومسلم جیسے احادیث کے ذخائر جمع کئے اور کتابیں لکھیں، خود غیر مقلد وہابیوں کے اکابرین سے ثابت کرتے ہیں۔

پیشوائے غیر مقلدین مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی لکھتے ہیں: ''محدثین رحمۃ اللہ علیہم جو دن رات حدیثِ رسول ﷺ کا درس دیتے اور لیتے رہنے کی وجہ سے کثرت سے درود شریف پڑھنے کا موقع دوسروں کی نسبت زیادہ پاتے ہیں ان کی شان میں کسی بزرگ نے کہا ہے۔

اَھلُ الحَدِیثِ ھُمُوا اَھلُ النَّبِیِّ وَ اِن لَّم یَصحَبُوا نَفسَہُ اَنفَاسَہُ صَحِبُوا

یعنی، اہل حدیث آنحضرت ﷺ کے اہل ہیں گو ان کو آپ ﷺ کی صحبت

(جسمانی) میسر نہیں آئی یعنی آپ کے انفاس طیبہ یعنی کلام پاک کی صحبت تو حاصل ہے"۔ (سراجاً منیراً ص ۲۱)

اس سے بھی ثابت ہوگیا کہ اہلحدیث اُن اکابر محدثین کو کہا گیا ہے جو حدیث پاک کا درس دیتے لیتے تھے اور تعلیم و تعلمِ احادیث میں مصروف رہتے تھے نہ کہ آج کل کے لاعلم و بے خبر مصنوعی اہل حدیث جن کو پڑھانا تو درکنار حدیث پڑھنا بھی نہیں آتا، یہ اہل حدیث کس طرح ہو سکتے ہیں، بہر حال مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے بھی اکابر محدثین کرام کو ہی اہلحدیث لکھا ہے۔

گوجرانوالہ کے مشہور غیر مقلد وہابی مولوی خالد گرجاکھی نے لکھا ہے "مجتہد دو قسم کے ہیں تیسری قسم نہیں، اہل حدیث اور اہل الرائے"۔ (فضائلِ اہل حدیث، ص ۳)

بتایئے آج کل حدیثوں میں کون کون مجتہد ہے؟ اس جگہ مجتہد دو قسم کے بتائے ایک اہل حدیث یعنی اکابر محدثین کرام ائمہ حدیث اور دوسرے اہل الرائے یعنی فقہاءِ کرام قیاس و اجتہاد کرنے والے مجتہد کے لفظ نے فیصلہ کردیا کہ اہل حدیث وہ جو مجتہد ہو تو بتاؤ آج کے زمانہ میں کون مجتہد ہوسکتا ہے جو اہل حدیث کہلائے۔ مولوی خالد وہابی گرجاکھی نے مجتہد کو اہلحدیث کہا ہے بتاؤ مجتہد کون ہوسکتا ہے اور مجتہد کی کتب احادیث میں کیا خصوصیات ہیں اور آج کے مصنوعی اہلحدیثوں میں کتنے مجتہد ہیں یا تمام کے تمام غیر مقلد خواہ وہ جاہل ان پڑھ انگوٹھا ٹیک ہو وہ بھی مجتہد و اہلحدیث ہے۔

غیر مقلدین وہابیہ کے امام معتبر ابن تیمیہ کہتے ہیں کہ "اہلحدیث سے ہماری مراد وہ لوگ نہیں جو صرف حدیث کے سماع یا روایات یا کتابت تک ہی محدود ہوں بلکہ (اہلحدیث سے) مراد وہ لوگ ہیں جو حدیث کے حافظ، اس کے مفہوم کو ظاہری اور باطنی طور پر پوری طرح سمجھتے ہوں یعنی ان میں بصیرت اور تفقہ بدرجہ اتم موجود ہو"۔ (تحریک آزادی فکر، ص ۲۳۱ بحوالہ تحقیق اہلحدیث، ص ۲۵)

غیر مقلدین ٹھنڈے دل سے سوچیں، تحمل اور بردباری سے غور کریں تمہارے لئے اہل حدیث کہلانے کا شرعی یا اخلاقی کوئی جواز ہے؟ خود تمہارے امام ابن تیمیہ نے تصریح کی ہے جو حدیث کا حافظ ہو جو حدیث کے ظاہری اور باطنی مفہوم کو پوری طرح سمجھتا ہو اور جس میں علمی بصیرت اور تفقہ بدرجہ اتم موجود ہو وہ اہل حدیث ہے، بتاؤ آج کل کے خود ساختہ و بقلم خود

اہلحدیثوں میں کتنے حافظ الحدیث ہیں؟ کتنے ہر ایک حدیث کے ظاہری و باطنی مفہوم کو سمجھنے والے ہیں؟ کتنوں میں تفقہ بدرجہ اتم موجود ہے؟ یہ باتیں تو بہت دور کی ہیں آج کے اہلحدیثوں میں تو حدیث کا سماع یا روایت یا کتابت کا وصف اور توفیق بھی نہیں پھر کیسے اہلحدیث ہو گئے؟

مشہور و مقتدر غیر مقلد وہابی مولوی محمد اسماعیل سابق امیر جمعیت اہلحدیث لکھتے ہیں: اہلحدیث محض حفاظ حدیث کا نام نہیں بلکہ ان حضرات کا طریق فکر ہے جس پر تفقہ اور اجتہاد کی بنیاد رکھی گئی ہے"۔ (تحریک آزادی فکر، ص ۹۰ بحوالہ تحقیق اہل حدیث، ص ۲۳)

مولوی محمد اسماعیل صاحب کہتے ہیں کہ اگر کوئی صرف حافظ الحدیث ہو تو وہ بھی اہلحدیث نہیں ہو سکتا بلکہ حافظ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ صاحبِ تفقہ و اجتہاد بھی ہو۔ بتایا جائے آج کل کے خود ساختہ اہلحدیثوں میں کتنے حافظ الحدیث اور صاحب تفقہ و اجتہاد ہیں؟ اب جب کہ غیر مقلدوں میں نہ کوئی مجتہد ہے نہ فقیہہ ہے نہ حافظ الحدیث ہے تو پھر کوئی اہلحدیث کس طرح ہو سکتا ہے؟

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی صاحب لکھتے ہیں: "کتاب جامع الترمذی تو اہلحدیث اور اصحاب الحدیث کے ذکر سے بھری پڑی ہے"۔ (تاریخ اہلحدیث، ص ۱۳۵)

ثابت ہوا کہ کہ اہلحدیث اصحاب الحدیث اکابر محدثین ائمہ حدیث کو کہا گیا ہے ورنہ ترمذی شریف کے جامع امام ابو عیسیٰ ترمذی کا سن وفات ۲۷۹ھ ہے، بتاؤ آج سے گیارہ سو سال پہلے جامع ترمذی میں آج کل کے خود ساختہ اہلحدیثوں کا نام اور ذکر کہاں سے آ گیا، لہٰذا ماننا پڑے گا کہ اکابر محدثین کو اہلحدیث کہا گیا ہے۔

اہلحدیث بعد کی اصطلاح ہے اکابرِ غیر مقلدین کا اقرار

پیشوائے غیر مقلدین مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی لکھتے ہیں۔ "یہ بات کسی اہل علم پر مخفی نہیں کہ اہلحدیث وغیرہ صحابہ و تابعین کے مابعد زمانہ متاخر کی اصطلاحات ہیں اور متاخرین پر ان کا اطلاق پایا جاتا ہے، صحابہ و تابعین کو اہل حدیث نہیں کہا جاتا ہے"۔ ثابت ہوا متقدمین میں کوئی اہلحدیث نہیں کہلاتا تھا۔ (نصیحت نامہ اشاعت السنۃ النبویہ، ج ۲۱، ص ۳)

سردار غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری لکھتے ہیں "کوئی نام کا اہلحدیث اُس

وقت (زمانہ رسالت میں) نہ تھا کیونکہ اہلحدیث نام تفرقہ مذاہب کے وقت تمیز کے لئے رکھا گیا''۔ (ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر،۳ جنوی ۱۹۰۸ء)

مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی وجہ تسمیہ اہلحدیث لکھتے ہیں: نام کا تقرر تمیز و تعارف کے لئے ہوتا ہے اور صدر اول و قرن ثانی میں یعنی صحابہ و تابعین میں اختلاف کی بنا پر مذہب کی بنیاد نہیں پڑی تھی غرض کوئی دوسرا فرقہ تھا ہی نہیں اس لئے کسی سے متمیز ہونے کے لئے الگ نام کی ضرورت نہیں پڑی تھی حتی کہ جب مجتہدین کے اقوال کو حجت گردانا گیا اور مختلف مذاہب کی بنیادیں قائم ہوئیں جن لوگوں نے ..... اپنے عمل و اعتقاد کی بنا صرف قرآن مجید پر رکھی وہ اہلحدیث کہلائے''۔ (تاریخ اہلحدیث، ص ۱۳۳)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ اس ظاہری عہد رسالت و عہد صحابہ کرام و عہد تابعین عظام میں کوئی بھی ''اہلحدیث'' نہیں کہلاتا تھا۔ غیر مقلدین وہابیہ کا اپنے آپ کو اہل حدیث کہلانا اور اپنا نام اہل حدیث رکھنا سراسر بدعت ہے اور ان کے اپنے بقول و کُلُّ بدعةٍ ضلالةٌ میں شامل ہے اور خلافت سنت ہے۔

ایک اہم سوال

ایک اہم سوال یہ ہے کہ اگر غیر مقلدین جدی پشتی قدیمی اہلحدیث تھے تو پھر انہوں نے اپنے لئے وہابی کے بجائے اہل حدیث نام گورنمنٹ انگلشیہ یعنی انگریزی حکومت سے کیوں منظور کرایا؟ ان کی اپنی کتابوں میں لکھا ہے: ''انگلش گورنمنٹ ہندوستان میں خود اس فرقہ کے لئے جو وہابی کہلاتا ہے ایک رحمت ہے۔ جو سلطنتیں اسلامی کہلاتی ہیں ان میں بھی وہابیوں کو ایسی آزادی مذہب ملنا دشوار بلکہ ناممکن ہے سلطان کی عمل داری میں وہابی کا رہنا مشکل ہے (ہمیں) سب سے زیادہ انگلش گورنمنٹ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے جس نے مولوی ابوسعید محمد حسین کی کوششوں کو منظور کیا، غرض کہ مولوی محمد حسین کی کوشش سے گورنمنٹ (انگریزی حکومت) نے منظور کر لیا کہ آئندہ سے گورنمنٹ کی تحریرات میں اس فرقہ کو وہابی کے نام سے تعبیر نہ کیا جاوے بلکہ اہلحدیث کے نام سے جس کا نام وہ فرقہ اپنے تئیں مستحق سمجھتا ہے موسوم کیا جاوے''۔ (مقالات سرسید، حصہ نہم ص ۲۱۱، ۲۱۲، مرتبہ مولانا محمد اسمٰعیل پانی پتی بحوالہ علی گڑھ انسٹیٹیوٹ گزٹ بابت ۲ فروری ۱۸۸۹ء)

مولوی عبدالمجید سوہدروی ایڈیٹر ہفت روزہ اہلحدیث بڑے فخریہ طور پر اس حقیقت کو فراخدلی اور فرحت ومسرت کے ساتھ بیان کرتے اور مولوی محمد حسین بٹالوی غیر مقلد وہابی کے حالات میں رقم طراز ہیں کہ ''لفظ وہابی آپ ہی کی کوشش سے سرکاری دفاتر اور کاغذات سے منسوخ ہوا اور جماعت کو اہل حدیث کے نام سے موسوم کیا گیا''۔ (سیرت ثنائی ص ۳۷۲)

ترجمہ چٹھی سرکاری گورنمنٹ انگلشیہ (انگریزی حکومت) چٹھی نمبر ۱۷۵۸ مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء گورنر جنرل بہادر جناب سی۔ آئی۔ ایچی سن سے اتفاق کرتے ہیں کہ آئندہ سرکاری خط و کتابت میں وہابی کا لفظ استعمال نہ کیا جائے۔ (ہفت روزہ اہل حدیث امرتسر، ۲۶ جون ۱۹۰۸ء)

غیر مقلد جواب دیں جب آپ اپنے بقول قدیمی اہل حدیث تھے عہد رسالت اور عہد صحابہ کرام سے اہل حدیث تھے تو پھر گورنمنٹ انگلشیہ سے اہل حدیث نام اپنی جماعت کے لئے کیوں منظور کرایا؟

یاد رہے کہ غیر مقلد وہابیوں کو وہابی نام اتنا پیارا تھا کہ غیر مقلدین کے مفسر ومحدث مولوی نواب صدیق حسن بھوپالی نے اپنے رسالہ کا نام بھی ترجمان وہابیہ رکھا ہوا ہے۔

اسی طرح مشہور ومعروف غیر مقلد وہابی مولوی اسماعیل غزنوی سلمان بن سحمان نجدی کی کتاب الھدیة السنیة کے اردو ترجمہ کا نام ''تحفہ وہابیہ'' رکھا ہوا ہے جو آفتاب برقی پریس امرتسر میں چھپا تھا۔

ایک اور سوال

حضور نبی غیب داں صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ میرے بعد تم میں سے جو زندہ رہے گا وہ بکثرت اختلافات دیکھے گا، فرمایا: فَعَلَيْكُم بِسُنَّتِي وَ سنةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، پس ایسے وقت تم میری سنت اور میرے پیارے ہدایت کے ستارے خلفاء راشدین کی سنت لازم پکڑو۔ (مشکوٰۃ ص ۳۰۔ ابوداؤد، جلد ۲ ص ۲۸۷)

دیکھو اگر اہلحدیث مسلک بنانا ہوتا تو حضور علیہ السلام علیکم بسنتی نہ فرماتے، علیکم بحدیثی فرماتے۔ معلوم ہوا حدیث پر مسلک کی بنیاد نہیں، اسی لئے ہم علیکم بسنتی پر عمل کرتے ہوئے اہلسنّت و جماعت کہلاتے ہیں اہلحدیث نہیں کہلاتے کیونکہ کوئی اہلحدیث ہو سکتا ہی نہیں اور من

جملہ تمام احادیث پر عمل کرسکتا ہی نہیں، یہی دیکھ حدیث ضعیف بھی ہیں اور موضوع حدیث بھی ہیں اور تو اور خود اہلحدیث کہلانے والے بھی ہزاروں ضعیف اور ہزاروں موضوع احادیث پر عمل نہیں کرتے، بہر حال ضعیف اور موضوع حدیث بھی حدیث تو ہیں، اگر چہ درجہ میں کم ہیں تو اہلحدیث کہلانے والے ان حدیثوں پر عمل کیوں نہیں کرتے؟ اگر نہیں کرتے اور یقیناً نہیں کرتے تو تمہارے اہل حدیث ہونے کا دعویٰ جھوٹا یا پھر نصف اہل حدیث کہلاؤ یا اپنا نام جماعت اہل نصف حدیث رکھو اور انگریزوں سے دوبارہ منظور کراؤ کیونکہ کسی بھی صورت میں تم تمام حدیثوں پر عمل نہیں کر سکتے نہ تمہارے نزدیک تمام حدیثیں صحیح اور قابل عمل ہیں اور پھر حدیثوں میں اختلاف بھی ہے اور احادیث میں تعارض بھی ہے اور ناسخ و منسوخ بھی ہیں لہٰذا ہر حدیث پر عمل ممکن نہیں عمل کرنا ہے تو سنت پر عمل کریں۔

''اہلحدیث'' ہو تو حدیث پر عمل کر کے دکھاؤ

اس وقت ہم صرف دو حدیثیں پیش کرتے ہیں ''اہلحدیث'' کہلانے والے غیر مقلد وہابیوں کو چاہیئے وہ ان احادیث پر عمل کر کے دکھائیں۔ بخاری شریف، کتاب المغازی، ص ۶۰۲ پر حدیث مذکور ہے کہ نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ عکل وعرینہ کے لوگوں کو اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پینے کا حکم فرمایا'' کیا ہے کوئی اہلحدیث اور عمل بالحدیث کا مدعی جو اس حدیث پر عمل کر کے دکھائے اور دودھ کے ساتھ پیشاب بھی نوش کر کے دکھائے اور حدیث پر عمل کا مظاہرہ کرے؟

بخاری شریف میں ایک یہ حدیث ہے: كَانَ يُصَلِّي وَ هُوَ حَامِلٌ أُمَامَةَ بِنْتَ زَيْنَبَ بِنْتِ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ ،یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نماز اس طرح پڑھتے کہ آپ اپنی نواسی امامہ کو اٹھائے ہوئے تھے۔ (بخاری شریف ،جلد ۱،ص ۷۴، مطبوعہ کراچی)

لہٰذا عمل بالحدیث کے مدعی اہلحدیث کہلانے والے اس حدیث پر عمل کر کے دکھائیں اور اپنی نواسی کو گود میں لے کر نماز پڑھا کریں کیونکہ نواسی کو گود میں اٹھا کر نماز پڑھے بغیر اس حدیث پر عمل نہیں ہوگا۔ اگر یہ نہیں ہو سکتا تو پھر اہل حدیث یا عامل بالحدیث کیسے؟ لہٰذا اہل سنت بنو اور اہلسنت کہلاؤ اور زورا زوری اہل حدیث کہلانا ترک کرو۔

بخاری شریف جلا دو

قارئین کرام حیرت اور تعجب سے پڑھیں گے ان اہل حدیث اور عاملِ بالحدیث کہلانے والے وہابیوں کا حدیث پر کتنا کیا ایمان ہے اور ان کے ہاں کتب احادیث کی کیا قدر و منزلت ہے کہ انہوں نے حدیث شریف کی عظیم ترین کتاب بخاری شریف کو جلانے اور آگ لگانے کی تجویز پیش کر دی، ملاحظہ ہو ۱۹۸۲ء میں عالمی سیرت کانفرنس تہران (ایران) میں اتحاد امت کے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے گوجرانوالہ کے اہل حدیث مولوی بشیر الرحمٰن مستحسن نے اپنی تقریر میں کہا: ''اب تک جو کچھ کہا گیا ہے وہ قابل قدر ضرور ہے قابل عمل نہیں، اختلاف ختم کرنا ضروری ہے مگر اختلاف ختم کرنے کے لئے اسباب اختلاف کو مٹانا ہوگا، فریقین کی جو کتب قابل اعتراض ہیں، ان کی موجودگی اختلاف کی بھٹی کو تیز تر کر رہی ہے کیوں نہ ہم ان اسباب ہی کو ختم کر دیں۔ اگر آپ صدق دل سے اتحاد چاہتے ہیں تو ان تمام روایات کو جلانا ہوگا جو ایک دوسرے کی دل آزاری کا سبب ہیں، ہم بخاری کو آگ میں ڈال دیتے ہیں، آپ اصول کافی کو نذر آتش کر دیں، آپ اپنی فقہ صاف کرا دیں، ہم اپنی فقہ صاف کر دیں گے''۔ (آتشکدہ ایران، ص ۱۰۹ مصنفہ اختر کاشمیری، ندیم بک ہاؤس، لاہور، واندھیرے سے اجالے تک، ص ۵۷، ۵۸)

آمدم بر سر مطلب پمفلیٹوں کا ردّ و ابطال

غیر مقلدین کے مرفوع القلم مرتب کی اس وقت دو عدد پمفلٹیاں ہمارے پیش نظر ہیں جن کا انداز بیان انتہائی عامیانہ و غیر ذمہ دارانہ بلکہ سراسر جاہلانہ ہے اور اپنے زعمِ جہالت میں ان کے مرتب کے افکار و اذہان پر ہمچو ما دیگرے نیست کا بھوت سوار ہے۔ احباب کا اصرار ہوا کہ اس کی گوشمالی کی جائے مدلل و محقق بحوالہ کتب جواب دیا جائے۔ اس نے پمفلٹ ''اہلحدیث کی پکار'' کے سرورق پارہ ۵ سورۃ النساء سے ایک آیت کا ترجمہ نقل کیا ہے آیت لکھنے کی توفیق اس کو نصیب نہیں ہوئی، اس نے اپنی مرضی سے من پسند ترجمہ یوں کیا ہے: ''پھر اگر تمہارا کسی مسئلہ میں اختلاف ہو جائے تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو''۔ جب کہ سردار غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے: ''پھر اگر کسی امر میں تم کو باہمی جھگڑا اپڑے تو اس کو اللہ

اور رسول کی طرف پھیرو''۔ (تفسیر ثنائی، ص ۳۲۰)

قطع نظر اس سے کہ ترجمہ میں باہمی تضاد ہے اور پمفلٹ نگار نے اس کو مسئلہ سے مختص و محدود کر دیا ہے ہر دونوں ترجموں میں بہر حال یہ تسلیم کیا ہے جھگڑا پڑے یا اختلاف ہو جائے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹا دو یا پھیر دو۔ وہابی ذرا غور کر لیں اس آیت مبارکہ میں کہیں وہابی مؤقف پر کاری ضرب تو نہیں، قرآن عظیم فرما رہا ہے: جب تمہارا جھگڑا یا اختلاف پڑے تو اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو یا اللہ اور رسول سے رجوع کرو۔ کہیں اللہ کے ساتھ رسول کی طرف رجوع کرنے میں شرک تو نہیں؟ گویا اس جھگڑا یا تنازعہ یا متنازعہ مسئلہ میں ہم اللہ اور رسول دونوں سے رجوع کریں گے تو ماننا پڑے گا کہ حضور اکرم ﷺ بحیات حقیقی زندہ ہیں ''مر کر مٹی میں ملنے'' کا نظریہ دفن ہوتا ہے۔ قرآن عظیم نے یہ نہیں کہا کہ قرآن و حدیث میں تلاش کرو، اللہ اور رسول سے رجوع کرنے کا حکم دیا گویا یہ جھگڑا یا اختلاف اللہ ورسول کی مدد سے حل ہو گا۔ ماننا پڑے گا جب ہم اللہ ورسول سے رجوع کریں گے تو وہ ہماری مدد کریں گے یا رجوع کرنے سے کچھ فائدہ یا نفع نہ ہو گا؟ اگر اللہ ورسول کچھ نہ کر سکیں تو اللہ ورسول کی طرف رجوع کرنا بیکار اور اگر کچھ نہ کر سکیں تو یہ ہماری اللہ ورسول کی طرف سے مدد و اعانت نہیں تو اور کیا ہے؟ وہابی غور کریں کہ یہ بات اِیَّاکَ نَعۡبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسۡتَعِیۡنُ سے معارض و متضاد اور بہر حال شرک تو نہیں؟ غیر مقلد نے ایسی آیت نقل کی ہے جو ان کے اپنے اصولوں کے تحت معاذ اللہ شرک کی تعلیم دیتی ہے۔ جب ہم بحکم قرآن اللہ ورسول (جل جلالہ و علیہ ﷺ) سے رجوع کریں گے یا اپنے اختلافات و مسائل اور جھگڑوں کو اللہ ورسول کی طرف لوٹا دیں گے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ انہیں ہمارے اختلافات اور مسائل اور جھگڑوں کی خبر اور علم بھی ہے تو وہابی اصولوں کی بنیاد پر علمِ غیب ماننا بھی شرک ہوا۔ مدد مانگنا مدد کے لئے مسائل پیش کرنا یہ سب شرک ہوئے۔ یا تو یہ کہو کہ جب ہمارا اختلاف یا جھگڑا ہو جائے یا کوئی مسئلہ درپیش ہو تو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو یا اللہ ورسول کی طرف پھیرو یا لوٹاؤ۔ مگر یاد رکھو رسول اللہ ﷺ نہ تو زندہ ہیں معاذ اللہ مر کر مٹی میں مل گئے۔ (تقویۃ الایمان، ص ۶۴) نہ تو زندہ ہیں، نہ سنتے ہیں، نہ انہیں علم ہے، نہ ہمارے مسائل اور اختلافات کی انہیں کچھ خبر ہے۔ نہ وہ ہمارے اختلافات و حل طلب مسائل میں ہماری کچھ مدد کر سکتے ہیں۔ اگر ایسا ہے اور یقیناً وہابیوں کے

ہاں ایسا ہے تو پھر جو اختلاف یا جھگڑا ہو تو وہابیوں کو چاہئے اپنے اصول کو بچانے اور شرک سے بچنے کے لئے قرآن عظیم کی آیت کو اپنی مرضی کے مطابق کر لو جس کا یہ ترجمہ ہو" پھر اگر تمہارا کسی مسئلہ میں اختلاف (جھگڑا) ہو جائے تو اس کو صرف اللہ واحد کی طرف لوٹا دو"۔ صرف اسی طرح شرک سے بچ سکتے ہو۔

غیر مقلدوں نے آیت بھی برسرعنوان لکھی تو ایسی لکھی جو حضور علیہ السلام کا علم غیب، مدد کرنا، زندہ و باخبر رہنا اور امت کے احوال سے باخبر ہونا ثابت کر رہی ہے۔ اگر یہ سب کچھ نہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے ساتھ ساتھ اس کے پیارے رسول ﷺ کی طرف لوٹا یا پھیر دینے یا رجوع کرنے کا کیا فائدہ؟

اور اگر غیر مقلد پمفلٹ نویس اپنے زعم باطل اور خیال خام میں اس آیت مبارکہ کو اقوال ائمہ نہ ماننے پر بطور دلیل قیاس واجتہاد پیش کرنا چاہتا ہے تو ہم بتا دیں اسی آیت مبارکہ کے ان سے پہلے الفاظ و اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ بھی ہیں، اولی الامر کا حکم ماننے کی تاکید فرمائی گئی، اولی الامر میں مسلمانوں کا امیر، سلطان، ائمہ دین، فقہاء مجتہدین قاضی القضاء سب شامل ہیں جس کے حوالے تقلید کی بحث میں گزر چکے ہیں۔ اور اگر آپ اللہ ورسول (جل جلالہ و ﷺ) کے سوا ائمہ مجتہدین کے احکام واقوال ماننے کو شرک سمجھتے ہیں اور ان کی طرف رجوع کرنا شرک مانتے ہیں تو پھر اپنے تنازعات واختلافات و جھگڑوں کو تھانوں اور عدالتوں اور کورٹوں میں لے جانا بھی شرک اور قرآن کی تعلیم کے منافی ہوا۔ اور آپ تھانے داروں، مجسٹریٹوں، ججوں کی طرف رجوع کر کے اور ان کا حکم مان کر اپنے اصولوں سے شرک میں گرفتار ہوئے۔ غرض کہ یہ آیت آپ کو برسرعنوان لکھنا بہت مہنگی پڑی:

﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ﴾

یعنی، پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اس کو اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔

الحمد للہ! ہمارا اس پر پورا پورا ایمان وعقیدہ ہے اور ہم اپنے تمام مسائل اور جھگڑوں، تنازعوں میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ، اور اس کے پیارے حبیب ومحبوب نبی اکرم رسول محترم ﷺ کی

طرف ہی رجوع کرتے ہیں، یہی امامِ اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا ؎

یا خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کن

(حدائق بخشش)

باقی ائمہ مجتہدین اور اولیاء کاملین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے پاس جو کچھ ہے وہ اللہ و رسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) کی عطا ہے، تمہاری پیش کی ہوئی آیت کے ترجمہ پر خود تمہارا ایمان نہیں، الحمد للہ ثم الحمد للہ اس آیت مبارکہ پر ہمارا پورا پورا ایمان ہے۔

پمفلٹ نگار کی ہوائیاں

لکھتا ہے: (۱) آخر سنیں تو سہی ہم چاہتے کیا ہے؟ اور صفحہ ۲ پر لکھتا ہے: ہم چاہتے یہ ہیں کہ (۲) روئے زمین پر صرف اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اسے اکیلا معبود مانا جائے۔ (۳) یعنی مشکل کشا مانیں تو صرف اسی ایک کو داتا، دستگیر مانیں تو صرف اُسی ایک کو، پیشانی جھکائیں تو اسی ایک کے آگے، نذر نیاز جانور ذبح کریں تو اسی ایک کے لئے...... تقدیر کوئی مصنوعی داتا یا کوئی نبی اور ولی ہرگز نہیں بدل سکتا...... الخ

دل تھام کے بیٹھ اب میری باری ہے

(۱) پمفلٹ نگار نے لکھا ہے ''سنیں تو سہی ہم چاہتے کیا ہیں؟'' یہ (؟) تو سوالیہ فقرہ پر کھڑا کیا جاتا ہے یہاں؟ کا کیا محل و موقع تھا؟ پھر لکھتا ہے ''ہم چاہتے یہ ہیں''۔ جواباً گزارش ہے کہ تمہارے چاہنے کی اوقات و حیثیت ہی کیا ہے، جب کہ بابائے وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی تقویۃ الایمان میں صاف صاف لکھتا ہے: ''رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا''۔ (تقویۃ الایمان، ص ۶۶)

سردار غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے: حضرت اسماعیل شہید اعتقاداً و عملاً اہلحدیث تھے''۔ (فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، ص ۱۰۱)

وہابی مذہب میں جب رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اور ایسا کہنا شرک ہے تو پھر بیچارے پمفلٹ نگار کی کیا حقیقت کہ وہ یہ کہے ہم یہ چاہتے ہیں ہم وہ چاہتے ہیں، ایسا کہنا بجائے

ان کے اپنے اکابرین کے نزدیک شرک ہے۔ تقویۃ الایمان (ص ۵۵) پر مولوی اسماعیل دہلوی نے صاف لکھا ہے: "اللہ کے ساتھ مخلوق کو نہ ملائے...... مثلاً یوں نہ بولے کہ اللہ ورسول چاہے گا تو فلانا کام ہو جائے گا سارا کاروبار جہاں کا اللہ ہی کے چاہنے سے ہوتا ہے رسول کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ (تقویۃ الایمان)

(۲) باقی یہ کہ "اللہ ہی کی عبادت کی جائے اور اسے اکیلا معبود مانا جائے"، ہم اس کی پرزور تائید کرتے ہیں، بے شک ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ صرف اور صرف ایک اللہ واحد قہار کی عبادت کی جائے، اللہ تعالیٰ ہی کو الٰہ اور معبود مانا جائے، بے شک بے شک وہ اکیلا الٰہ و معبود ہے اور اکیلا عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْر کارساز حقیقی مالک وخالق ہے۔ بے شک ہمارا ایمان وعقیدہ ہے وحدہٗ لا شریک ہے اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں خواہ کوئی ولی ہو یا داتا گنج بخش ہو یا غوثِ اعظم دستگیر ہو یا خواجہ غریب نواز ہو یا امام اعظم ابوحنیفہ ہو یا کوئی نبی ورسول ہو یا خود حضور پرنور نبی اکرم رسولِ محترم نورِ مجسم شفیع معظم واقفِ اسرار لوح وقلم خلیفۃ اللہ الاعظم تاجدار شرق وغرب، تاجدار عرش وفرش حضور سیدنا محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کوئی عبادت وسجدے کے لائق نہیں اللہ کے سوا کوئی الٰہ ومعبود نہیں ہے، سیدنا امام اہلسنّت اعلیٰحضرت الامام احمد رضا فاضلِ بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غیر خدا کو سجدہ عبادت کفر مبین شرک مہین اور سجدۂ تعظیم حرام حرام بالیقین قرار دیا، دیکھو کتاب مستطاب الزبدۃ الزکیہ مصنفہ امام اہل سنّت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہٗ۔

(۳) باقی رہا مشکل کشا، داتا، دستگیر غوث اعظم، امام اعظم ابوحنیفہ، غریب نواز وگنج بخش کہنا بعطاءِ الٰہی کہا یا لکھا جاتا ہے اور یہ القابات توحید خداوندی کا حصہ وخاصہ نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ کے اسماءِ ذات واسماء صفات میں سے نہیں ہیں، نہ قرآن وحدیث میں مذکورہ بالا القابات کا اطلاق اللہ تعالیٰ پر ہوا۔ پمفلٹ نگار نے بیک جنبش قلم اپنے زعم جہالت وحماقت سے ان القابات کو توحید کے منافی قرار دے کر شرک کے کھاتہ میں ڈال دیا اور قرآن واحادیث سے کسی دلیل و حوالہ کی ادنیٰ سے ضرورت محسوس نہیں کی اور پھر نذرو نیاز (یعنی ختم فاتحہ) اور کسی مزار پر جانور ذبح کرنے کو اپنی خام خیالی سے اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کو دعوت دینا قرار دے کر اللہ تعالیٰ پر افتراء کیا اور صریحاً اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا، قرآن عظیم میں خود اللہ عزوجل کا ارشاد ہے:

﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا ط اُولٰٓئِکَ یُعْرَضُوْنَ عَلٰی رَبِّهِمْ وَیَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَآءِ الَّذِیْنَ کَذَبُوْا عَلٰی رَبِّهِمْ ج اَلَا لَعْنَةُ اللّٰہِ عَلَی الظّٰلِمِیْنَ﴾

ترجمہ: اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے اور یہ لوگ اپنے رب کے حضور پیش کیے جائیں گے اور گواہ کہیں گے یہ وہ ہیں جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھا تھا اللہ کی لعنت ان ظالموں پر (قرآن عظیم، پارہ ۱۲، ہود، ص ۲۶۷)

ہمارا چیلنج ہے

پمفلٹ نگار اور اس کے اکابر ختم فاتحہ نذر نیاز یعنی ایصال ثواب کرنے والوں اور مشکل کشا ودستگیر غوث اعظم و امام اعظم، غریب نواز کہنے والوں پر خدائی قہر و غضب کے نصوص قرآن و احادیث سے ثابت کریں اور دس ہزار روپیہ انعام حاصل کریں، صاف و صریح آیات واحادیث ہوں غیر مقلدانہ اجتہاد و قیاس نہ ہو، صرف ایک آیت ہی اپنے دعویٰ کی دلیل میں پیش کردیں۔ ورنہ بحکم قرآن لعنت خداوندی کے مستحق تو یقینی طور پر قرار پاتے ہی ہیں۔

غیر مقلدانہ اجتہاد و قیاس

ہم دعویٰ سے کہتے ہیں قرآن واحادیث میں تو بہ تخصیص نذر نیاز ختم فاتحہ یا مزارات پر ایصالِ ثواب کے لئے اللہ کے نام سے جانور ذبح کرنے یا حضراتِ محبوبانِ خدا کو مشکل کشا، غوثِ اعظم، دستگیر، داتا گنج بخش یا امام اعظم ابوحنیفہ یا خواجہ غریب نواز کہنے کی ممانعت واضح طور پر کہیں نہیں ہے۔ ہمیں حیرت اور تعجب ہے کہ ایک طرف تو غیر مقلدین سیدنا امام اعظم امام ابوحنیفہ، امام شافعی، امام مالک، امام احمد بن حنبل قدست اسرارہم جیسے جلیل القدر ائمہ مجتہدین اور مسلمہ فقہاء کرام کے اجتہاد و قیاس کو قبول نہیں کرتے اور بزعم خود اجتہاد و قیاس ائمہ اربعہ کو قرآن واحادیث سے مقابلہ بلکہ کھلم کھلا شرک قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف محض اپنے ناقص الفہم قیاس واجتہاد سے زورازوری نذر نیاز ختم فاتحہ ایصالِ ثواب، مشکل کشا دستگیر غوث اعظم، غریب نواز، داتا گنج بخش

وغیرہ القابات کوشرک وکفر کے کھاتہ میں ڈال کر تفسیر بالرائے کے مرتکب ہوتے بلکہ اللہ تبارک و تعالیٰ اور قرآن واحادیث پر افتراء کرتے ہیں غیر مقلدین کے اس پمفلٹ میں بھی صفحہ پر شہ سرخی سے لکھا ہے کہ ''یہی قرآن کے فیصلے ہیں اور یہی لا الہٰ الا اللہ کا مفہوم ہے، حالانکہ یہ غیر مقلدانہ اجتہاد وقیاس ہے، ہرگز ہرگز قرآن کا فیصلہ اور لا الہٰ الا اللہ کا مفہوم نہیں ہے۔ اور یہ لوگ قرآن و احادیث کا نام لے لے کر اللہ ورسول (جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم) پر افتراء کرتے اور جھوٹ باندھتے ہیں۔

جب وہ پوچھے گا سر محشر بُلا کے سامنے
کیا جوابِ جرم دو گے تم خدا کے سامنے

دعویٰ ہے تو دلیل لاؤ

حضرات انبیاء کرام، اولیاء عظام، محبوبانِ خدا کو کوئی بھی مسلمان الٰہ ومعبود وعبادت کے لائق اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں شریک نہیں مانتا، یہ وہابیوں کی سینہ زوری ہے کہ بتوں اور مشرکوں کے حق میں نازل شدہ آیات محبوبانِ خدا اور مسلمانوں پر چسپاں کرتے ہیں۔ بار بار ہم ان کے نامعقول اعتراضات کے جوابات نہایت مدلل و محقق انداز میں دے چکے ہیں، ہمارے جوابات کے جوابات تو دیئے نہیں جاتے اور بار بار کے تردید شدہ وہی اعتراضات دوبارہ سہ بارہ کر دیئے جاتے ہیں۔ یہ بے اصولا پن ہے۔

مشکل کشا، دستگیر، غوث اعظم امام اعظم، داتا گنج بخش، غریب نواز

کہنے لکھنے پر اگر کچھ اعتراض کیا تھا تو قرآن وحدیث سے دلیل بحوالہ نقل کر دی جاتی لیکن افسوس کہ ہمارا مخالف ان القابات والفاظ کے معاذ اللہ کفر وشرک یا حرام وبدعت ہونے کی قرآن وحدیث سے کوئی دلیل نقل نہ کر سکا اور بہ یک جنبشِ قلم ایسا کہنے پر محض اپنے اجتہاد وقیاس سے اللہ تعالیٰ کے قہر وغضب کا فتویٰ لگا دیا اور انبیاء واولیاء محبوبانِ خدا کے عطائی فیوض و برکات و فیضان وتصرفات کا بھی صاف انکار کر دیا اور صاف لکھ دیا کہ کوئی نفع نہیں دے سکتا نہ کوئی ثبوت نہ کوئی حوالہ نہ کوئی دلیل، قرآن کہتا ہے:

﴿قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾

ترجمہ: سچے ہو تو دلیل لاؤ۔

محض اپنے قیاسِ فاسد اور زعمِ باطل سے شرک وبدعت نہ بناؤ، غیر مقلد ہو کر مجتہد نہ بنو۔

چند سوالات

ہمارا مخاطب پہلے تو ہمیں یہ بتائے کہ مذکورہ عنوان بالا کے القابات کیا اللہ تعالیٰ کے لئے مختص ہیں؟ قرآن عظیم وحدیث شریف میں مشکل کشا، غوث اعظم، دستگیر، داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز کا اطلاق صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذات پاک پر ہوا ہے؟ یعنی اللہ تعالیٰ کو مشکل کشا، غوث اعظم، دستگیر، داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز کس پارہ کس حدیث میں کہا گیا ہے؟ کیا یہ القابات اللہ تعالیٰ کے ذات یا اسماء صفات میں سے ہیں؟ کیا امام اعظم حضور نبی اکرم رسول محترم ﷺ کو قرآن مجید وحدیثِ حمید کہا گیا ہے؟ کیا امام اعظم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذاتی و صفاتی ناموں میں سے ہے؟ کیا امام اعظم اور قائد اعظم کا اطلاق حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات تک مختص ومحدود ہے؟ قرآن، حدیث سے ثبوت ہو اپنا ذاتی قیاس واجتہاد نہ ہو، ﴿هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ﴾ سچے ہو تو دلیل لاؤ۔

نہ گفتہ ندارد کسے باتو کار ولیکن چوں گفتی دلیلش بیار

قرآن واحادیث کے واضح دلائل

جیسا کہ ہم نے بالائی سطور میں عرض کیا کہ مذکورہ بالا قسم کے الفاظ والقابات اللہ عزوجل کے لئے مختص نہیں اور نہ قرآن واحادیث میں انبیاء واولیاء پر ان القابات کے اطلاق کی ممانعت نہ کتاب وسنت میں ان کو غیر اللہ کے لئے شرک وبدعت کہا گیا ہے۔ لیکن اس کے برعکس قرآن و احادیث کی رو سے جو اللہ تعالیٰ کے نام ہیں وہ غیر مقلدین وہابیہ اپنے لئے اور اپنے مولویوں کے لئے بے دریغ استعمال واطلاق کرتے اور اپنے بقول اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں شریک ہو جاتے ہیں، قرآن عظیم میں مولانا اور مومن اللہ تعالیٰ کے لئے لکھا ہے. قرآن عظیم میں فرمایا:

﴿وَ اغْفِرْ لَنَا وَ ارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ﴾

اور بخش دے اور ہم پر رحم کر تو ہمارا مولیٰ ہے تو کافروں پر ہمیں مدد دے۔ (سنی ترجمہ)

اور ہم کو بخش اور ہم پر رحم رما تو ہی ہمارا والی ہے پس تو کافروں کی قوم پر ہم کو فتح یاب کر۔ (وہابی غیر مقلد ترجمہ)

یہاں اللہ تعالیٰ کے لئے مَولٰنا کالفظ آیا ہے لیکن غیر مقلد وہابی اللہ کے مقابلہ میں اپنے مولویوں کو بھی مَولٰنا کہتے ہیں، لکھتے ہیں اور بولتے ہیں اور اپنے بقول شرک کا ارتکاب کرتے ہیں، ورنہ بتائیں قرآن مجید میں کہاں مولویوں کو مَولٰنا کہا گیا ہے؟ اور جس انداز میں جھوم جھوم کر کہتے ہیں داتا عرش والا فرش والا نہیں، اسی انداز میں اپنے آپ کو شرک سے بچاتے ہوئے جھوم جھوم کر کہیں مَولٰنا عرش والا ہے فرش والا نہیں، حالانکہ ان لوگوں کا اللہ تعالیٰ کو محض عرش والا قرار دینا نرا کلمہ کفر ہے کہ اللہ تعالیٰ جہت و مکان کی قیود اور جسم اور جسمانیات سے پاک ہے، اللہ تعالیٰ جل وعلا کو صرف آسمانوں والا قرار دینا نص قرآنی کے خلاف ہے، قرآن عظیم میں فرمایا: ﴿وَ نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡهِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ﴾ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے لئے مومن کا لفظ آیا ہے، فرمایا: ﴿اَلۡمُؤۡمِنُ الۡمُهَیۡمِنُ الۡعَزِیۡزُ الۡجَبَّارُ الۡمُتَکَبِّرُ﴾ امن دینے والا سب کی نگہبانی کرنے والا وہی سب پر غالب سنوارنے والا بہت بڑائی والا۔ (غیر مقلد ترجمہ، تفسیر ثنائی، ج ۳، ص ۳۵۶)

قرآن عظیم نے اللہ تعالیٰ کا نام مؤمن بتایا لیکن غیر مقلد وہابی مولوی اور غیر مولوی اللہ کے مقابلہ میں خود کو مؤمن کہہ کر اپنے بقول شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں شریک ہوتے ہیں، اب وہابی غیر مقلد مولوی یہ کہیں کہ ہم مومن نہیں مومن تو عرش والا ہے فرش والا نہیں۔ کیونکہ قرآن نے بتایا کہ یہ اللہ تعالیٰ کا نام ہے، امید ہے غیر مقلد صاحبان اپنے اہل توحید ہونے کا عملی ثبوت فراہم کریں گے اور کم از کم مَولٰنا اور مُؤمِنُ کہلانا چھوڑ دیں گے۔ یا پھر تم جس تاویل سے (اگر تمہارے ہاں تاویل کی گنجائش ہو تو) مَولٰنا اور مُؤمِنُ کہلانے پر بضد ہو تو اُسی تاویل سے مشکل کشا، غوث اعظم، دستگیر، داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، امام اعظم ابو حنیفہ کہلانا بھی جائز سمجھ لو حالانکہ زمین آسمان کا فرق ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ جل وعلا کا مَولٰنا اور مومن ہونا قرآن پاک سے ثابت ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے لئے قرآن پاک یا حدیث شریف میں

مشکل کشا، غوثِ اعظم دستگیر، داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز، امام اعظم ابوحنیفہ کا نام نہیں آیا، یہ القابات اللہ تعالیٰ کے نہ اسماء ذات میں، نہ اسماء صفات میں، نہ ازروئے قرآن اللہ تعالیٰ کے لئے یہ نام مختص ہیں، قرآن عظیم فرماتا ہے: ﴿فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَ الرَّسُوْلِ﴾ یعنی پھر اگر امر میں تم کو باہمی جھگڑا پڑے تو اللہ اور رسول کی طرف پھیرو۔ (قرآن عظیم، پارہ ۵، النساء، ترجمہ غیر مقلدین، ص ۳۲۰)

ہمارا جھگڑا اس بات پر ہے کہ محبوبانِ خدا، اولیاء اللہ کو مشکل کشا، غوث اعظم دستگیر، داتا گنج بخش، خواجہ غریب نواز کہنا جائز ہے یا ناجائز ہے، تم ان القابات کو شرک قرار دیتے ہو یہ تمہارا دعویٰ ہے، دعویٰ کا ثبوت لانا مدعی کی ذمہ داری ہے اس مسئلہ میں یا اس جھگڑے کو اللہ و رسول کی طرف پھیر دو، لہٰذا ان القابات کے شرک ہونے کی دلیل قرآن و احادیث سے لاؤ، اللہ و رسول جل جلالہ و صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات سے ثابت کرو ہم تمہارا خود ساختہ اجتہاد و قیاس نہیں مانتے۔ تم تو امام الائمہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ جیسے استاذ الاساتذہ محدثین کا قیاس و اجتہاد بھی نہ مانو، ہم تمہارا لچر ڈانواں ڈول اجتہاد کیسے مان لیں؟ ﴿ھَاتُوْا بُرْھَانَکُمْ اِنْ کُنْتُمْ صٰدِقِیْنَ﴾ سچے ہو تو دلیل لاؤ۔

مصنوعی اہلحدیث نے مشکل کشا، داتا، دستگیر، حاجت روا، غوثِ اعظم، گنج بخش، غریب نواز وغیرہ القابات کو اہل حدیث کی پکار (ص ۲) اور وصیت سے امت رسول کی بغاوت (ص ۲) پر دلائل کی بجائے ڈکٹیٹر کے انداز ایک حکم و قیاس سے روکنا چاہا ہے اور قرآن و حدیث سے کسی حوالہ کی مطلقاً ضرورت نہ سمجھی، زبانی کلامی باتوں سے عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنی چاہی ہے۔ افتراء کرتے وقت اللہ تعالیٰ کے قہر و غضب کا کچھ خیال

﴿وَ سَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْٓا اَیَّ مُنْقَلَبٍ یَّنْقَلِبُوْنَ﴾

مشکل کشا، حاجت روا، دافع البلاء، امداد و استعانت

ہم اہلسنّت کا عقیدہ اور مسلک و مؤقف یہ ہے کہ ہر چیز کا خالق و ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ تبارک و تعالیٰ ہی ہے، وہی حقیقی کارساز حقیقی حاجت روا، مشکل کشا، بالذات اللہ تعالیٰ جل وعلا ہی ہے، نفع نقصان، رزق میں کمی بیشی، موت و زندگی بالذات اس کے قبضۂ قدرت میں ہے،

اللہ تعالیٰ کے سوا بالذات کوئی بھی حقیقی مشکل کشا بالذات حاجت روا بالذات دافع البلاء نہیں ہے، حضرات انبیاء و اولیاء بالخصوص حضور سید الانبیاء محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم میں جس قدر فضل و کمالات ہیں وہ بالذات نہیں عطائی ہیں یا بطورِ معجزہ یا بطور کرامت اللہ کے فضل و کرم و عطاء سے ہیں۔ (ملخصاً و منقول کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن، فتاویٰ رضویہ، وتفسیر خزائن العرفان، خالص الاعتقاد، بہار شریعت)

لیکن محبوبان خدا حضرات انبیاء کرام و اولیاء و ملائکہ کے عطائی فضل و کمال کا انکار صدہا نصوص قرآن و احادیث کا انکار ہے۔

عطائی اختیارات وتصرفات کا ثبوت

ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ علی کل شیٔ قدیر نے اپنے پیارے محبوب ومقبول مقدس بندوں کو بے کس، بے بس محتاج ولاچار نہیں بنایا، بڑی بڑی شانیں عظمتیں اور اختیارات وتصرفات کی قدرتیں عطا فرمائی ہیں، اس کو کفر وشرک قرار دینا پرلے درجے کی جہالت وحماقت و لاعلمی و بے بصیرتی ہے، ذاتی وعطائی حقیقی ومجازی کا فرق ملحوظ رہے۔

مددگار

قرآن عظیم میں فرمایا:

﴿مَا لَهُم مِنْ دُونِهِ مِنْ وَّلِيٍّ﴾

یعنی اللہ کے سوا کسی کا کوئی مددگار نہیں۔

اور سورہ فاتحہ میں ہے اور ہم سب تمام نمازوں کی ہر رکعت میں پڑھتے ہیں:

﴿اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾

یعنی ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

ان آیات مبارکہ میں اللہ عزوجل کو حقیقی، بالذات مددگار کہا گیا ہے لیکن قرآن حکیم میں خود ہی فرماتا ہے:

﴿اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُولُهُ وَ الَّذِينَ اٰمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُونَ﴾

ترجمہ: اے مسلمانو! تمہارا مددگار نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور وہ ایمان والے جو نماز قائم رکھتے ہیں اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور رکوع کرنے والے ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ اپنے رسول اور نیک بندوں کو بھی مددکرنے والا فرمارہا ہے اور فرماتا ہے:

﴿فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمَلٰئِکَۃُ بَعْدَ ذٰلِکَ ظَھِیْرٌ﴾

بے شک اللہ اپنے نبی کا مددگار ہے اور جبرئیل اور نیک مسلمان اور اس کے بعد سب فرشتے مدد پر ہیں۔

یہاں اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام اور اپنے نیک صالح بندوں کو مددگار فرمایا۔

وہابی ترجمہ

تو اللہ خود اور جبرئیل اور جملہ نیک لوگ اس کے ہوا خواہ ہیں، علاوہ ازیں تمام فرشتے اس کے مددگار ہیں۔ (تفسیر ثنائی، پارہ ۲۸، التحریم، ص ۳۸۹)

اللہ ربّ العزت قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿قَالَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْٓ اِلَی اللّٰہِ﴾، جیسے عیسیٰ بن مریم نے کہا تھا کون میرا مددگار ہے۔ (تفسیر ثنائی، پارہ ۲۸، الصف، ص ۳۶۹)

تعجب ہے غیر مقلد مفسر ثناء اللہ نے اس آیت کو الجمعہ قرار دیا ہے، بہر حال یہاں عیسیٰ علیہ السلام مدد کے لئے پکار رہے ہیں اور حواریوں نے جواب دیا تھا ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔

قرآن عظیم میں مزید فرمایا:

﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ﴾

اے ایمان والو! اگر تم دین خدا کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا۔ (سنی حنفی ترجمہ، پارہ ۲۶، سورہ محمد، ص ۶۰۳)

مسلمانو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو خدا تمہاری مدد کرے گا۔ (غیر مقلد وہابی، تفسیر ثنائی، ج ۳ ص ۲۵۱)

یہ آیت مبارکہ وہابیوں کے سر پر کروڑوں ٹن کا پہاڑ ہے: ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ

نَسْتَعِیْنُ﴾ کی تعلیم دینے والا اللہ علی کل شیٔ قدیر بقول وہابی ترجمہ خود مدد طلب فرما رہا ہے۔
پمفلٹی وصیت رسول سے امت رسول کی بغاوت (ص ۲،۳) پر یارسول اللہ مدد یا علی مدد کو ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ کے منافی قرار دے کر وصیت سے انکار بتا رہا ہے، یہاں اپنے مفسر ثناء اللہ امرتسری پر کیا فتویٰ لگائے گا جو اپنے ترجمہ میں لکھ رہا ہے ''مسلمانو! تم اللہ کی مدد کرو''۔ کیا اللہ تعالیٰ معاذ اللہ قرآن عظیم میں شرک کی تعلیم دے رہا ہے؟ جب بقول وہابی مفسر اللہ تعالیٰ بھی ایمان والوں سے مدد کے لئے فرماتا ہے تو ہم اہل ایمان یارسول اللہ مدد، یا صدیق اکبر مدد، یا فاروق اعظم مدد، یا علی مدد، یا غوثِ اعظم المدد کہہ دیں تو کون سی نص قطعی سے کفر و شرک ہے؟ جب کہ ہمارا ایمان وعقیدہ ہے کہ انبیاء واولیاء، اللہ کی دی ہوئی طاقت اور خالق حقیقی کی عطا سے مدد فرماتے ہیں۔ انبیاء واولیاء کرام بالذات مدد پر قادر نہیں، ان کی مدد درحقیقتاً اللہ تعالیٰ کی عطا اور فضل وکرم سے ہے، جس کا واضح ثبوت قرآن واحادیث میں بکثرت ہے، ہم سب عملاً ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں اگر بہر نوع غیر اللہ کی مدد ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ کے منافی اور شرک ہے تو پھر روئے زمین پر ایک بھی مسلمان نہیں اور قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں ایک دوسرے کی مدد کا حکم دیا ہے، کیا یہ حکم شرک پر مبنی اور ﴿اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ﴾ سے معارض اور متصادم ہے، قرآن عظیم میں فرمایا: ﴿وَ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَ التَّقْوٰی﴾ اور پرہیز گاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔ (پارہ ۶، المائدہ، ص ۱۲۶)

نفع دینا یا عطا فرمانا

بے شک اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے اور وہ خالق و مالک ہی حقیقی کارساز ہے لیکن اللہ عزوجل کی عطا سے نفع دینا فائدہ پہنچانا، دنیا و آخرت کی نعمتیں عطا فرمانا، حاجت روائی فرمانا، حضور علیہ السلام اور دیگر محبوبانِ خدا، مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کو یہ فضل وکمال عطا ہوا اور اُن کے عطائی فیوض وبرکات، خیرات وحسنات سے اہل ایمان واسلام مستفید ہوتے ہیں اور خواص بندگانِ خدا، انبیاء واولیاء اپنے رب کے فضل وکرم سے حاجت روائی مشکل کشائی فرماتے ہیں اور یہ درحقیقت ربّ تعالیٰ ہی کی عطا ہے اور یہ سب کچھ قرآن واحادیث کے واضح دلائل سے ثابت ہے۔

داتا

اسماءِ الٰہیہ میں سے نہیں بلکہ ہندی زبان کا لفظ ہے جس کا معنی دینے والا، سخی، فیاض، دتار، فقیر، درویش، سائیں جی، بابا جی کے بھی ہیں۔ (دیکھو علمی اردو لغت، اظہر اللغات، امیر اللغات وغیرہ)

قرآن واحادیث میں اللہ تعالیٰ کے لئے داتا کا لفظ مستعمل ہی نہیں، جب حضور علیہ السلام کی طرف یا صحابہ کرام، بزرگانِ دین مولیٰ علی یا حضرت سیدنا گنج بخش علی ہجویری رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کی طرف لفظ داتا کی نسبت ہوگی تو سخی، فیاض یا دینے والا کے معنی میں ہوگی۔ حدیث شریف میں ہے: "اَلسَّخِیُّ حَبِیْبُ اللّٰہِ" سخی اللہ کا دوست ہے، سخی کا معنی اور اس لفظ کی عربی شرح میں غلام احمد حریری لکھتے ہیں: حبیب، ساتھی، دوست، محبت کرنے والا (تفہیم عربی، ص ۵۹)، داتا کا معنی، سخی اور سخی کا معنی خدا کی راہ پر دینے والا۔ (فیروز اللغات، ص ۳۸۴) اور تفہیم عربی میں سخی کا معنی حبیب، دوست، محبت کرنے والا ہے۔ (تفہیم عربی، ص ۵۹) بتاؤ ان الفاظ ومعانی اور شروحات میں الوہیت، معبودیت اور خدائی کا دعویٰ اور شرک کے آثار کہاں سے آگئے؟ وہابی داتا کے لفظ پر بلاوجہ تلملاتے ہیں اور داتا کا معنی خدا کی راہ میں دینے والا اور فیاض لیا جائے تو بھی کوئی شرعی قباحت نہیں اور اس میں دور دور تک شرک کا نام ونشان نہیں اور محبوبانِ خدا حضرات انبیاء واولیاء بالخصوص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے دینے عطا فرمانے کا لفظ بار بار قرآن واحادیث میں آیا ہے۔ ملاحظہ ہو:

قرآن عظیم میں ہے

﴿وَ مَا نَقَمُوْٓا اِلَّآ اَنْ اَغْنٰهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مِنْ فَضْلِهٖ﴾

اور انہیں کیا برا لگا یہی نہ کہ انہیں دولت مند کر دیا اللہ اور اللہ کے رسول نے اپنے فضل سے۔ (سنی حنفی بریلوی ترجمہ)

اور صرف اس بات پر رنجیدہ ہیں کہ اللہ نے اپنی مہربانی سے اور رسول نے ان کو غنی کیا۔ (غیر مقلد وہابی ترجمہ، تفسیر ثنائی، پارہ ۱۰، التوبہ، ص ۵۸۵)

اور یہ انہوں نے صرف اس بات کا بدلہ دیا ہے کہ ان کو اللہ نے اور اس کے

رسول نے رزق خداوندی سے مالدار کر دیا۔ (دیوبندی تھانوی ترجمہ، پارہ ۱۰، التوبہ، ص ۳۱۶)

قرآن عظیم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَا اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗ اِنَّا اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ﴾

اور یہ لوگ اللہ اور اس کے رسول کے دیئے ہوئے پر راضی رہتے اور کہتے ہیں اللہ ہم کو کافی ہے بہت جلد اللہ اپنے فضل اور اس کا رسول ہم کو دیں گے، بے شک ہم اللہ کی طرف راغب ہیں۔ (غیر مقلد وہابی، ترجمہ تفسیر ثنائی، پارہ ۱۰، التوبہ، ص ۵۸۰)

آیہ مذکورہ میں اللہ عزوجل کے ساتھ اس کے حبیب محبوب ﷺ کو بھی دینے والا کہا گیا ہے، داتا کا ایک معنی دینے والا بھی ہے تو اس معنی کے اعتبار سے بھی از روئے قرآن حضور علیہ السلام کو داتا اور حضور علیہ السلام کی عطا و کرم سے سیدنا علی ہجویری رضی اللہ عنہ کو بھی داتا گنج بخش کہہ سکتے ہیں کہ اولیاء اللہ، علماء، حضور علیہ السلام کے نائب و وارث ہیں جس طرح حضور پُر نور ﷺ اللہ تعالیٰ جل وعلا کے نائب اکبر اور خلیفۃ الاعظم ہیں۔ اللہ علی کل شئ قدیر کا نائب اور خلیفہ ہو اور بے کس و بے بس محتاج و لاچار ہو کسی کو کچھ فیض اور فائدہ نہ پہنچا سکے، نفع نہ دے سکے، امداد و اعانت نہ کر سکے تو اس میں نیابت و خلافت الٰہیہ کی توہین ہے۔ اسی طرح علماء و اولیاء اللہ حضور علیہ السلام کے نائب و وارث ہیں، اگر یہ محبوبانِ خدا و خواص بندگانِ بارگاہِ ایزدی نہ نفع پہنچا سکتے نہ فیض دے سکتے، ان کو بس نیابت و خلافت اور وراثت لقب ہی لقب عہدہ ہی عہدہ ملا ہے، تو پھر یہ کیا نیابت و خلافت اور وراثت ہوئی، لہٰذا ماننا پڑے گا کہ خلیفۃ اللہ الاعظم اور اللہ تعالیٰ کے نائب اکبر حضور پُر نور محمد مصطفیٰ ﷺ اور آپ کے وارث اور نائب آپ کی عطا سے صاحب فیض، صاحب جود و عطاء ہیں اور اللہ و رسول جل جلالہٗ و ﷺ کی عطاء سے داتا ہیں، حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے مانگنا اللہ سے مانگنا حضور علیہ السلام کا دینا اللہ تعالیٰ کا دینا ہے۔

قرآن عظیم نے فرمایا:

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ یُبَایِعُوۡنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوۡنَ اللّٰہَ یَدُ اللّٰہِ فَوۡقَ اَیۡدِیۡہِمۡ﴾

جولوگ (اے نبی) تجھ سے بیعت کرتے ہیں اس کے سوا اور نہیں، گویا وہ خدا سے بیعت کرتے ہیں خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے۔ (پارہ ۲۶، سورۃ الفتح، غیر مقلد وہابی ترجمہ، تفسیر ثنائی، جلد سوم، ص ۲۶۲)

قرآن عظیم نے جب حضور علیہ السلام کا ہاتھ مبارک اللہ کا ہاتھ قرار دیا تو پھر حضور سے مانگنا اللہ سے مانگنا، حضور علیہ السلام کا دینا اللہ تعالیٰ کا دینا اور عطا فرمانا ہوا اور آپ کیوں داتا نہ ہوئے؟ اللہ تعالیٰ ایک دوسری جگہ ارشاد فرماتا ہے: اس آیہ مبارکہ کی تفسیر میں غیر مقلد وہابی مفسر مولوی ثناء اللہ لکھتا ہے: ''پس بیعت کے وقت جو تیرا ہاتھ اوپر ہوتا ہے وہ تیرا نہیں ہوتا بلکہ وہ درحقیقت خدا کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہوتا ہے''۔ (تفسیر ثنائی، ص ۲۶۲)

قرآن عظیم میں ایک دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ مَا رَمَیۡتَ اِذۡ رَمَیۡتَ وَ لٰکِنَّ اللّٰہَ رَمٰی﴾ (پارہ ۹، الانفال)

اور اے محبوب! وہ خاک جو تم نے پھینکی تم نے نہ پھینکی بلکہ اللہ نے پھینکی۔ (سنی حنفی بریلوی ترجمہ)

اور آپ نے خاک مٹھی نہیں پھینکی جس وقت آپ نے پھینکی تھی لیکن اللہ تعالیٰ نے پھینکی۔ (دیوبندی تھانوی ترجمہ، ص ۲۸۴)

اور جب تو نے مٹھی چلائی تھی وہ تو نے نہیں چلائی تھی بلکہ اللہ نے چلائی تھی۔

(غیر مقلد وہابی ترجمہ، تفسیر ثنائی، ص ۵۴۰)

اس آیت کی تفسیر میں سردار غیر مقلدین مولوی ثناء اللہ امرتسری لکھتا ہے: ''اور (اے محمد) جب تو نے کنکریوں کی مٹھی بھر کر کافروں کی طرف چلائی تھی اور وہ تمام کی آنکھوں میں پڑ گئی تھی جس سے وہ آنکھیں بند کر کے میدان سے بھاگے تھے وہ (مٹھی کنکریوں کی) تم نے نہیں چلائی تھی بلکہ اللہ نے چلائی تھی''۔ (تفسیر ثنائی، جلد اول، ص ۵۴۰، پارہ ۹، الانفال)

اب دیکھنا یہ ہے کہ جب از روئے قرآن حضور ﷺ کا ہاتھ اللہ تعالیٰ کا ہاتھ، حضور علیہ السلام کا کفار و مشرکین کو کنکریوں کی مٹھی مارنا اللہ کا مارنا ہے تو پھر حضور علیہ السلام سے مانگنا اللہ سے

مانگنا اور حضور علیہ السلام کا دینا اللہ کا دینا کیوں نہیں؟ جب حضور علیہ السلام کے پاس عطا ہی اللہ تعالیٰ کی ہے تو آپ اور آپ کے بندگانِ بارگاہِ داتا کیوں نہیں؟ وہ اللہ تعالیٰ محب اور یہ پیارے حبیب محبوب ﷺ، امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محبّ میں نہیں میرا تیرا

قرآن پاک میں ہے

﴿فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَرًا سَوِیًّا O قَالَتْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیًّاO قَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّاO﴾

ہم نے اس (مریم)۔کے پاس اپنا فرشتہ جبرائیل بھیجا تو وہ ہو بہو آدمی کی شکل بن کر اس کے سامنے آگیا، مریم بولی خدا تجھ سے پناہ دے اگر تو بھلا مانس ہے تو الگ ہو جا فرشتے (جبرئیل) نے کہا: میں تو تیرے پروردگار کا ایلچی ہوں کہ میں تجھے ایک پاک طنیت لڑکا دوں۔ (غیر مقلد وہابی ترجمہ، تفسیر ثنائی، جلد۲، ص۲۵۱، پارہ۱۶، سورۂ مریم)

یہاں جبرائیل علیہ السلام حضرت مریم سے فرمارہے ہیں: ﴿لِاَھَبَ لَکِ غُلٰمًا زَکِیًّا﴾ میں تجھے پاک بیٹا دوں۔

وہابی یہاں بل کھا کر منہ بگاڑ کر یہ ٹانگ اڑا سکتے ہیں کہ وہ جبرائیل اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے تھے اس لئے بیٹا دیا تو جناب والا حضور نبی اکرم رسول محترم ﷺ، حضور غوث اعظم سیدنا عبد القادر جیلانی، سیدنا داتا گنج بخش لاہوری، سیدنا خواجہ غریب نواز اجمیری قدست اسرارہم کس کے بھیجے ہوئے ہیں وہ بھی تو اللہ تعالیٰ کے عظیم القدر عبادت واطاعت گزار مقدس بندے ہیں، یہ کوئی اللہ تعالیٰ کے مدمقابل اور شریک ہیں، اللہ تعالیٰ کی عطا سے دینے کی مجازی نسبت ان حضرات اور دوسرے محبوبانِ خدا پر جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیاروں کو بڑے اختیارات دیئے ہیں۔

غیر مقلد وہابی میں بیٹا دینے کی طاقت

اگر کوئی سنی حنفی بریلوی مسلمان یہ کہہ دے کہ فلاں بزرگ کی دعا سے میرے لڑکا پیدا ہوا ہے یا فلاں بزرگ کے مزار پر جا کر دعا کروں اللہ سے یا غوث اعظم کی دعا سے، داتا گنج بخش یا خواجہ اجمیری کے صدقہ سے اللہ تعالیٰ نے مجھے بیٹا عطا کیا ہے تو یہ باتیں وہابیوں کے ہاں نمبرون شرک ہیں خواہ انبیاء واولیاء کی عطائی طاقت مانی جائے، یہ سب کچھ ہر حال میں شرک ہے لیکن غیر مقلد مولوی اپنے اکابر غیر مقلدین میں یہ صفت مانتے ہیں کہ وہ بیٹا دیتے ہیں اور ان کی دعا سے بیٹا ہوتا ہے، چنانچہ مولوی عبدالرحمٰن لکھوی وہابی کی کرامات کا ذکر کرتے ہوئے مشہور غیر مقلد وہابی مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی تلمیذ مولوی محمد ابراہیم میر سیالکوٹی سابقہ ایڈیٹر رسالہ اہل حدیث لکھتے ہیں: ''موضع لکھوکی سے کچھ فاصلے پر ایک جیمل نامی گاؤں جہاں کا سردار جلال الدین عرف جو بہت بڑا زمیندار کئی گاؤں کا مالک تھا جلو کے ہاں اولاد نہ ہوئی تھی، اس نے کئی بیویاں کر رکھیں تھیں مگر پھر بھی اولاد سے محروم تھا، پنجاب میں رواج ہے کہ جب کسی کے ہاں اولاد نہ ہوتی ہو تو پیروں، فقیروں، جوگیوں، مست قلندروں، خانقاہوں اور قبروں کی طرف رجوع کرتے ہیں، جلو بھی اسی خیال کا آدمی تھا اور جہاں کسی فقیر کا پتہ چلتا اٹھ دوڑتا تھا، ایک بار اسے پتہ چلا کہ فیروز پور شہر میں ایک مستانہ ہے جو مجذوب ہے اور بالکل ننگ دھڑنگ رہتا ہے، وہ اس کے پاس گیا اور اس سے بیٹا مانگا، مجذوب بولا: نالائق اگر بیٹا لینا ہے تو لکھوکی جا۔ جلو نے دل میں کہا وہاں تو سب وہابی ہی وہابی ہیں بھلا وہاں بیٹا کیسے ملے گا؟ مجذوب نے کہا: نالائق جاتا نہیں۔ تجھے بیٹا یہاں سے نہیں بلکہ وہاں ہی سے ملے گا، جلو اس مستانہ کے ارشاد پر لکھوکی پہنچا اور مولانا عبدالرحمٰن (غیر مقلد وہابی) سے سارا واقعہ بیان کر دیا، مولانا عبدالرحمٰن صاحب (وہابی) نے کہا: میں دعا کر دیتا مگر تو منکر قرآن ہے، تیرے حق میں میری دعا قبول نہ ہو گی۔ جلو نے کہا: میں نے کب قرآن کا انکار کیا ہے؟ آپ نے پوچھا: تیری کتنی بیویاں ہیں؟ اس نے کہا: سات، آپ نے فرمایا: قرآن تو چار سے زیادہ اجازت نہیں دیتا، آپ نے فرمایا: تین کو یہیں طلاق دے دے...... اس نے ایسا ہی کیا، آپ نے دعا فرمائی، خدا کی قدرت اگلے ہی سال اس کے ہاں فرزند تولد ہوا۔ (کرامات

قارئین کرام! یہاں چند باتیں خصوصاً توجہ طلب ہیں: (۱) تو یہ بات غیر مقلدین نے مجذوب کے حوالہ سے کہی ہیں وہ بتائیں کہ قرآن وحدیث میں مجذوب کی حیثیت و کیفیت کیا متعین ہے؟ (۲) غیر مقلدین بتائیں کہ اس مجذوب کا یہ عقیدہ از روئے قرآن وحدیث کفر و شرک تھا یا نہیں کہ لکھوکی کے عبد الرحمٰن سے بیٹا ملے گا۔ لکھوکی سے بیٹا لے، یہ عقیدہ از روئے شریعت وہابیہ توحید کے نافی اور خالص شرک ہے یا نہیں؟ (۳) غیر مقلدین نے یہ خود ساختہ کرامت لکھتے وقت مجذوب کا علم غیب مانا یا نہیں کہ جلو زمیندار مولوی عبد الرحمٰن وہابی کے پاس لکھوکی جائے گا تو بیٹا ملے گا، کتاب وسنت میں ان سب باتوں کا کیا ثبوت ہے؟ (۴) مولوی عبد الرحمٰن نے دعا کی تو مولوی عبد الرحمٰن کی دعا کے وسیلہ سے بیٹا پیدا ہوا، یہ وسیلہ و عقیدہ وہابیہ میں شرک ہے یا نہیں؟ کتاب التوحید اور تقویۃ الایمان دیکھ کر بتائیں؟ (۵) اس واقعہ کی اشاعت کا واحد مقصد اس کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے کہ بظاہر دعا کا لفظ لگا کر عوام کو یہ تاثر دیا جائے کہ غیر مقلد وہابی مولوی بھی بیٹا دیتے ہیں یہ خالص کفر وشرک ہے یا نہیں؟ (۶) جو بزرگ و مجذوب یا مستانہ غیب کی خبر دے اور جس کا ایمان و عقیدہ ہو کہ لکھوکی کے مولوی عبد الرحمٰن سے بیٹا ملے گا اس مجذوب بزرگ اور کو اس مجذوب و بزرگ ماننے والوں کے متعلق صاف صریح حکم شرعی کیا ہے؟ غیر مقلدوں نے اپنے مولوی میں بیٹا دینے کی یہ خدائی طاقت و خدائی قدرت مان کر شرک کا ارتکاب کیا ہے یا نہیں؟

عورت نے بیٹا دیا، بھینس نے کٹّا دیا

قارئین کرام حیران ہوں گے کہ یہ کیا سرخی ہے لیکن ہمیں خود بھی تعجب اور حیرت ہے کہ جو لوگ جو بات انبیاء ومرسلین اور اولیاء کاملین میں نہیں مانتے وہ اپنے مولویوں میں فراخدلی سے مان جاتے ہیں، چنانچہ مولوی عبد المجید خادم سوہدری غیر مقلد اپنے ایک مولوی قاضی سلیمان منصور پوری کی کرامت بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے: ”جب آپ حج کو جا رہے تھے تو فرمایا کہ عبد العزیز کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا (یعنی اپنا پوتا) اس کا نام معز الدین حسن رکھنا چنانچہ ایسا ہی ہوا“۔ (کرامات اہلحدیث، ص ۲۵)

کٹّا دے دیا

مولوی غلام رسول قلعوی غیر مقلد وہابی کی کرامات بیان کرتے ہوئے لکھا ہے: ''فضل الدین زمیندار ساکن کا بیان ہے کہ میرے پاس کوئی گائے بھینس نہ تھی کہ گھر والوں کو دودھ گھی مل سکتا، پاس کوئی رقم بھی نہ تھی کہ گائے بھینس خریدی جاسکتی، ایک بوڑھی سی بھینس تھی جس سے ہم مایوس ہو چکے تھے کہ وہ اب گابھن نہیں ہوسکتی کیونکہ بہت بوڑھی اور کمزور ہو چکی تھی۔ میں نے مولانا (غلام رسول قلعوی) سے عرض کیا دعا کریں...... آپ نے فرمایا کہ تمہاری وہی بھینس گابھن ہو چکی ہے اور عنقریب بچہ دینے والی ہے، وہ مدت تک دودھ دیتی رہے گی...... تھوڑے ہی دنوں میں وہ بھینس دودھ دینے لگی اور قریباً گیارہ دفعہ اس کے بعد سُوئی (بچہ دیا) اور مدت دراز تک دودھ دیتی رہی''۔ (کرامات اہلحدیث، ص۱۶)

قارئین کرام یہ ہیں ان کے مولویوں کی کرامات کہ بہت بوڑھی اور کمزور بھینس جس سے مالک بھی مایوس ہو گیا ہو، گابھن بھی نہ کرائی ہو مولوی غلام رسول قلعوی وہابی کی کرامت کے زور سے اور نظر کے فیض سے وہ گابھن بھی ہو جائے، مولوی صاحب بھینس کے پیٹ کی حالت و کیفیت دیکھ کر یہ نوید بھی سنا دیں کہ وہ گابھن ہو چکی ہے، عنقریب بچہ دے گی اور آئندہ کی بات بلکہ مدت دراز تک کی بات بتا دیں کہ یہ بھینس مدت دراز تک دودھ دیتی رہے گی اور غیر مقلد مولوی کی کرامت کے زور اور نظر کے اثر سے وہ بہت بوڑھی اور کمزور بھینس مزید گیارہ بار گابھن ہوئی اور بچے دیتی رہی، یہ کرامت اگر سیدنا غوث اعظم سرکار بغداد یا سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری یا سیدنا سلطان الہند حضرت خواجہ غریب نواز اجمیری یا امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدست اسرارہم جیسے حقیقی اولیاء اللہ کے نام سے بیان کردی جاتی تو کفر و شرک و بدعت کے فتووں کا توپ خانہ حرکت میں آجاتا اور شرک و بدعت کی گولہ باری شروع ہو جاتی اور یہاں یہ بات بھی قابل غور و فکر ہے۔ علم مافی الارحام کے متعلق غیر مقلدین کا مسلک و مؤقف کسی سے پوشیدہ نہیں کہ ماں کے پیٹ میں کیا ہے؟ کیا نہیں، وہ دھڑلے سے قرآن مجید کی یہ آیت پڑھا کرتے ہیں:

﴿اِنَّ اللّٰہَ عِنۡدَہٗ عِلۡمُ السَّاعَۃِ وَ یُنَزِّلُ الۡغَیۡثَ وَ یَعۡلَمُ مَا فِی الۡاَرۡحَامِ وَ

مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌ مَّاذَا تَکۡسِبُ غَدًا وَّ مَا تَدۡرِیۡ نَفۡسٌۢ بِاَیِّ اَرۡضٍ تَمُوۡتُ

اِنَّ اللّٰہَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ﴾

(۱) بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم، (۲) اور اتارتا ہے بارش اس کا علم، (۳) جو کچھ ماؤں (مادہ) کے پیٹ میں ہے، (۴) اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی، (۵) اور کوئی نہیں جانتا کس زمین میں مرے گا بے شک اللہ جاننے والا بتانے والا ہے۔

وہابی غیر مقلد یہ آیت پڑھ کر انبیاء و مرسلین کے لئے مذکورہ بالا علوم خمسہ کی نفی کیا کرتے ہیں لیکن ان پانچ مخصوص علوم غیبیہ میں سے دو علم غیب اپنے مولویوں کے لئے مان کر کھلم کھلا شرک کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ (۱) یہ بتایا کہ لڑکا ہوگا، بھینس گابھن ہے، (۲) آئندہ کی خبر دی کہ مدت دراز تک دودھ دیتی رہے گی۔ یہ خدائی صفات اپنے مولویوں میں مان کر اپنے ہی موقف کے اعتبار سے مشرک قرار پائے۔ ہمیں اختصار مانع ہے، ورنہ متعدد آیات مبارکہ اور پچاسوں احادیث شریفہ نقل کرتے۔

مارنا

مارنا یا موت دینا حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے قبضۂ قدرت میں ہے، قرآن مجید میں اللہ عزوجل خود ارشاد فرماتا ہے: ﴿اَللّٰہُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ﴾ یعنی اللہ ہے کہ موت دیتا ہے جانوں کو۔ (پارہ ۲۴، الزمر ص ۵۵۰)

نیز فرمایا: ﴿اَللّٰہُ خَلَقَکُمۡ ثُمَّ یَتَوَفّٰکُمۡ﴾ اللہ نے تمہیں پیدا کیا پھر (اللہ ہی) تمہاری جان قبض کرے گا۔ (پارہ ۱۴)

مذکورہ بالا دونوں آیات اور متعدد آیات سے ثابت ہے کہ موت اللہ تعالیٰ دیتا ہے، موت و زندگی اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے لیکن اللہ تعالیٰ خود فرماتا ہے، قرآن عظیم میں ہے: ﴿قُلۡ یَتَوَفّٰکُمۡ مَّلَکُ الۡمَوۡتِ الَّذِیۡ وُکِّلَ بِکُمۡ﴾ تو فرما تمہیں موت دیتا ہے وہ مرگ کا فرشتہ جو تم پر مقرر ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ تَوَفّٰھُمُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ﴾ بے شک وہ لوگ جنہیں موت دی فرشتوں نے۔ (پارہ ۵، النساء)

قرآن مجید میں ہے: ﴿اِذَا جَآءَ تْھُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ﴾ جب ان کے پاس ہمارے رسول (ملائکہ) موت دینے کے لئے آئیں۔ (پارہ ۸، الاعراف)

قرآن مجید میں ہے: ﴿وَلَوْ تَرٰی اِذْ یَتَوَفَّی الَّذِیْنَ کَفَرُوا الْمَلٰٓئِکَۃُ﴾ کاش تم دیکھو جب کافروں کو موت دیتے ہیں فرشتے (پارہ ۱۰، الانفال، ص ۲۱۹)

وہابی اس کو شرک قرار دیں گے یا کفر ٹھہرائیں گے، موت دینا تو اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں تھا، قرآن نے ملائکہ کو اس میں شریک کر دیا؟ جب تک حقیقی و مجازی، بالذات اور عطائی قدرتوں پر ایمان نہیں لاؤ گے ہرگز ہرگز شرک سے نجات نہیں پاؤ گے، دنیاوی طور پر دیکھا جائے تو بہت سے لوگ اپنے مخالف کو قتل کر دیتے یا مار دیتے ہیں اور بہتوں کو عدالتیں موت کی سزا دیتی ہیں، کیا یہ سب شرک ہے؟ کیونکہ کسی کو مارنے اور موت کی سزا دینا دونوں غیر خدا کا فعل ہیں، وہابی غیر مقلد اصولوں پر یہ خالص شرک ہونا چاہئے۔

مُشکل کُشا

مُشکل کُشا کہنا بھی شرک قرار دینا سراسر جہالت وحماقت ہے کیونکہ مُشکل کشا اللہ تعالیٰ کا نہ ذاتی نام ہے نہ صفاتی نام، قرآن واحادیث میں مشکل کشا کا اللہ تعالیٰ پر کہیں بھی اطلاق نہیں کیا گیا جو چیزیں یا الفاظ واسماء اللہ تعالیٰ کے لئے مستعمل ہیں وہ بتاویل مجازی وعطائی حیثیت سے اللہ کے پیاروں اور محبوبوں کے قرآن مجید میں مستعمل ہیں۔ قرآن عظیم میں ہے: ﴿اِنَّ الْعِزَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا﴾ ساری عزتیں اللہ ہی کے لئے ہیں، اس لئے اللہ عزوجل کو حضرت عزت جل جلالہ بھی کہا جاتا ہے لیکن قرآن حکیم میں خود ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَلِلّٰہِ الْعِزَّۃُ وَلِرَسُوْلِہٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ﴾ یعنی عزت اللہ کی ہے اور اس کے رسول کی ہے اور مسلمانوں کی۔ عزت کا اطلاق رسول اور مسلمانوں پر بھی عرفاً کیا گیا ہے۔ بتاؤ یہ شرک ہے؟ قرآن مجید میں ہے: ﴿اِنِ الْحُکْمُ اِلَّا لِلّٰہِ﴾ یعنی سوائے خدا کے کسی کا حکم نہیں۔ اور قرآن پاک میں یہ ارشاد بھی ہے: ﴿فَابْعَثُوْا حَکَمًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَحَکَمًا مِّنْ اَھْلِھَا﴾ یہاں غیر خدا پر بھی حکم کا اطلاق ہوا ہے۔ تو کیا اس کو شرک قرار دیا جائے گا؟ اور پھر مشکل کشا تو فارسی کا لفظ ہے، اللہ عزوجل پر اس کا اطلاق تو کیا قرآن واحادیث میں مشکل کشا کا لفظ ہی موجود نہیں، اگر اللہ عزوجل کی عطا سے مجازی طور پر

مشکل کشا ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی عطا سے اور اس کے فضل و کرم سے انبیاء و مرسلین اولیاء کاملین مشکل حل فرماتے ہیں اور قرآن و احادیث میں اس کے شواہد موجود ہیں، ملاحظہ ہوں:

قرآن کریم میں ہے: اللہ تعالیٰ اپنے مبارک بندے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما الصلوٰۃ و السلام سے فرماتا ہے: ﴿وَ اِذْ تَخْلُقُ مِنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ بِاِذْنِیْ فَتَنْفُخُ فِیْهَا فَتَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِیْ وَ تُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ بِاِذْنِیْ وَ اِذْ تُخْرِجُ الْمَوْتٰى بِاِذْنِیْ﴾ ترجمہ: ’’اور جب کہ تو میرے حکم سے مٹی سے پرندہ کی صورت بناتا تھا پھر اس میں پھونک دیتا تو وہ میرے حکم سے پرندہ ہو جاتا اور اُڑ جاتا اور تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو میرے حکم سے اچھا کرتا تھا اور جب تو میرے حکم سے مردوں کو زندہ کر کے لوگوں کے سامنے نکالتا تھا‘‘۔ (غیر مقلد وہابی ترجمہ، تفسیر ثنائی، جلد اول، ص ۳۹۳، پارہ ۷، المائدہ)

قرآن عظیم میں مزید فرمایا حضرت عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اَنِّیْۤ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّیْنِ كَهَیْـَٔةِ الطَّیْرِ فَاَنْفُخُ فِیْهِ فَیَكُوْنُ طَیْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَ الْاَبْرَصَ وَ اُحْیِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ وَ اُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَ مَا تَدَّخِرُوْنَ فِیْ بُیُوْتِكُمْ (الیٰ قوله) وَ لِاُحِلَّ لَكُمْ بَعْضَ الَّذِیْ حُرِّمَ عَلَیْكُمْ﴾

حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام فرماتے ہیں میں بناتا ہوں تمہارے لئے مٹی سے پرندہ کی سی صورت پھر پھونکتا ہوں اس میں تو وہ ہو جاتی ہے پرند اللہ کی پروانگی سے اور میں شفا دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور بدن بگڑے (کوڑھی) کو اور میں زندہ کرتا ہوں مردے اللہ کی روانگی سے اور میں تمہیں خبر دیتا ہوں جو تم کھاتے ہو اور جو گھروں میں بھر رکھتے ہو اور تا کہ میں حلال کر دوں تمہارے لئے بعض چیزیں جو تم پر حرام ہیں۔ (سورۂ آل عمران، پارہ نمبر ۳)

بتائے مٹی کے پرندے بنا کر عیسیٰ علیہ السلام نے ان کو زندگی دی یا نہیں؟ اور ایسی زندگی کہ وہ پرندے اڑنے لگے۔ اندھے (نابینا) کی آنکھوں کو درست فرما کر شفا دے کر اس کی مشکل کشائی

کی یا نہیں ؟۔ برص کے مرض یعنی سفید داغ والے اور کوڑھی کو ان بیماریوں سے شفاء دے کر ان کی مشکل کشائی کی یا نہیں ؟۔ جو پہلے حرام تھیں وہ چیزیں حلال کر کے لوگوں کے لئے سہولت پیدا کر کے ان کی مشکل حل کی یا نہیں ؟ جب عیسیٰ علیہ السلام یہ مشکلیں حل کر سکتے ہیں اور شرک نہیں ہوتا تو پھر ہمارے نبی کریم رؤف الرحیم سید الانبیاء وامام الانبیاء و نبی الانبیاء وحبیب کبریاء (صلی اللہ علیہ وسلم) ہو کر یا سیدنا مولیٰ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم حضور علیہ السلام کے فیض عطا سے کیوں مشکل کشائی نہیں سکتے ؟ حدیث شریف میں ہے، حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں: "مَنْ كُنْتُ وَلِيُّهُ فَعَلِيٌّ وَلِيُّهٗ" جس کا میں مددگار کارساز ہوں علی اس کا مددگار کارساز ہے "كَرَّمَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَجْهَهُ الْكَرِيْم اَحْمَدُ وَ النَّسَاءِيُّ وَ الْحٰكِمُ عَنْ بُرَيْدَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ"، علامہ امام مناوی نے شرح میں فرمایا: "يَدْفَعُ عَنْهُ مَا يَكْرَهُ" علی اس کے مددگار (مشکل کشا) ہیں۔ اس سے مکروہات وبلیات (مصائب ومشکلات) دفع فرماتے ہیں، حدیث پاک ہے: "مَا مِنْ مُّؤْمِنٍ اِلَّا وَ اَنَا اَوْلٰى بِهٖ فِى الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ اقْرَأُوْا وَ اِنْ شِئْتُمْ اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ فَاَيُّمَا مُؤْمِنٍ مَّاتَ وَ تَرَكَ مَالًا فَلْيَرِثْهُ عَصَبَتُهٗ مَنْ كَانُوْا وَ مَنْ تَرَكَ دَيْنًا اَوْ ضِيَاعًا فَلْيَأْتِنِىْ فَاَنَا مَوْلَاهُ۔

کوئی مسلمان ایسا نہیں کہ دنیا و آخرت میں سب سے زیادہ اس کے والی نہ ہوں، تمہارے جی میں آئے تو یہ آیہ کریمہ پڑھو کہ نبی زیادہ والی ہے مسلمانوں کا ان کی جانوں سے تو جو مسلمان مرے اور ترکہ چھوڑے اس کے وارث اس کے عصبی ہوں اور جو اپنے اوپر کوئی دین یا بیکس بے زر بچے چھوڑے وہ میری پناہ میں آئے کہ اس کا مولیٰ میں ہوں، صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْكَ وَ عَلٰى اٰلِكَ وَ بَارِكْ وَسَلَّمْ، البخاری ومسلم و الترمذی عن ابی ہریرۃ و ابو داؤد و الترمذی عن جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم، علامہ امام بدرالدین عینی شارح بخاری محدث عمدۃ القاری میں زیر حدیث مذکورہ بالا فرماتے ہیں: اَلْمَوْلٰى النَّاصِرُ یہاں مولیٰ بمعنی مددگار ہے۔ تو بلا شبہ لا جرم بحکم حدیث صحیح مولیٰ علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم بھی ہر مسلمان کے ولی ومددگار ہیں جو مددگار ہو گے یا وہ مشکل کشا نہ ہوگا؟ کیا مدد سے مشکلیں حل نہیں ہوتیں؟

اقول عموم حدیث میں حضرات خلفائے ثلاثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم بھی داخل ہیں۔ اور تخصیص

کی اصلاً حاجت نہیں کہ ناصر کا منصور سے افضل ہونا کچھ ضروری نہیں، قال اللہ تعالیٰ ﴿یَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ﴾ ، مہاجرین اللہ ورسول کی مدد کرتے ہیں۔ قال اللہ تعالیٰ ﴿فَاِنَّ اللّٰہَ ھُوَ مَوْلٰہُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ الخ﴾ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مددگار اللہ ہے اور جبرائیل وابوبکر وعمرو ملائکہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مددگار ہونے پر اور مشکل کشا ہونے پر بہت زیادہ لکھا جاسکتا ہے مگر اختصار مانع ہے، ہم مختصراً رسائل کا جواب دے رہے ہیں بوقتِ ضرورت مفصل لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ

نوٹ: اس موقع پر شاید کوئی یہ کہہ دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو اللہ کی پروانگی یا حکم سے شفا دیتے تھے وغیرہ تو ہم کہیں گے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ عنہ کے لئے مدد اور مشکل کشائی کی طاقت ذاتی نہیں عطائی مانتے ہیں، حقیقی اور مجازی، ذاتی وعطائی کا عظیم فرق بہر حال ملحوظ رہے۔

دستگیر

دستگیر ہونا بھی اللہ تعالیٰ کے اسماءِ ذات واسماءِ صفات میں سے نہیں، نہ دستگیر کا لفظ قرآن و احادیث میں اللہ عزوجل کے لئے مختص ہے نہ قرآن واحادیث میں غیر خدا حضرات انبیاء واولیاء پر اس لفظ دستگیر کا اطلاق ممنوع قرار دیا گیا۔ اگر کسی کے پاس اس کا ثبوت ہو تو پیش کرے دستگیر کا لفظ کوئی توحید خداوندی کا علامتی مخصوص نشان تو ہے نہیں۔ دستگیر فارسی کا لفظ ہے اسمِ صفت ہے دستگیر کے لغوی معنی مددگار اور حامی (فیروز اللغات، ص ۳۳۴، وعلمی اردو لغت، ص ۲۰ ۷ اور اظہر اللغات میں دستگیر فارسی، مذکر، فاعل ترکیبی، دستگیر کا معنی مددگار، حامی، معاون۔ اظہر اللغات، ص ۵۱۳ و معاون و مددگار، فریادرس، فرہنگ آصفیہ، ص ۲۴۷ وغیرہ کتب لغت) اب جب کہ دستگیر کا معنی مددگار و حامی و معاون ہے، مددگار کا لفظ وہابیوں کے ہاں خطرناک ہے اور انبیاء و اولیاء محبوبان خدا کے مددگار و معاون ہونے پر ہم اوپر کافی دلائل وحوالہ جات نقل کر چکے ہیں۔

غوثِ اعظم

غوثِ اعظم کے نام ولقب سے بھی غیر مقلدین وہابیہ سخت الرجک ہیں اور بزعم جہالت

حضور سیدنا الشیخ محی الدین عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو غوث اعظم کہنے سے ان کی خود ساختہ توحید کو سخت خطرہ لاحق ہو جاتا ہے، آیئے غوث کے معنی کی تحقیق کر لیتے ہیں، غوث عربی کا لفظ ہے اسم مذکر ہے اس کا معنی فریاد کو پہنچنے والا، فریادرس و معاون کے ہیں اور غوث کا ایک معنی کتب لغت میں یہ بھی ہے اہل تصوف میں ولایت الٰہی کا درجہ اس درجہ پر پہنچ کر جسم کے تمام اعضاء جسم سے الگ ہو کر یادِ خدا میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ غوث، اہل اسلام میں ولایت الٰہی کا ایک درجہ بھی ہے۔ (علمی اردو لغت، ص ۱۰۴۰، و فیروز اللغات، ص ۴۹۴، و اظہار اللغات، ص ۷۵۰، المنجد عربی اردو لغات، ص ۷۲۱، و مصباح اللغات عربی اردو، ص ۶۱۱ و فرہنگ آصفیہ، جلد ۳، ص ۳۱۶)

عربی اُردو کتب لغت میں یا قرآن و احادیث میں یہ کہیں بھی نہیں لکھا کہ غوث کا لفظ اللہ تعالیٰ کا ذاتی نام ہے۔ یا ذات باری تعالیٰ کے لئے مختص ہے۔ یہ پمفلٹ کے مرتب کی محض دھاندلی ہے سینہ زوری ہے کہ وہ ڈھٹائی سے لکھ رہا ہے کہ مشکل کشا مانیں تو صرف اسی کو داتا و دستگیر مانیں تو صرف اسی ایک کو وغیرہ وغیرہ۔

غوث کا معنی فریاد کو پہنچنے والا، یا فریادرس، بالکل ہم معنی و ہم مفہوم ہے، اب اللہ تعالیٰ کو نہیں کہا جا سکتا ہے کہ پہنچنے والا ہے کیونکہ قرآن عظیم میں ﴿نَحۡنُ اَقۡرَبُ اِلَیۡہِ مِنۡ حَبۡلِ الۡوَرِیۡدِ﴾ اللہ تعالیٰ شہ رگ سے زیادہ قریب ہے "پہنچنے" کا کیا مطلب؟ پہنچنا تو اس کی شان و قدرت کے خلاف ہے لہٰذا یہ شرک تو مطلقاً نہ ہوا۔ محبوبانِ خدا اور ملائکہ کرام کا چشم زدن و آناً فاناً عرش سے فرش زمین پر اور مشرق سے مغرب میں پہنچنا قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ قرآن عظیم میں ہے جب حضرت سیدنا اسماعیل علیہ السلام نے چھری رکھی تو حکم خداوندی سے حضرت جبرائیل دنبہ لے کر چھری چلنے سے پہلے عرش سے فرش پر پہنچ گئے۔ قرآن عظیم ہی میں ہے کہ موت کا فرشتہ عزرائیل علیہ السلام چشم زدن میں مشرق و مغرب میں مرنے والوں کی روح قبض کرنے کے لئے پہنچ جاتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملکہ بلقیس کا تخت جلد سے جلد لانے کے لئے اپنے مشیروں ود رباریوں سے کہا تو قرآن عظیم کہتا ہے:

﴿قَالَ عِفۡرِیۡتٌ مِّنَ الۡجِنِّ اَنَا اٰتِیۡکَ بِہٖ قَبۡلَ اَنۡ تَقُوۡمَ مِنۡ مَّقَامِکَ وَ اِنِّیۡ عَلَیۡہِ لَقَوِیٌّ اَمِیۡنٌ ۝ قَالَ الَّذِیۡ عِنۡدَہٗ عِلۡمٌ مِّنَ الۡکِتٰبِ اَنَا

اٰتِیکَ بِہٖ قَبلَ اَنْ یَّرتَدَّ اِلَیکَ طَرفُکَ فَلَمَّا رَاٰہُ مُستَقِرًّا عِندَہٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضلِ رَبِّی ...... الخ﴾

''جنوں میں سے ایک شورہ پست دیو بول اٹھا کہ میں اس کو لاسکتا ہوں پہلے اس سے کہ حضور (سلیمان علیہ السلام) اپنے اس مقام سے اٹھیں اور میں اس پر قدرت رکھتا ہوں اور امانت دار ہوں (پھر) ایک شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا علم تھا کہ حضور کی آنکھ جھپکنے سے پہلے میں اس کو حضورک سامنے لاسکتا ہوں پس جب اس نے اپنے سامنے اُس (تخت بلقیس) کو موجود دیکھا تو کہا یہ میری پروردگار کا فضل ہے''۔ (ترجمہ غیر مقلد وہابی، تفسیر ثنائی، جلد دوم، ص ۴۱۱، ۴۱۲، پارہ ۱۹، النمل)

دیکھئے قرآن عظم بتاتا ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے درباریوں میں سے کتاب کا علم رکھنے والے ایک فقیہہ وولی آصف بن برخیا نے پلک (آنکھ) جھپکنے سے پہلے سینکڑوں میل کی مسافت سے ملکہ بلقیس کا تخت لاکر پیش کردے، حضرت سلیمان علیہ السلام کا ولی جو کتاب کا علم رکھتا تھا اور اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم جانتا تھا، سات تالوں میں بند ایک طویل مسافت سے پلک جھپکنے سے پہلے تخت لاسکتے ہیں تو کیا امت مصطفوی ﷺ کا ولی نہ صرف ولی بلکہ غوث بلکہ غوث اعظم پیران پیر فریاد کو نہیں پہنچ سکتے؟ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ولی اللہ سے حصرت سلیمان علیہ السلام کے ولی کی طاقت وقوت زیادہ تھی؟ جب وہاں شرک نہیں تو یہاں کیسا؟ یہاں تک تو ہم نے قرآن عظیم سے یہ ثابت کیا کہ ملائکہ اور اولیاء کتاب کا علم رکھنے والا حضرت سلیمان علیہ السلام کا ولی یا درباری چشم زدن میں سینکڑوں میل کی مسافت پر پہنچ جانا اور جو خدمت سپرد ہو بجالاتا ہے۔

مدبرات الامر

وہابیوں غیر مقلدوں کے اس خود ساختہ شرک کا طلسم تو ہم نے قرآن مجید کے واضح دلائل سے چکنا چور کردیا کہ انبیاء واولیاء کا پہنچنا اور مدد کرنا یا فریاد کو پہنچنا، فریاد رس ہونا شرک ہے، اب دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقدس ومحبوب بندوں انبیاء واولیاء یا ملائکہ مقربین کو کچھ اختیارات دیئے بھی ہیں یا سب کو معاذ اللہ بے بس وبیکس ومحتاج لاچار پیدا فرمایا ہے اور وہ معاذ

اللہ بے فیض و بے فائدہ مقبولانِ بارگاہِ ایزدی ہیں مگر نہیں یہ عقائد باطلہ ضلالت و بے دینیت پر مبنی ہیں نہ صرف انبیاء واولیاء وملائکہ کی تضحیک وتوہین بلکہ خود اللہ علی کل شیٔ قدیر کی قدرت وعطاوسخا کا انکار ہے۔ دیکھئے تدبیر کرنا اللہ تعالیٰ کی صفت ہے، قرآن عظیم میں ہے:

﴿وَ مَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ فَقُلْ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾

اور کون تدبیر کرتا ہے کام کی اب کہہ دیں کہ اللہ تو فرماؤ پھر ڈرتے کیوں نہیں۔

قرآن فرماتا ہے کہ یہ صف اللہ کی ہے کہ وہ تدبیر فرماتا ہے کاروبار عالم کس طرح چلتا ہے لیکن اللہ عزوجل قرآن عظیم میں خود فرماتا ہے: ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا﴾ قسم اُن فرشتوں کی کہ تمام کاروبار دنیا اُن کی تدبیر سے ہے۔ حالانکہ یہ صفت بھی بالذات ذاتِ الٰہی جل وعلا کی ہے، قال اللہ تعالیٰ ﴿يُدَبِّرُ الْاَمْرَ﴾. معالم التنزیل میں ہے:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ هُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ وُكِّلُوْا بِاُمُوْرٍ عَرَّفَهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى الْعَمَلَ بِهَا قَالَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ بْنُ سَابِطٍ يُدَبِّرُ الْاَمْرَ فِى الدُّنْيَا اَرْبَعَةٌ جِبْرِيْلُ وَ مِيْكَائِيْلُ وَ مَلَكُ الْمَوْتِ وَ اِسْرَافِيْلُ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ فَاَمَّا جِبْرَائِيْلُ فَوُكِّلَ بِالرِّيَاحِ وَ الْجُنُوْدِ وَ اَمَّا مِيْكَائِيْلُ فَبِالْقَطْرِ وَ الْغَبَاتِ وَ اَمَّا مَلَكُ الْمَوْتِ فَوُكِّلَ بِقَبْضِ الْاَنْفُسِ وَ اَمَّا اِسْرَافِيْلُ فَهُوَ يَنْزِلُ بِالْاَمْرِ عَلَيْهِمْ

یعنی، عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا: یہ مدبرات الامر ملائکہ ہیں ان کاموں پر مقرر کیے گئے ہیں جن کی کاروائی اللہ عزوجل نے انہیں تعلیم فرمائی، عبدالرحمٰن بن سابط نے فرمایا: دنیا میں چار فرشتے کاموں کی تدبیر کرتے ہیں: جبرائیل، میکائیل، عزرائیل، اسرافیل علیہم الصلوٰۃ والسلام۔ جبرائیل علیہ السلام تو ہواؤں اور لشکروں پر موکل ہیں (کہ ہوائیں چلانا، لشکروں کو فتح وشکست دینا) اور میکائیل باراں (برسات) وروئیدگی پر مقرر ہیں کہ مینہ (یعنی بارش برساتے درخت گھاس کھیتی اگاتے ہیں) اور عزرائیل قبض روح (موت دینے) پر مسلط ہیں اور اسرافیل ان سب پر حکم لے کر اترتے ہیں۔

قابل غور وفکر یہ اہم بات ہے کہ یہ سب کچھ حقیقتاً اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہے لیکن عطائی اور مجازی طور پر یہ سب امور چاروں ملائکہ علیھم الصلوٰۃ والسلام کے اختیار میں دیئے گئے ہیں، ان باتوں کو شرک قرار دینا اللہ تعالیٰ جل وعلا اور قرآن عظیم پر شرک کی تعلیم کے فروغ کا افتراء کرنا ہے۔

غیر مقلد مولوی کو غوثِ اعظم سے بڑا منصب دینا

یہ ایک قرار واقعی حقیقت ہے کہ سنی حنفی بریلوی تو امتِ مسلمہ کے شہرہ آفاق مسلمہ بزرگوں مثلاً حضور سیدنا غوث اعظم دستگیر سرکار بغداد شیخ سید عبد القادر جیلانی، حضور سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری، سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری، بابا فرید الدین مسعود گنج شکر قدست اسرارہم کے روحانی فیض وبرکات اور عظیم وجلیل کرامات وتصرفات کے قائل ہیں لیکن غیر مقلدین وہابیہ اس کے برعکس اپنے مولویوں کی کرامات کے قائل ہیں۔ حقیقی اولیاء اللہ کی کرامات کے فیوض وبرکات کا انکار کریں گے، شرک قرار دیں گے، توحید کے منافی بتائیں گے، لیکن اپنے مولویوں میں وہ سب باتیں کراماتیں مانیں گے بلکہ حقیقی اولیاء اللہ سے زیادہ روحانی طاقتوں کا حامل قرار دیں گے۔ اب یہی دیکھ لیں کہ غوث کا معنی فریاد کو پہنچنے والا یا فریاد رس ہے۔ تو اہلسنّت کا عقیدہ ہے کہ حضور سیدنا شیخ سید عبد القادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے غوث اعظم ہیں، دستگیر ہیں، بفضلہٖ تعالیٰ وباذنہٖ تعالیٰ فریاد کو پہنچنے والے ہیں لیکن غیر مقلدین اپنے مولویوں میں ایسی کرامات بتاتے ہیں کہ فریاد کرنے والا یا مستحق امداد خود ان کی طرف چلا آتا ہے وہ ایک لمحہ وہاں جانے کے بجائے خود اس کو بلا لیتے ہیں، سُنیے: مولوی غلام رسول قلعوی غیر مقلد کی کرامات کے ضمن میں لکھتے ہیں: ''ایک بار قلعہ میہان سنگھ میں ایک حجام (نائی) آپ کی حجامت بنا رہا تھا کہ اس نے شکایت کی کہ حضور میرا بیٹا کئی سال سے باہر گیا ہوا ہے جس کا ہمیں کچھ پتہ نہیں کہ کہاں ہے، زندہ ہے یا مر گیا ہے، بس ایک ہی بیٹا تھا اس کی فکر میں تو ہم مرے جا رہے ہیں، (آپ مولوی غلام رسول قلعوی) تھوڑی دیر خاموش رہے پھر فرمایا: میاں وہ تو گھر بیٹھا اور روٹی کھا رہا ہے، جاؤ بے شک جا کر دیکھ لو، حجام گھر گیا تو سچ مچ بیٹا آیا ہوا تھا اور کھانا کھا رہا تھا۔ بیٹے سے ماجرا پوچھا: تو اس نے کہا کہ ابھی ابھی میں سکھر سندھ میں تھا، معلوم نہیں مجھے کیا ہوا اور کیونکر طرفۃ العین

یہاں پہنچ گیا''۔ (کراماتِ اہلحدیث، ص۱۴، ۱۵، از مولوی عبدالمجید سوہدروی غیر مقلد)

ملاحظہ ہو غیر مقلد کس فراخدلی اور حسن عقیدت سے اپنے مولوی غلام رسول قلعوی کے علم غیب کا اقرار کر رہے ہیں، اس کی قدرت و طاقت کا اعتراف کر رہے ہیں اور مان رہے ہیں کہ مولوی غلام رسول قلعوی کو گھر بیٹھے حجامت کراتے یہ علم غیب تھا کہ حجام کا بیٹا سکھر سندھ میں ہے، پھر مولوی صاحب نے اپنی جان میں آصف بن برخیا کے انداز میں اپنی روحانی طاقت سے اس حجام کے بیٹے کے دل و دماغ پر اثر ڈالا پھر اپنی بزعم خود روحانی طاقت سے اس کو بغیر کسی سواری کے آنکھ جھپکنے سے پہلے قصبہ قلعہ میہان سنگھ، ضلع گوجرانوالہ پہنچا دیا اور اپنے گھر بیٹھے مولوی صاحب نے حجام کو یہ بھی بتا دیا کہ تیرا بیٹا تیرے گھر آچکا ہے اور روٹی کھا رہا ہے۔ اور نہ یہ کہا اور لکھا کہ مولوی صاحب نے یہ کہا ہو کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ اسے گھر بھیج دے گا یا اللہ کے فضل سے یا اللہ کی دی ہوئی طاقت سے مولوی غلام رسول قلعوی نے تمہارا بیٹا واپس بلا دیا۔ نہ انشاء اللہ نہ بفضلہٖ تعالیٰ کچھ بھی نہیں، سکھر تک مولوی صاحب کا دست کرامت و دست تصرف کام کر رہا تھا، حجام کا لڑکا تخت بلقیس کی طرح زیر زمین آیا یا براق برق رفتار پر سوار کو چشم زدن میں گھر پہنچا، کہاں سکھر سندھ اور کہاں قلعہ میہان سنگھ گوجرانوالہ، مگر غیر مقلد مولوی نے آنکھ جھپکنے سے پہلے حجام کے لڑکے کو سکھر سے گوجرانوالہ پہنچا دیا۔ بتائیے یہ کرامت یا یہ تصرف و قدرت غوث کے معنی سے زیادہ شرک افروز اور توحید سوز ہے یا نہیں؟ غیر مقلدین کے اپنے عقیدہ و مسلک کے اعتبار سے بکثرت شرکیات کا مجموعہ ہے یا نہیں؟ اور یہ بھی بتاؤ کہ اس کرامت سے مولوی صاحب نے حجام کی مشکل حل کی یا نہیں؟

مولوی گنج سلب

ہمارے حضور سیدنا علی ہجویری رضی اللہ عنہ تو داتا گنج بخش ہیں، اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور عطاء سے اپنے عقیدت مند غلاموں کو خزانہ بخشنے والے ہیں خواہ علم و معرفت کا خزانہ ہو یا دنیاوی مال و دولت کا خزانہ ہو لیکن غیر مقلدین کے ہاں مولوی غلام رسول قلعوی گنج سلب کا درجہ رکھتے ہیں، وہ بقول مولوی عبدالمجید خزانہ سلب کر لیتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالمجید خادم سوہدروی رقم طراز ہیں اور انہی مولوی غلام رسول کی کرامات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''فضل الدین

نمبر دار سکنہ مان ضلع گوجرانوالہ کا بیان ہے کہ میں نے ایک ساہوکار (سیٹھ یا رئیس آدمی) سے بارہ سو روپیہ قرض لیا تھا اور وہ مجھے بہت تنگ کر رہا تھا۔ چنانچہ ایک بار تو اس نے مجھے نوٹس دے دیا اور قریب تھا کہ دعویٰ کر کے مجھے ذلیل کرتا، میں مولانا (غلام رسول) کی خدمت میں پہنچا اور اپنی غربت اور ناداری کا ذکر کیا اور دعا کی فرمائش کی۔ آپ نے فرمایا: گھبراؤ نہیں، جاؤ چار آدمی ساتھ لے کر اس سے حساب کرو صرف بائیس (۲۲) روپیہ نکلیں گے وہ ادا کر دینا، فضل الدین حیران ہوا کہ میں نے ابھی اسے لیا دیا تو کچھ ہے نہیں بھلا بائیس (۲۲) روپیہ کیونکر نکلیں گے، آپ نے فرمایا: جاؤ تو بائیس (۲۲) روپیہ سے زیادہ نہیں نکلیں گے، وہ چند دوستوں کو ساتھ لے کر گیا اور ساہوکار سے کہا: بھئی کھاتہ لاؤ اور میرا حساب صاف کر لو۔ ساہوکار نے بہی نکالی تو دیکھا کہ اس کے حساب میں کہیں لکھا ہے فلاں تاریخ کو اتنی گندم لی، اتنا تمبا کو وصول ہوا، اتنی کپاس آئی، علیٰ ہذا القیاس سارا حساب جو لگایا تو صرف بائیس (۲۲) روپے نکلے، ساہوکار بھی حیران تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے اور فضل الدین بھی حیران تھا مگر بہی کھاتہ کے مطابق بائیس (۲۲) روپیہ دے کر حساب صاف کر دیا"۔ (کراماتِ اہلحدیث، ص ۱۵)

قارئین کرام! دیکھا آپ نے حضور سیدنا غوث اعظم سرکارِ بغداد، سیدنا داتا گنج بخش لاہوری، سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری، حضرت بابا فرید الدین گنج شکر قدست اسرارہم جیسے حقیقی اکابر اولیاء اللہ کی روشن کرامات و تصرفات کا انکار کرنے والے وہابی غیر مقلد مولوی اپنے بڑوں کی کیسی کیسی عقل شکن کرامات بیان کر رہے ہیں۔ مولوی غلام رسول قلعوی وہابیوں کے ہاں کوئی چھوٹا موٹا، اونا پونا پینڈو مولوی نہیں تھا، یہ مشہور و معروف غیر مقلد ڈپٹی میاں نذیر جیسے محدث دہلوی اور مولوی عبد الغنی محدث مدنی جیسے اکابر وہابیہ کا شاگرد تھا، ۱۲۲۸ھ میں پیدا ہوا کر ۱۲۹۱ھ میں مرا۔

بہر حال! اہل دنیا نے ایسی کرامت کہیں دیکھی نہ سنی ہو گی کہ مولوی صاحب بزعم خود اپنی کرامت اور روحانی قوت سے گھر بیٹھے قرض خواہوں کے کھاتے صاف کر دیں اور بغیر ادائیگی حساب کتاب بے باق کر دیں اور حقوق العباد کا بھی خیال نہ کریں اور اپنی کرامت کے زور سے زور ازوری بہی کھاتہ میں گندم، تمباکو، کپاس لکھ کر بارہ سو روپیہ اُس زمانہ کا خزانہ سلب کر لیں، کاش

کہ یہ مولوی صاحب اس زمانہ میں ہوتے تو حکومتِ پاکستان کو کھربوں کے امریکی، برطانوی، فرانسیسی، جاپانی وغیرہ غیر ملکی قرضوں کے بہی کھاتہ میں تصرف کر کے صرف بائیس (۲۲) بائیس (۲۲) ڈالر لکھ دیتے، ہم غیر مقلد وہابیہ سے درخواست کریں گے کہ مولوی غلام رسول کی اولاد یا تلامذہ یا مکتب فکر وہابیہ میں کوئی دوسرا اٹھے اور حکومت پاکستان کے بھاری غیر ملکی قرضوں کے کھاتوں کو دھو کر رکھ دے۔ بتاؤ اس کرامت نے فضل الدین کی مشکل حل کی یا نہیں؟

گنج سلب بھی، گنج بخش بھی

جس طرح وہابیہ کو عید میلاد کی مٹھائی اور شب برأت کے حلوے کے نام سے چڑ ہے اسی طرح غوث اعظم اور داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے چڑ ہے مگر جہاں کہیں حلوہ مل جاتا ہے کھا لیتے ہیں، اسی طرح غوث اعظم یا حضور داتا گنج بخش کے نام سے چڑ ہے ورنہ غوث اعظم اور داتا گنج بخش جیسی بلکہ ان سے بڑھ کر کرامتیں اپنے مولویوں میں ثابت کرتے ہیں اور وہ کرامتیں غوثِ اعظم و داتا گنج بخش و غریب نواز کے معنی و مفہوم کی حامل ہوتی ہیں۔ دیکھئے مولوی غلام رسول قلعوی کو اب گنج بخش کے روپ میں پیش کیا جاتا ہے۔ لکھا ہے کہ قلعہ میہان سنگھ میں ایک بڈھا نامی کشمیری تھا جو بہت عیالدار مگر مفلس اور غریب تھا، اس نے مولوی غلام رسول وہابی کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی ناداری کی شکایت کی اور دعا کے لئے التجا کی، آپ نے فرمایا: میاں بڈھا بعد نماز صبح ایک بار سورہ یٰسین پڑھ لیا کرو، انشاء اللہ کسی نہ کسی صورت تمہیں ایک روپیہ روزانہ (آج کے سو کے برابر بلکہ زیادہ) ملنے لگے کبھی کسی بہانہ ملتا کبھی کسی بہانہ مگر ایک روپیہ روز ضرور مل جاتا، اس نے دل میں خیال کیا اگر دو بار سورہ یٰسین پڑھوں تو شاید دو روپیہ ملا کریں، چنانچہ اس نے سورۂ یٰسین دو بار پڑھنی شروع کی تو سچ مچ دو روپیہ ملنے لگے پھر اس نے تین بار سورۂ یٰسین پڑھنی شروع کی تو تین روپیہ ہو گئے۔ پھر چار بار پڑھی تو چار روپیہ ملے، پھر پانچ بار پڑھنے لگے تو پانچ روپیہ ملنے لگے، اس اثناء میں ایک دن مولوی صاحب آ گئے فرمایا کہ میاں بڈھا اب تم لالچی ہو گئے ہو اب سورۂ یٰسین سے تمہیں کچھ نہیں مل سکتا۔ بڈھا کہتا ہے کہ اس کے بعد میں ہزار بار یٰسین شریف پڑھتا رہا مگر پھر ایک روپیہ بھی نہ ملا"۔ (کراماتِ اہلحدیث، ص ۱۷، ۱۸)

غیر مقلدین بتائیں کہ مولوی غلام رسول قلعوی کی یہ کرامت ان کو عملاً گنج بخش اور داتا اور

مشکل کشا اور غوث و دستگیر و غریب نواز ثابت کرنے کے لئے نہیں لکھی جا رہی ہے۔ صرف ان القابات سے نفرت اور چڑ ہے ورنہ اس کرامت میں ان القابات کے معنی و مفہوم کا ظہور تو یقیناً موجود ہے مثلاً مسلمان داتا گنج بخش، حضور غوثِ اعظم یا خواجہ غریب نواز رحمہم اللہ علیہ جیسے حقیقی اولیاء اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی درخواست کرتے ہیں، میاں بڈھا مولوی غلام رسول قلعوی کی خدمت میں حاضر ہو کر دعا کی، التجا کرتا ہے مسلمان اپنی مشکل، مجبوری و ناداری کا تذکرہ ان اولیاء اللہ و دیگر مقبولانِ بارگاہ سے کرتا ہے اور بڈھا غیر مقلد اپنی مفلسی، اپنی غربت، اپنی ناداری جو اللہ کی دی ہوئی ہے کی شکایت مولوی غلام رسول قلعوی سے کرتا ہے، اولیاء اللہ مقبولانِ خدا، اورادِ و وظائف بتا کر مسلمانوں کی دستگیری، حاجت روائی، مشکل کشائی فرماتے ہیں، مولوی غلام رسول قلعوی نے حجام کا گمشدہ یا مفرور بیٹا واپس گھر بلا کر یا بڈھا کشمیری کو ایک روپیہ پھر دو روپیہ پھر تین، چار اور پانچ روپے تک غیبی مدد دے کر اُن کی عملاً امداد و عانت، حاجت روائی، مشکل کشائی، اور دستگیری کی یا نہیں؟ یاد رہے سورۂ یٰسین پڑھنے کا تو محض بہانہ ہی بہانہ ہے کیونکہ جب بڈھا کشمیری کو پانچ روپے ملنے لگے تو مولوی صاحب (غلام رسول قلعوی) وہابی نے آ کر کہا: ''اب سورۂ یٰسین سے تمہیں کچھ نہیں مل سکتا'' بڈھا کہتا ہے کہ مولوی غلام رسول کے یہ کہنے کے بعد میں ہزار بار بھی سورۂ یٰسین پڑھتا رہا مگر پھر ایک روپیہ بھی نہ ملا۔ گویا کہ غیر مقلد وہابی مولوی غلام رسول قلعوی نے اپنی نام نہاد کرامت کے زور سے سورۂ یٰسین شریف کی تاثیر و برکت بھی اٹھا دی اور تلف کر دی، اس واقعہ کو اس انداز میں لکھنے کا مطلب اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید کی تاثیر و برکت بھی غیر مقلد مولوی کے حکم کی منتظر ہے، وہ اگر حکم دیں اجازت فرمائیں تو یٰسین شریف پڑھنے سے روپے بارش کی طرح برسنے لگیں اور اگر وہ سورۂ یٰسین پڑھنے کا اجازت نامہ چاک کر دیں تو سورۂ یٰسین کی تاثیر و برکت ہی ختم ہو جائے۔ بہر حال اس کرامت کے ضمن میں بھی وہابی مولوی کو حاجت روا، مشکل کشا، غریب نواز، گنج بخش اور داتا عملاً ثابت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہاں یہ بات بھی قابل غور و فکر ہے کہ اگر یہ مولوی صاحب آج کے دور میں زندہ ہوتے تو غیر مقلدوں کو نجدی سعودی مقلد حنبلیوں سے توحید و سنت کی اشاعت، مسجدوں، مدرسوں کی تعمیر، کتابوں کی اشاعت کے نام پر لاکھوں ریال بٹورنے اور سعودیوں کی گداگری کرنے کی

ضرورت وحاجت نہ رہتی۔

غریب نواز

غوثِ اعظم دستگیر، داتا گنج بخش، مشکل کشا کی طرح سلطان الہند خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے لئے ''غریب نواز'' کہنا بھی ان کو دُکھ دینے اور اذیت پہنچانے والا لقب ہے، ہم پھر کہیں گے کہ یہ غریب نواز کا لفظ اللہ عزوجل کے اسماء ذات وصفات میں سے نہیں ہے نہ قرآن وحدیث میں اللہ عزوجل کے لئے مستعمل ہے نہ اللہ تعالیٰ کے لئے مختص ہے، افسوس کہ غیر مقلدین انصاف کی بات نہیں کرتے اور بلاوجہ ضد سے کام لیتے ہیں، کیا محض ان کی زبانی کلامی کہنے سے کوئی چیز شرک وکفر یا بدعت ہو جائے گی، قرآن مجید اور صحیح حدیث سے دلیل کیوں پیش نہیں کرتے۔ غیر خدا کے لئے ''غریب نواز'' کہنا کہاں شرک لکھا ہے؟

سعودی فرماں روا جلالۃ الملک

غیر مقلدین وہابیہ کے امام الاکابر مولوی اسمٰعیل غزنوی نے اپنے نجدی علامہ سلیمان بن سحمان کی کتاب ''الھدیۃ السنیۃ'' کا اردو ترجمہ ''تحفہ وہابیہ'' کے نام سے لکھا اور آفتاب برقی پریس امرت سر سے شائع کیا ہے، جس میں ٹائٹل کے اندرونی صفحہ پر ''بحکم جلالۃ الملک امام عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن السعود'' لکھا ہے۔ (تحفہ وہابیہ، سرورق عقب ٹائٹل)

یہ جل جلالہٗ اللہ تعالیٰ کی بڑائی وعظمت وبزرگی کے لئے ہے لیکن اس کتاب تحفہ وہابیہ میں سعودی بادشاہ کو جلالۃ الملک لکھ کر خدائی صفات میں شامل کر دیا، کیا یہ کھلا شرک نہیں؟ کیا جلالۃ الملک یا جل جلالہٗ حضور علیہ السلام نے اپنے لئے استعمال فرمایا، یا صحابہ کرام نے حضور علیہ السلام کو جلالۃ الملک یا جل جلالہٗ کہا یا حضرات صحابہ کرام نے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق اعظم، سیدنا عثمان ذوالنورین، سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو جل جلالہٗ، جلالۃ الملک کہا؟ کیا ثبوت ہے پیش کیا جائے۔ غریب نواز کا معنی ظاہر ہے غریب پر مہربان، غریب پر نوازش کرنے والا، غریب پر مہربانی کرنے والا، غریب پر عنایت کرنے والا وغیرہ وغیرہ ہیں۔ (فرہنگ آصفیہ، فیروز اللغات، امیر اللغات، علمی اردو لغت)

لٰہذا خواجہ غریب نواز کہنے میں اس کے ظاہر معنی کے اعتبار سے بھی کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔غریب کہنے میں اس کے ظاہر معنی کے اعتبار سے بھی کوئی شرعی قباحت نہیں ہے۔غریب نواز کا معنی غریب کو نوازنے والا، غریب پر نوازش کرنے والا، غریب پر مہربانی کرنے والا، اگر یہ شرک ہے تو پھر حق نواز، ربنواز کو کیا کہا جائے گا، اللہ کو اور رب کو نوازنے والا، محمد نواز، احمد نواز کو کیا کہا جائے گا؟ وہابی اصولوں پر یہ نام تو محض شرک نہیں شرک اکبر ہوں گے۔وہابیوں کی ناقصِ عقل کے مطابق اللہ پر مہربانی کرنے والا، محمد پر مہربانی کرنے والا وغیرہ۔

الٹی سمجھ کسی کو بھی ایسی خدا نہ دے

دے آدمی کو موت پر یہ بد ادا نہ دے

یاد رہے کہ پمفلٹی نگار نے اپنے دوسرے پمفلٹ ''وصیت رسول سے امت رسول کی بغاوت کیوں؟'' میں بھی یہی راگ الاپا ہے اور محض زبانی کلامی جمع خرچ سے بلا دلیل وثبوت مشکل کشا، داتا، دستگیر، غریب نواز، حاجت روا وغیرہ القابات کی ممانعت کے احکام صادر کئے ہیں اور انبیاء واولیاء میں یہ صفات ماننے کو عقیدہ وعمل برباد کرنا قرار دیا ہے۔(ملاحظہ ہو، ص۲،۳)

توحید وشرک غیر مقلدین کی اپنی پسند پر موقوف ہے

جس کو چاہیں توحید واسلام قرار دیں جس کو چاہیں شرک وبدعت قرار دیں، یہ ان کی اپنی پسند پر موقوف ہے اور اس میں ان کا دوہرا معیار حقیقی اولیاء اللہ بلکہ حضراتِ انبیاء ورسل ومحبوبانِ خدا میں جن فضائل وکمالات کا انکار کریں گے وہ سب فضیلتیں اور قدرتیں اپنے مولویوں میں تسلیم کریں گے۔

حضرات انبیاء حاجت روا دافع البلاء ہیں

قرآن عظیم میں ہے، اللہ عزّ وجلّ ارشاد فرماتا ہے:﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾ ہم نے تجھ کو اے رسول تمام لوگوں پر رحمت کرنے کے لئے بھیجا ہے۔(تفسیر ثنائی، ص۳۰۴)

اگرچہ غیر مقلد مفسر ثناء اللہ صاحب نے اس آیت کے ترجمہ میں بہت گڑبڑ کی ہے اور

عالمین کے لئے رحمت کو صرف ''تمام لوگوں'' تک محدود کر دیا ہے لیکن پھر بھی حضور علیہ السلام کو تمام لوگوں کے لئے رحمت تو مانا ہے۔ رحمت دافع زحمت ہوتی ہے تو حضور دافع بلیات و دافع زحمت ہوئے، زحمت ایک مشکل اور مصیبت ہوتی ہے حضور جب مشکلات و مصائب اپنی رحمت سے دور فرمائیں گے تو مشکل کشا اور دافع البلاء بھی ہوئے، رحمت سے بیماریاں بھی دور ہوتی ہیں، رحمت باعثِ شفا بھی ہوتی ہے، رحمت کا معنی مہربانی ہے۔ (فیروز اللغات) تو حضور مہربان بھی ہوئے اور تمام لوگوں پر مہربان ہوئے اور تمام لوگ کوئی ایک جگہ اکٹھے تو بیٹھے نہیں دنیا کے ہر حصہ ہر ہر خطہ میں ہیں جب سب لوگوں کے لیے رحمت ہیں اور مہربان تو ماننا پڑے گا کہ آپ کو تمام لوگوں کی حالت و کیفیت کا علم بھی اللہ تعالیٰ نے دیا کہ کس کو میری رحمت کی کیا ضرورت ہے اور پھر ماننا پڑے گا اللہ تعالیٰ نے آپ کو مہربانی کرنے کے لئے وہاں جلوہ آرائی فرمانے کی طاقت اور فضل و کمال بھی عطا فرمایا، اسی حقیقت کو حاجت روا اور مشکل کشا اور دافع البلاء بھی کہا جاتا ہے۔ ورنہ کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ وہابیہ حضور علیہ السلام کو محض کاغذی زبانی کلامی رحمت قرار دیں گے جب کہ اللہ علی کل شئ قدیر جل وعلا حضور کو تمام عالموں کے لئے رحمت قرار دے رہا ہے۔

قرآن عظیم میں ہے: ﴿وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ اَنْتَ فِيْهِمْ﴾ اور جس حال میں تو ان میں ہے خدا ان کو عذاب نہیں کرنے کا۔ (ترجمہ غیر مقلد تفسیر ثنائی، جلد اول، ص ۵۵۱)، اگرچہ یہ ترجمہ جمہور مترجمین کے خلاف ہے لیکن اس میں بھی اتنا تو ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور علیہ السلام کے اُن میں ہوتے ہوئے عذاب نہیں فرمائے گا، عذاب ایک مشکل ہے مصیبت ہے جب اللہ تعالیٰ خود ارشاد فرماتا ہے کہ اے محبوب! جب تک تو ان میں موجود ہو ان کو عذاب نہ دوں گا تو یقیناً حضور علیہ السلام دافع البلاء اور مشکل کشا ہوئے۔

قرآن مجید میں ہے ﴿اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا﴾ حضرت یوسف علیہ السلام سے نے فرمایا: ''یہ میرا کرتا لے جاؤ اور میرے باپ کے چہرے پر اسے ڈال دو وہ سنوا کھا ہو جائے گا''۔ سنوا کھا یعنی آنکھیں درست ہو جائیں گی۔ ﴿فَلَمَّآ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا﴾ پھر جب خوشخبری دینے والا یعقوب کے پاس آیا آتے ہی کرتے کو اس کے چہرے پر ڈال دیا تو وہ سنوا کھا ہو گے۔ (تفسیر ثنائی،

جلد دوم، ص ۱۰۶، پارہ ۱۳، یوسف) نابینا کو نظر والا کرنا کیا حاجت روائی، مشکل کشائی، امداد و اعانت نہیں؟

حدیث شریف میں ہے حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: اَلْاَبْدَالُ فِیْ اُمَّتِیْ ثَلَاثُوْنَ بِهِمْ تَقُوْا الْاَرْضُ وَ بِهِمْ تُمْطَرُوْنَ وَ بِهِمْ تُنْصَرُوْنَ، ابدال میری امت میں تیس (۳۰) ہیں انہی سے زمین قائم ہے انہی کے سبب تم پر مینہ (بارش) اترتی ہے انہی کے باعث تمہیں مدد ملتی ہے۔

الطبرانی فی الکبیر عن عبادۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسندٍ صحیح

حدیث شریف میں ہے فرماتے ہیں حضور ﷺ: لَنْ تَخْلُوْ الْاَرْضُ مِنْ اَرْبَعِیْنَ رَجُلاً مِثْلِ خَلِیْلِ الرَّحْمٰنِ فِیْهِمْ تُسْقَوْنَ وَ بِهِمْ تُنْصَرُوْنَ، زمین ہرگز خالی نہ ہوگی چالیس اولیاء اللہ سے .... کے سبب تمہیں مینہ ملے گا انہیں کے سبب مدد پاؤ گے۔

الطبرانی فی الاوسط عن انسٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بسندٍ حسنٍ

حدیث صحیح مسلم شریف وسنن ابی داؤد وسنن ابن ماجہ ومعجم کبیر طبرانی میں سیدنا ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قَالَ کُنْتُ اَبِیْتُ مع رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَاَتَیْتُهٗ بِوَضُوْئِهٖ وَ حَاجَتِهٖ فَقَالَ لِیْ سَلْ (وَ لَفْظُ الطَّبَرَانِیِّ فَقَالَ یَوْمًا یَا رَبِیْعَةُ سَلْنِیْ فَاُعْطِیْكَ رَجَعْنَا اِلٰی لفظِ مُسْلِمٍ) قَالَ فَقُلْتُ اَسْاَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ فَقَالَ اَوْ غَیْرَ ذٰلِكَ قُلْتُ هُوَ ذَاكَ قَالَ فَاَعِنِّیْ عَلٰی نَفْسِكَ بِكَثْرَةِ السُّجُوْدِ

حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور پرنور ﷺ کے پاس رات حاضر رہتے تھے، ایک شب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آبِ وضو وغیرہ ضروریات حاضر خدمت کیں (رحمت عالم ﷺ کا بحر رحمت جوش میں آیا) فرمایا: مانگ کیا مانگتا ہے کہ جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائیں، فرمایا کچھ اور (مانگو) میں نے عرض کی: میری مراد تو صرف یہی ہے حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام فرماتے ہیں: سَلْ مانگ کیا مانگتا ہے۔ حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی رضی اللہ عنہ عرض گزار ہیں: اَسْئَلُكَ مُرَافَقَتَكَ فِی الْجَنَّةِ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ، میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ جنت میں اپنی رفاقت (ساتھ) عطا ہو۔

اس سے بڑھ کر امداد و اعانت، حاجت روائی، مشکل کشائی اور دستگیری اور کیا ہوگی؟ کہ

ایک جلیل القدر صحابی حضور علیہ السلام سے سوال کر رہا ہے اور حضور علیہ السلام شرک قرار دینے کے بجائے جنت میں اپنی رفاقت عطا فرما رہے ہیں اور فرماتے ہیں داتائے دو عالم: اور کچھ مانگو، حضور علیہ السلام نے جنت اور جنت کی نعمتیں اور جنت میں اپنی رفاقت عطا فرمائی۔

مشکل کشائی حاجت روائی

حدیث شریف طبرانی میں ہے کہ ایک ہرنی کسی شکاری کے جال میں پھنس گئی اور اتفاق سے مختارِ دو عالم رحمتِ کائنات ﷺ کی اس طرف جلوہ گری ہوئی۔ حدیث پاک کے یہ الفاظ ہیں کہ حضور علیہ السلام نے سنا: "اِذَا مُنَادٍ یُّنَادِیْهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰه" کوئی پکارنے والا حضور کو پکار رہا ہے ندا کر رہا ہے یارسول اللہ، حضور علیہ السلام نے اس طرف توجہ فرمائی، ایک ہرنی کو جال میں پھنسا ہوا دیکھا...... ہرنی عرض کرنے لگی: اُدْنُ مِنِّی یَا رَسُوْلَ اللّٰه، یارسول اللہ! میرے پاس تشریف لائیے، حضور علیہ السلام آگے بڑھے اور فرمایا: مَا حَاجَتُكَ؟ تیری کیا حاجت ہے؟ الغرض حضور علیہ السلام کے حکم پر شکاری نے ہرنی کو چھوڑ دیا۔ (طبرانی شریف، حجۃ اللہ علی العالمین، ص ۲۶۱)

کیا یہ حاجت روائی، مشکل کشائی اور دستگیری نہیں؟

ابن ماجہ میں حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ سے ایک طویل حدیث مروی ہے کہ ایک اونٹ نے حضور علیہ السلام سے فریاد کی اور حضور نے اس کی حاجت روائی اور مشکل حل فرمائی۔ (ابن ماجہ)

بیہقی وابونعیم وغیرہ محدثین بطریق معتبر نقل کیا کہ لشکرِ اسلام حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ کی قیادت وکمان میں ملک عجم کے ایک مقام نہاوند میں کفار ومشرکین سے برسر پیکار تھا، کفار ہر دو طرف سے گھیر کر مارنا چاہتے تھے، حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے برسر منبر ومحراب دوران خطاب بلند آواز سے "یَا سَارِیَةُ الْجَبَلُ" تین مرتبہ کہہ کر حضرت ساریہ اور لشکر اسلام کے مجاہدین کی نصرت واعانت وحاجت روائی ومشکل کشائی فرمائی اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مدد سے لشکر اسلام بروقت خبردار ہو گیا اور وسیع ہلاکت خیزی سے محفوظ رہا۔ (ملخصاً بیہقی وابونعیم)

حضرت سہل بن اسعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جنگِ خیبر کے موقع پر فرمایا کہ کل جھنڈا ایسے شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے گا، دوسرے روز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اَیْنَ عَلِیُّ ابْنُ اَبِیْ طَالِبِ، علی بن ابوطالب کہاں ہیں؟

صحابہ کرام نے عرض کیا: حضرت علی تو آشوب چشم میں مبتلا ہیں وہ بیمار ہیں آنکھیں دکھتی ہیں۔ آپ نے حضرت علی کو طلب فرما کر ان کی دکھتی ہوئی آنکھوں پر اپنا لعاب دہن لگایا آنکھیں فوراً درست ہو گئیں اور سرخی زائل ہو گئی۔ حبشی بن جہادہ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: عَلِیٌّ مِنِّی وَ اَنَا مِنْ عَلِیٍّ، علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔ (ترمذی ونسائی وابن ماجہ)

دکھتی آنکھ کو فوری شفاء دینا کیا حضرت علی کی حاجت روائی و مشکل کشائی نہیں؟ فرمایا: علی مجھ سے ہے اور میں علی سے ہوں۔

فائدہ: یعنی جس طرح میں اللہ کے فضل و کرم سے مشکل حل کر سکتا ہوں حاجت روائی کر سکتا ہوں علی بھی کر سکتے ہیں۔ حضور نبی کریم رؤف رحیم ﷺ اور حضرت مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مشکل حل فرمانا، حاجت روائی کرنا اللہ عزوجل کی عطا اور اللہ عزوجل کے فضل و کرم سے ہے۔

حدیث شریف ترمذی و ابن ماجہ نے حضرت سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے روایت کی: "اَللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ مَوْلٰی مَنْ لَّا مَوْلٰی لَهٗ، اللہ و رسول اس کے حافظ و نگہبان ہیں جس کا کوئی نگہبان نہ ہو۔ (الحدیث)

ابن عدی و ابن عساکر کی حدیث ہے: اِنِّیْ اعید عن اُمّتی نار جهنّم، میں اپنی امت سے دوزخ کی آگ دفع فرماؤں گا۔ (الحدیث)

طبرانی و ابونعیم و ابن عساکر کی حدیث ہے کہ حضور پُرنور ﷺ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: اما اخرتك فانا لها ضامن، تمہاری آخرت کے معاملہ کا میں ذمہ دار ہوں۔ (الحدیث) محافظ و نگہبان ہونا، نارِ جہنم سے بچانا، آخرت کا ذمہ دار ہونا، کیا یہ مشکل کشائی نہیں ہے؟

شاہ ولی اللہ کا عقیدہ و مسلک

اگر ہم سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ سیدنا غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی، سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری، سیدنا خواجہ غریب نواز اجمیری قدست اسرارہم کے حوالہ جات نقل کریں تو غیر مقلدین وہابیہ کے نزدیک قابل قبول اور حجت نہیں ہوں گے، اس لئے غیر مقلد وہابیوں کے معتبر ترین اور معتمد علیہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا ایک معرکۃ الآراء حوالہ پیش کرتا ہوں، وہ قصیدہ

اطیب النغم میں لکھتے ہیں:

وَ اَنْتَ شَفِیْعٌ یَّوْمَ لَا ذُوْ شَفَاعَةٍ بِمُغْنٍ کَمَا اَتْنٰی سَوَادُ بْنُ قَارِبِ

اس روز شافع آپ ہیں جس دن کوئی شافع نہیں۔ حاجت روا جیسا سواد ابن قارب نے کہا۔

وَ اَنْتَ مُجِیْرٌ مِّنْ هُجُوْمٍ ملمه اِذَا انْشَبَّ فِی الْقَلْبِ شَرُّ الْمَخَالِبِ

سختی کے حملوں سے تم ہی دو گے پناہ اے شاہ دین۔ جب دل میں پنجے ڈال دے بدتر مصیبت کی بلا۔ (قصیدہ اطیب النغم، ص ۱۹۲، ۱۹۳، از شاہ ولی اللہ دہلوی)

اس قصیدہ مبارکہ میں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حضور علیہ السلام کو حاجت روا، مشکل کشا، دافع البلاء مان رہے ہیں، شاہ ولی اللہ صاحب کی معتبر و مستند کتاب ''انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ'' سے ظاہر ہے کہ وہ خود اور ان کے بارہ اساتذہ حدیث اور پیران سلسلہ ناد علی کی سندیں لیتے اور اجازتیں دیتے اور وظیفے کرتے رہے۔

ناد علیا مظہر العجائب تجدہ عونا لك فی النوائب

کل ہم و غم سینجلی بولایتك یا علی یا علی یا علی

علی کو پکارو جس سے عجیب عجیب کرامتیں ظاہر ہوتی ہیں تو انہیں مصیبتوں میں مددگار پائے گا۔ ہر غم اور پریشانی اب دور ہوئی آپ کی ولایت سے یا علی یا علی یا علی۔ (کتاب انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ)

نوٹ: ہم نے بالخصوص شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا حوالہ اس لئے دیا کہ وہ غیر مقلدین کے ہاں معتبر و مستند ہیں اور حجۃ اللہ البالغہ کے حوالوں پر مشتمل ان کے قلمی تحریری خطوط موجود ہیں۔ علاوہ ازیں مولوی ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے فتاوی ثنائیہ جلد اول ص ۵۸۲ پر یوں لکھا ہے: ''اپنے بھائیوں وفخر المتاخرین استاذ الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی قدس سرہ کا اس مسئلہ میں فیصلہ سنا کر بحث ختم کرتے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ از کاروہیات) ثابت ہوا کہ شاہ ولی اللہ غیر مقلدوں کے نزدیک معتبر و حجت ہے۔

مولوی اسماعیل دہلوی سے ثبوت

مولوی اسماعیل دہلوی مصنف تقویۃ الایمان وصراط مستقیم بھی غیر مقلدوں وہابیوں کے ہاں انتہائی معتبر و مستند ہیں، ان کے شرک شرک بدعت بدعت کے سارے فتوؤں کی بنیاد اسی تقویۃ الایمان پر ہے۔ غیر مقلدوں کے ہاں مولوی اسماعیل دہلوی کا معتبر و معتمد ہونا ان کی کتابوں سے ظاہر ہے چنانچہ مشہور و معروف غیر مقلد مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی لکھتے ہیں: ''مولوی محمد اسماعیل دہلوی مرحوم نے (جو گروہِ اہلحدیث کے ایک ہادی ممبر تھے)۔ (الاقتصاد فی مسائل الجہاد، ص ۵۵)

سردار اہلحدیث مولوی ثناء اللہ امرتسری نے فتاوی ثنائیہ جلد اول، ص ۹۸ تا ۱۰۶ تک بعنوان ''کیا مولانا اسماعیل شہید مقلد تھے''؟ کی بحث کی ہے اور دلائل دیئے ہیں اور ان کے فضائل بیان کر کے یہ ثابت کیا ہے مولانا (اسمٰعیل دہلوی) کے مسلک کی مزید وضاحت آپ کی کتاب تنویر العینین سے ہوتی ہے جو مسئلہ رفع یدین کے اثبات میں ہے جس کا خلاصہ ان دو لفظوں میں ہے جو مولانا (اسماعیل دہلوی) نے اپنے دیباچہ میں لکھے ہیں: یثاب فاعلہ و لا یلام تارکہ یعنی عندالرکوع رفع یدین کرنا ثواب کا کام ہے۔ کیا رفع یدین کے متعلق حنفیہ کا یہی مذہب ہے؟...... حضرت اسمٰعیل شہید اعتقاداً و عملاً اہل حدیث تھے۔ (بحوالہ اخبار زمزم، لاہور، ۷ مئی ۱۹۴۵ء فتاوی ثنائیہ، جلد اول، ص ۱۰۱)

ثابت ہوا کہ مولوی اسمٰعیل دہلوی غیر مقلد وہابی تھے اور وہابیوں غیر مقلدوں کے ہاں انتہائی معتبر و مستند تھے۔ اب اصل موضوع زیر بحث کی طرف لوٹتے ہوئے ان کا حوالہ دیکھئے، مولوی اسمٰعیل دہلوی لکھتے ہیں: ''حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے لئے شیخین رضی اللہ عنہما پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت اور غوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسی باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ (حضرت علی) ہی کی وساطت سے ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت (ملنے) میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں''۔ (صراط مستقیم ص ۶۷، از مولوی اسماعیل دہلوی)

یاد رہے کہ فتاویٰ ثنائیہ، جلد ا، ص ۹۹ پر "صراط مستقیم" کو مولوی اسمٰعیل دہلوی کی کتاب مانا ہے۔

ثابت ہوا کہ ولیوں کو ولایت قطبوں کو قطبیت، غوثوں کو غوثیت بادشاہوں کو بادشاہی، امیروں کو امیری دنیا کے ختم ہونے تک حضرت علی المرتضیٰ مشکل کشا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وساطت اور آپ کے عمل دخل سے ملے گی، بتاؤ یہ حاجت روائی مشکل کشائی نہیں تو اور کیا ہے؟

تدبیر امور

نظامِ کائنات کو چلانے کے لئے اللہ عزوجل علیٰ کل شئ قدیر نے اپنی قدرت کاملہ سے جس طرح مختلف امور کام کاج مختلف فرشتوں کو سپرد کئے ہوئے ہیں جن کے حوالہ جات، قرآن و احادیث کے ساتھ سابقہ اوراق میں مفصل گزرے ہیں، اسی طرح حضرات صحابہ کرام، اولیاء عظام، بزرگانِ دین کو اللہ عزوجل نے تدابیر امور پر متعین فرمایا ہے۔ اس بات کو مولوی اسماعیل دہلوی صاحب یوں بیان کرتے ہیں: "اس مقام کی تحقیق اور اس مقصود کی تفصیل صحابہ کرام اور تابعین عظام وغیرہم بزرگوں کے حالات سے طلب کرنی چاہیئے۔ حاصل کلام اس راستے کے امام اور اس گروہ کے بزرگ ان فرشتوں کے زمرے میں شمار کئے ہوئے ہیں جن کو ملاء اعلیٰ کی طرف سے تدبیر امور کے بارے میں الہام ہوتا ہے اور وہ اس کے جاری کرنے کی کوشش کرتے ہیں، پس انِ بزرگوں (اولیاء ابدال واغواث) کے حالات کو بزرگ فرشتوں کے احوال پر قیاس کرنا چاہیئے"۔ (صراط مستقیم، ص ۳۸، از مولوی اسماعیل دہلوی)

اس کے مفصل دلائل آیہ مبارکہ ﴿فَالْمُدَبِّرَاتِ اَمْرًا﴾ یعنی قسم اُن فرشتوں کی کہ کاروبار دنیا ان کی تدبیر سے ہے کے تحت سابقہ اوراق میں بحوالہ کتب احادیث وتفاسیر مفصل نقل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بارش برسانا، مینہ دینا، موت دینا، مدد کرنا، گھاس اور اناج اگانا فرشتوں کے سپرد فرمایا ہوا ہے، جب فرشتوں میں یہ فضیلتیں ماننا شرک نہیں تو حضرات محبوبانِ خدا اولیاء اللہ، بزرگانِ دین میں ماننا کس دلیل سے شرک ہیں، بتوں کے حق میں یعنی معبودانِ باطلہ کے حق میں نازل شدہ آیات کو فرشتوں اور نبیوں، ولیوں پر چسپاں کرنا پرلے درجہ کی حماقت اور جہالت ہے۔ اب ان وجوہات کی بناء پر ہم پر شرک کا فتویٰ لگائے تو وہ ہم سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولوی اسماعیل دہلوی پر فتویٰ لگائے اور قرآن و احادیث میں مذکورہ

مرقومہ بالا نصوص کا انکار کرے۔

پختہ قبور

وصیتِ رسول سے امت رسول کی بغاوت کیوں؟ میں بھی لکھا گیا ہے اور دوسری کتب وہابیہ میں عموماً لکھا ہوتا ہے یہی کچھ پمفلٹ کے اناڑی مرتب نے لکھا ہے کہ ”حضرت جابر کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول نے قبروں کو پختہ بنانے سے منع فرمایا، ان پر مجاور بن کر بیٹھنے سے منع فرمایا، ان پر عمارت (گنبد وغیرہ) تعمیر کرنے سے منع فرمایا، اس پر لکھنے سے منع فرمایا، اس کی طرف نماز پڑھنے سے منع فرمایا“۔ (مسلم)

مگر لاعلمی کا پیکر ترجمہ پر قناعت کرتا ہے، حدیث شریف کے اصل عربی الفاظ نقل نہ کرسکا، من مانا ترجمہ لکھ کر دیا ورنہ بتائے مجاور حدیث کے کس لفظ کا ترجمہ ہے؟ اس حدیث پر چند طرح غور کرنا لازم ہے، حدیث کے الفاظ ہم نقل کرتے ہیں: ”نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرُ وَ اَنْ يُّبْنٰی عَلَيْهِ وَ اَنْ يَّقْعُدَ عَلَيْهِ“۔ جاننا چاہئے یہاں اس حدیث پاک کے ابتدائی الفاظ میں اَنْ يُّجَصَّصَ الْقُبُوْرَ ہے یعنی قبروں کا اندرونی حصہ جس میں میت کو لٹایا جاتا ہے اندرونی حصہ پختہ نہ کیا جائے اگر اوپر کا حصہ مراد ہوتا تو حدیث شریف میں ”ان یجصص القبور“ کے بجائے علی القبور ہوتا، لہٰذا ممانعت قبر کا اندرونی حصہ پختہ نہ کرنے کی ہے۔ قبر کا اندر سے کچا رکھنا مسنون ہے، قبر کہتے ہیں اس اندرونی حصہ کو جس میں میت دفن ہو سقف قبر، یا تعویذ قبر ہرگز قبر نہیں، حدیث میں ممانعت بہ تخصیص قبر محض ہے نہ کہ تعویذ قبر یا سقف قبر وغیرہ، باقی رہا یہ کہ قبر پر عمارت تعمیر نہ کی جائے، حدیث میں ”ولا یبنیعلیہ“ وارد ہے جس کے معنی ہیں عین قبر کے اوپر عمارت نہ بنائے جائے، علی کے حقیقی معنی فَوْقَ کے ہیں یعنی عین قبر کے اوپر عمارت نہ بنائی جائے، علی کے معنی یہاں حَوْلَ وَ عِنْدَ کے نہیں ہے جیسے لَا يَبُوْلُ عَلَيْهِ وَ لَا يَجْلِسُ عَلَيْهِ میں عَلٰی اپنی حقیقی معنی میں ہے لہٰذا گنبد قبہ یا ارد گرد چار دیواری بنانے کی ممانعت نہیں۔ اسی طرح قبر پر نہ بیٹھو کا بھی یہی مطلب ہے کہ عین قبر پر نہ بیٹھو، قبر پر جوتوں سمیت نہ چڑھو، قبر پر پیشاب نہ کرو۔ نہ یہ کہ قبر کے ارد گرد بھی نہ بیٹھو، قبر کے ارد گرد ملحقہ علاقہ میں بھی جوتا وغیرہ پہن کر نہ گزرو روضہ و قبہ، گنبد، حجرہ وغیرہ بنانے میں بھی کوئی ممانعت شرعی نہیں مثلاً تلاوت

قرآن کرنے والے فاتحہ خوانی کرنے والے بارش اور دھوپ سے بچ سکیں، آرام سے بیٹھ کر تلاوت کرسکیں یا کمرہ اس لئے بنایا جائے قرآن مجید کمرہ بنا کر الماریوں میں ادب واحترام سے محفوظ کردیئے جائیں گے کہ آنے والے لوگ وہاں سے تلاوت کے لئے قرآن مجید لے سکیں اور تلاوت کے بعد واپس رکھ دیں وہ محفوظ رہیں بے ادبی سے بچیں۔ علاوہ ازیں ایک اہم فائدہ یہ بھی ہے کہ جب کسی بزرگ کے مزار کے اردگرد چار دیواری بنادی جائے گی تو دیوار سے باہر ہر طرف بلا کراہت نماز جائز ہوگی اور مزار کی طرف سجدہ نہ ہوگا ورنہ جاہل عوام جس طرف چاہیں گے نماز پڑھنا شروع کردیں گے، قبہ وگنبد کی چار دیواری کے نتیجہ میں عوام ارتکابِ کراہت سے بچیں گے بالخصوص ایسے ممالک میں جہاں مختلف ادیان ومختلف مذاہب کے لوگ رہتے ہیں مثلاً ہندو، سکھ، عیسائی، یہودی وغیرہ وغیرہ تو وہاں بزرگانِ دین اولیاء اللہ اکابر اسلام کے مزارات سے اُن کی عظمت وہیبت اور جلال کی اہمیت ان کے دلوں میں پیدا ہوگی، بزرگانِ دین حضرات اولیاء اللہ کے پرشکوہ مزارات وگنبد وقبہ وغیرہ اور وہاں تلاوتِ قرآن عظیم ذکر خیر یاد الٰہی کا سلسلہ دیکھ کر مسلمانوں کے دلوں میں نیکی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے کہ ان بزرگوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس کے پیارے حبیب ومحبوب ﷺ کی غلامی واتباع کو اختیار کیا، ہمیں بھی ایسا نیک وصالح بننا چاہئے اور سنت وشریعت کے مطابق زندگی گزارنی چاہئے لوگ ہماری قبروں پر بھی قرآن خوانی اور تلاوت وایصال ثواب کریں۔

اور یہ بات اپنی جگہ حق اور سچ اور اٹل ہے کہ کسی قبر یا مزار وخانقاہ کی طرف منہ کرکے نماز نہیں پڑھنی چاہئے اور سجدہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے، غیر خدا کو سجدہ تعظیمی بھی حرام حرام حرام ہے اور سجدہ عبادت غیر خدا کو کفر مبین شرک مہین والعیاذ باللہ رب العلمین۔ دیکھو الزبدۃ الزکیہ تصنیف سیدنا امام اہلسنّت اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدس سرہٗ۔

اہم ضروری وضاحت

علامہ امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں: قَالَ الْبَیْضَاوِیُ کَانَتِ الْیَھُوْدُ وَ النَّصٰرٰی یَسْجُدُوْنَ لِقُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ تَعْظِیْماً لِّشَانِھِمْ وَ یَجْعَلُوْنَھَا قِبْلَةً یَتَوَجَّھُوْنَ فِی الصَّلٰوۃِ نَحْوَھَا وَاتَّخَذُوْھَا اَوْثَانًا لَعَنَھُمْ وَ مَنَعَ الْمُسْلِمُوْنَ عَنْ مِثْلِ ذَالِكَ، بیضاوی نے فرمایا کہ

جب کہ یہود ونصاریٰ پیغمبروں کی قبروں کو تعظیماً سجدہ کرتے تھے اور اس (قبر) کو قبلہ بنا کر اس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور ان قبور کو انہوں نے بت بنا رکھا تھا لہٰذا اس پر حضور علیہ السلام نے لعنت فرمائی اور مسلمانوں کو اس سے منع فرمایا گیا۔ (فتح الباری شرح صحیح بخاری بحوالہ بیضاوی)

فتح الباری شرح صحیح البخاری اور علامہ ابن حجر عسقلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ غیر مقلدین وہابیوں کے نزدیک انتہائی معتبر و مستند ہے۔ (دیکھئے الاقتصاد فی مسائل الجہاد، ص ۶۴ از ابوسعید محمد حسین بٹالوی غیر مقلد و فتاویٰ ثنائیہ، جلد اول، ص ۴۴۹ و ص ۴۵۱ از مولوی ثناء اللہ امرتسری وہابی)

بہر حال شارح بخاری علامہ ابن حجر عسقلانی نے حدیث کا خلاصہ اور پوری تفصیل بیان فرمادی کہ یہود ونصاریٰ اپنے نبیوں کی قبروں کو سجدہ کرتے تھے اور قبروں کو قبلہ بنا کر ان کی طرف نماز پڑھتے تھے، الحمد للہ سنی حنفی بریلوی مسلمان نہ اپنے پیارے نبی اکرم رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو سجدہ کرتے ہیں نہ قبلہ بنا کر روضہ انور کی طرف منہ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔ مسلمانوں کو منع فرمایا گیا تو انبیاء علیہم السلام کی قبروں کو سجدہ اور قبلہ بنا کر ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے سے منع فرمایا گیا، محض قبر کا تعویذ، سقف پختہ کرنے یا گنبد بنانے سے ہرگز ہرگز منع نہیں فرمایا گیا۔ بیضاوی کا قول اور یہ حدیث گویا مخالفین کی پیش کردہ حدیث کی تفسیر اور پوری وضاحت ہوگئی اور شارح بخاری امام ابن حجر عسقلانی نے حدیث کا ماحصل و خلاصہ بیان فرمادیا۔ (سبحان اللہ)

دوسرا اعتراض

''وصیت رسول سے امت رسول کی بغاوت کیوں''؟ ہی میں بلا حوالہ اور متن حدیث کے بغیر یہ بھی لکھا ہے: ''اگر کسی علاقے میں بڑے بڑے مقبرے ہوں تو جوں ہی اسلام کا غلبہ ہو تو اسلامی حکومت کا پہلا اسلامی آرڈی ننس وصیت رسول کے مطابق وہ ہوگا جو فتح مکہ کے موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کو وصیت فرمائی کہ اے علی جاؤ کوئی تصویر نہ چھوڑو مگر اسے مٹا دو اور نہ ہی کوئی بلند قبر چھوڑو مگر اس کو زمین کے برابر کر دو''۔

یہ مخبوط الحواس کی جھک بک ہے یا کسی دیوانے شیخ چلی کا خواب، وہابیوں کی نام نہاد خود ساختہ اسلامی حکومت آ ہی کب رہی ہے؟ مسلمان وہابیوں کے جارحانہ و باغیانہ عزائم کا اندازہ کریں کہ بتوں کو توڑنے مندروں کو مٹانے اور مورتیوں کو تباہ کرنے کا ذکر کہیں نہیں، کوئی عزم و

ارادہ نہیں، ان کی نام نہاد توحید بتوں اور مندروں، مورتیوں اور اصنام کے خلاف نہیں، ان کی توحید صرت حضرات انبیاء و اولیاء کے خلاف ہے۔ بہر حال اس دوسرے اعتراض پر اور اس حدیث پر بھی گفتگو کر لیتے ہیں سب سے پہلے تو ہم یہ بتا دیں کہ معترض علم کے ساتھ ساتھ عقل سے بھی کورا بلکہ فارغ ہے کیونکہ اس نے اگر یہ حدیث کسی سے سنی تھی یا کسی کتاب میں پڑھی تھی تو انبیاء و اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ گرانے اور ڈھانے کا جنونی آرڈی ننس جاری کرنے سے پہلے ہزار بار سوچ لیتا کہ حضور علیہ السلام نے فتح مکہ کے بعد جن قبروں کو ڈھانے یا گرانے کا حکم دیا وہ صحابہ کرام یا اہل بیت اطہار کی مقدس قبریں تھیں یا کفار و مشرکین کی باتصویر بہت بلند و بالا اونچی قبریں تھیں؟ اگر صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کی مقدس قبریں تھیں تو حضور علیہ السلام کی موجودگی میں یہ قبریں کس نے اونچی بنا دیں؟ یہ قبریں اونچی کیسے بن گئیں؟ کیا معاذ اللہ ثم معاذ اللہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم کی خلاف ورزی کر کے یہ اونچی قبریں بنا رہے تھے؟ یا ابتدائے اسلام میں اونچی قبروں کی اجازت تھی اور بعد میں کوئی خاص وحی جس کے ذریعہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اونچی قبروں کو گرانے اور ڈھانے کا حکم دے گیا اور پہلا حکم منسوخ ہوا؟ اس زمانہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس عہد ظاہری میں صحابہ کرام یا اہل بیت اطہار کی جتنی بھی قبریں بنیں وہ حضور علیہ السلام کی موجودگی میں اور آپ کے مشورہ سے بنیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، کیا اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اونچی قبروں کے ناجائز ہونے کا علم نہیں تھا؟ یہ سب بے بصیرتی اور کج روی اور ذہنی فکری آوارگی کی باتیں ہیں۔ فتح مکہ کے بعد اونچی قبریں گرانے کا واضح مطلب یہ ہے کہ وہ مشرکین و نصاریٰ کی قبریں تھیں۔ مسلمانوں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی قبروں پر تصاویر کا کیا کام؟ ماننا پڑے گا وہ قبریں جن پر تصاویر تھیں وہ باتصویر قبریں پیارے ہدایت کے ستارے حضرات صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کی قبریں نہ تھیں، یہود و نصاری و مشرکین کی قبریں تھیں جن کو حضور علیہ السلام نے گرانے کا حکم دیا اور حضرت مولا علی رضی اللہ عنہ کو گرانے کا حکم دیا وہ یقیناً مشرکین و نصاریٰ کی قبریں تھیں، ہرگز ہرگز صحابہ کرام و اہل بیت اطہار کی قبریں نہ تھیں۔ تعجب ہے کہ معترض کو بخاری شریف میں قبروں کو گرانے اور تصاویر کو مٹانے کے الفاظ تو نظر آ گئے اور اسی بخاری شریف میں یہ نظر نہ آیا: اَمَرَ النَّبِیُّ

علیہ السلام بِقُبُورِ الْمُشْرِکِیْنَ فَنُبِشَتْ، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مشرکین کی قبروں کا حکم دیا پس اکھیڑ دی گئیں۔ (بخاری شریف، ص ۶۱)

بخاری شریف جلد اول، ص ۶۱ میں ایک باب باندھا گیا: باب ھَلْ یُنْبِشُ قُبُوْرَ مُشْرِکِی الْجَاھِلِیَّۃِ، کیا مشرکین زمانہ جاہلیت کی قبریں اکھیڑ دی جائیں۔ اس کی شرح میں علامہ حافظ امام ابن حجر عسقلانی فتح الباری شرح بخاری جلد دوم، ص ۴۶ میں فرماتے ہیں: اَیْ دُوْنَ غَیْرِھَا مِنْ قُبُوْرِ الْاَنْبِیَاءِ وَ اَتْبَاعِھِمْ لِمَا فِیْ ذَالِکَ اِھَانَۃٌ لَّھُمْ، یعنی سوا انبیاء اور ان کے متبعین کے کیونکہ ان کی قبر ڈھانے میں ان کی اہانت ہے۔ دوسری جگہ فرماتے ہیں: وَ فِی الْحَدِیْثِ جَوَازُ تَصَرُّفِ فِی الْمَقْبَرَۃِ الْمَمْلُوْکَۃِ وَ جَوَازُ نَبْشِ قُبُوْرِ الدَّارِسَۃِ اِذَا لَمْ یَکُنْ مُحْتَرَمَۃً، اس حدیث میں اس پر دلیل ہے کہ جو قبرستان مِلک میں آ گیا اس میں تصرف کرنا جائز ہے اور پرانی قبریں اکھاڑ دی جائیں بشرطیکہ محترم (قابل احترام بزرگوں کی) نہ ہوں۔ (فتح الباری شرح بخاری، جلد دوم، ص ۴۶)

دیکھو صاف فیصلہ ہو گیا کہ انبیاء کرام اور اُن کے متبعین (صحابہ کرام اولیاء عظام) اور قابل احترام بزرگوں کی قبروں کو نہ اکھاڑا جائے گا۔ الحمد للہ ہمارے اِن مدلل تحقیقی جوابات سے معترضین کے اوہام باطلہ کا پوری طرح قلع قمع ہو گیا اور ثابت ہو گیا کہ معترض مجہول نے ہر دو احادیث کے سمجھنے میں بری طرح ٹھوکریں کھائی ہیں۔

احادیث سے ثبوت

مشکوٰۃ شریف کتاب الجنائز باب الدفن میں بروایت ابو داؤد ہے کہ حضور پُر نور ﷺ نے حضرت عثمان ابن مظعون کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب فرما دیا اور فرمایا: اُعْلِمُ بِھَا قَبْرَ اَخِیْ وَ اَدْفِنُ اِلَیْہِ مَنْ مَّاتَ مِنْ اَھْلِیْ، ہم اس (پتھر) سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اس جگہ اپنے اہل بیت کے مردوں کو دفن کریں گے۔

دوسری حدیث پاک بخاری شریف کے کتاب الجنائز باب الجرید علی القبر میں تعلیقاً ہے، حضرت خارجہ فرماتے ہیں، ہم زمانہ عثمان میں تھے: اَنَّ اَشَدَّنَا وَثْبَۃً الَّذِیْ یَثِبُ قَبْرَ عُثْمَانَ ابْنِ مَظْعُوْنَ حَتّٰی یُجَاوِزَہٗ، ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو عثمان ابن مظعون کی قبر کو پھلانگ جاتا۔ اس کا واضح مطلب یہ ہوا کہ قبر اونچی تھی اور یہ کہ خود حضور ﷺ کی موجودگی میں بنائی گئی تھی اور حضور

نے پتھر نصب فرمایا تھا۔ خلاصہ یہ کہ حضور علیہ السلام کا پتھر نصب فرمانا بطور نشانی تھا تو خواص بزرگانِ دین محبوبانِ خدا کی مقدس قبور پر بطور نشانی و یادگار پتھر لگانا یا اوپر سے پختہ کر دینا جائز ہے۔ دوسری حدیث پاک میں بتایا گیا ہے کہ بڑا کودنے والا ہم میں وہ تھا جو حضرت عثمان ابن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو پھلانگ جاتا۔ اس سے پتہ چلتا ہے قبر مبارک یقیناً اونچی تھی زمین کے برابر نہ تھی اور یہ حضور علیہ السلام کی موجودگی میں بنائی گئی تھی اور تو اور حضور پُر نور ﷺ کی قبر انور و روضہ مطہرہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہے، اگر کسی مزار کے ارد گرد چار دیواری اور چھت ناجائز ہوتی تو حضرات صحابہ کرام خلفاء راشدین بالخصوص حضرت عمرو، حضرت علی رضی اللہ عنہما اس چار دیواری اور چھت کو گرا کر قبر انوار بنا دیتے مگر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حجرہ سیدہ عائشہ صدیقہ کو اور حجرہ کی چار دیواری کو باقی رکھا، حضرات صحابہ کرام کو اس چھت اور چار دیواری سے شرک و بدعت کی بو نہیں آئی بلکہ سیدنا عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں روضہ نبوی کے ارد گرد کچی اینٹوں کی گول دیوار بنوادی اور پھر ولید ابن عبد الملک کے زمانہ میں سیدنا عبد اللہ ابن زبیر نے صحابہ کرام کی موجودگی میں اس عمارت کو اور مضبوط بنوایا اور اس میں پتھر لگوائے۔ (خلاصہ الوفا باخبار دار المصطفیٰ، ص ۱۹۶)

خواص محبوبانِ خدا، بزرگانِ دین، اولیاء کاملین کے مزار اور پختہ گنبد بنانے کو مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، میزان کبریٰ، طحطاوی علی مراقی الفلاح، شامی جلد اول، جذب القلوب، شرح سفر السعادت، اشعۃ اللمعات، شرح مشکوٰۃ، عالمگیری، تفسیر روح البیان جلد ۳، تفسیر بیضاوی بلکہ بخاری جلد اول، کتاب الجنائز اور مشکوٰۃ، باب البکاء علی المیت میں ہے کہ نواسۂ رسول سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا انتقال ہو گیا، ضَرَبَتْ اِمْرَاَتُهُ الْقُبَّةَ عَلٰى قَبْرِهٖ سَنَةً، تو ان کی بیوی نے ان کی قبر پر ایک سال تک قبہ ڈالے رکھا۔ آج دنیائے اسلام میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام، سیدنا ابوبکر صدیق، سیدنا عمر فاروق، سیدنا مولیٰ علی و امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مزارات مقدسہ اور گنبد مبارکہ موجود ہیں، سیدنا حضور امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، حضور سیدنا غوث اعظم پیران پیر دستگیر جیلانی، سیدنا علی ہجویری حضرت داتا گنج بخش لاہوری، سیدنا سلطان الہند خواجہ غریب نواز اجمیری، سیدنا امام اسمٰعیل بخاری، سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی احمد فاروقی سرہندی، حضرت

شہاب الدین سہروردی، حضرت بہاء الدین زکریا ملتانی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، بابا فرید الدین مسعود گنج شکر وغیرہم قدست اسرارہم کے پختہ مزار اور گنبد موجود ہیں، کیا یہ کافر و مشرک بنا گئے تھے؟ کیا یہ سب یہود نصاریٰ نے تعمیر کئے تھے؟ ان مقدس مزارات کو انتہائی متقی و پرہیز گار خواص بندگانِ خدا نے تعمیر کرایا تھا اور ہزاروں اولیاء اللہ اور ہزاروں لاکھوں علماءِ کرام ان مقدس مزارات عالیہ پر حاضری دے چکے ہیں۔ کیا یہ سب معاذ اللہ دینِ اسلام سے منحرف ہو گئے تھے اور شرک و بدعت کی حقیقت کو نہیں سمجھتے تھے؟ کیا توحید مٹھی بھر وہابیوں کے پاس رہ گئی تھی؟ جن کی تعداد دنیا میں عیسائیوں اور یہودیوں سے بھی بہت کم ہے۔ کیا پوری کائنات کے عظیم نبی اور رسول اعظم حضور پُر نور سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ کی تبلیغ کا یہ اثر ہوا کہ معاذ اللہ اُن کے امتی یہ چند لاکھ غیر مقلد دنیا میں عیسائیوں اور یہودیوں سے بھی تعداد میں کم رہ جائیں؟

اکابر وہابیہ مزاراتِ مقدسہ پر

مولوی عبد المجید خادم سوہدروی غیر مقلد اپنے وہابی مولوی قاضی سلیمان صاحب منصور پوری کی کرامت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ”صوفی حبیب الرحمٰن صاحب کا بیان ہے کہ ۱۹۱۰ء میں جب حضرت ضیاء معصوم صاحب مرشد امیر حبیب اللہ شاہ کابل جب پٹیالہ تشریف لائے تو انہوں نے سرہند جانے کے لئے قاضی جی کو اپنے ساتھ لیا۔ حضرت ضیاء معصوم جب روضہ حضرت مجدد الف ثانی پر مراقبہ کے لئے بیٹھے تو قاضی (مولوی سلیمان غیر مقلد وہابی) جی نے دل میں کہا شاید ان بزرگوں نے آپس میں کوئی راز کی بات کہنی ہو ان سے الگ ہو جانا چاہئے، ابھی آپ اپنے جی میں یہ خیال لے اٹھے ہی تھے کہ حضرت مجدد الف ثانی نے آپ کو ہاتھ سے پکڑ لیا اور فرمایا کہ سلیمان بیٹھے رہو۔ ہم کوئی بات تجھ سے راز نہیں رکھنا چاہئے، صوفی صاحب کا بیان ہے کہ قاضی (مولوی سلیمان صاحب منصور پوری غیر مقلد وہابی) صاحب نے بعض دوستوں سے ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ واقعہ مراقبہ یا مکاشفہ کا نہیں بلکہ بیداری کا ہے“۔ (کراماتِ اہلحدیث، ص ۲۲)

حضرت سیدنا مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رضی اللہ عنہ سنی حنفی نقشبندی بزرگ تھے، ان کا مزار اور گنبد و آستانہ پختہ بنا ہوا ہے وہاں پر اکابر وہابیہ کا حاضر ہونا اور عالم بیداری میں چشم سر کے ساتھ یہ دیکھنا کہ کئی سو سال پہلے وصال فرمانے والے سنی حنفی نقشبندی بزرگ اپنے

مزار اقدس میں زندہ ہیں۔ دل کے اراوں اور دل کی باتوں اور خیالوں سے آگاہ ہیں، انہیں یہ بھی پتہ ہے کہ غیر مقلد وہابی مولوی قاضی سلیمان منصور پوری ان کی قبر پر حاضر ہے وہ اٹھ کر جانا چاہتا ہے وہ کئی سو سال پہلے انتقال فرمانے کے باوجود اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور تصرفات فرماتے ہیں، قاضی جی کا جاتے ہوئے ہاتھ پکڑ لیتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر سنی حنفی مسلک کی حقانیت اور صداقت کی اور کیا دلیل ہوسکتی ہے وہ مجدد الف ثانی جو وہابی قاضی جی کا جاتے ہوئے ہاتھ پکڑ سکتے ہیں اگر پختہ مزار، پختہ قبر اور گنبد ناجائز ہوتے یا بقول وہابیہ شرک و بدعت ہوتے وہ مجدد الف ثانی کس طرح برداشت کر سکتے تھے اور باقی رہا حضرت مجدد الف ثانی اہلسنّت و جماعت سنی حنفی نقشبندی اور غوث اعظم سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے عقیدت مند ہیں یا نہیں تو کوئی بھی شخص حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کے مکتوبات شریف اٹھا کر دیکھ سکتا ہے اور ایک اہم بڑی بات یہ کہ تقلید شخصی کو شرک کہنے والوں نے حنفی مقلد نقشبندی بزرگ مجدد الف ثانی مان لیا ہے۔

مشہور غیر مقلد وہابی مولوی ابراہیم سیالکوٹی سیدنا امام عبد الوہاب شعرانی شافعی مقلد کے متعلق لکھتے ہیں: ''آپ شافعی المذہب (مقلد) تھے۔ شریعت و طریقت ہر دو کے جامع تھے مجھ کو ان سے کمالِ عقیدت ہے مصر میں آپ کی قبر کی زیارت کی اور فاتحہ پڑھی''۔ (تاریخ اہلحدیث، ص ۳۵۶)

کرامت اور روحانی تصرف یہ کہ جو سر چڑھ کر بولے سیدنا امام شعرانی شافعی مقلد نے تقلید کو شرک و بدعت کہنے والوں سے شریعت و طریقت میں اپنی جامعیت منوالی اور غیر مقلد کے دل میں آپ کی کمال محبت پیدا ہوگئی اور وہ ان کی قبر کی زیارت کرنے مصر جا پہنچا۔ سیدنا امام شعرانی شافعی کئی سو سال پہلے فوت ہوں ان کا پختہ مزار و روضہ شریف سب کو معلوم ہے مگر یہ مزاروں، پختہ قبروں اور گنبدوں کو شرک شرک کہہ کر توڑنے اور گرانے کے فتاویٰ دینے والے ان مزاروں کو توڑنے اور ڈھانے کی بجائے حسن عقیدت و محبت اور کمالِ عقیدت سے ان کی قبروں اور مزاروں کی زیارت کو جارہے ہیں اور ان مقلد بزرگوں کی کرامات کا اقرار و اعتراف کررہے ہیں۔

زبانی کلامی دعویٰ

یوں تو غیر مقلدین نے اپنے مضامین میں کتاب و سنت کے اتباع کے بلند بانگ دعوؤں

پر زیر عنوان ہم چاہتے یہ ہیں کہ "پیارے رسول کی تربیت یافتہ پاکباز جماعت صحابہ کرام کے طریق کو اختیار کیا جائے اور صرف کتاب وسنت پر ہی عمل پیرا ہونا صحابہ کا طریق ہے اور تمام صحابہ کے وقار اور عظمت کے تحفظ کو دین سمجھا جائے"..........

جواباً گزارش ہے

غیر مقلدین کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق کو اختیار کرنے کا یہ دعویٰ بھی زبانی کلامی جمع خرچ ہے کیونکہ مسلمہ ومستند غیر مقلدین اکابرین نے صاف صاف لکھا ہے، بیس تراویح پڑھنا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے لیکن آج کل کے غیر مقلدین نہ صرف یہ کہ خود سنت رسول اور طریق صحابہ کے برعکس بیس تراویح کے بجائے صرف آٹھ پڑھتے پڑھاتے ہیں بلکہ اس موضوع پر چیلنج وانعام کے پوسٹر و پمفلٹ شائع کرتے ہیں جیسا کہ یہ مسئلہ ارکانِ اسلام اور ضروریات دین سے ہے، طریق صحابہ کرام کو مٹانے کے لئے بیس تراویح کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں، ہم اس کا ثبوت خود اکابرِ غیر مقلدینِ وہابیہ سے پیش کرتے ہیں۔

بیس تراویح صحابہ کرام کا طریق ہے

مشہور و مستند مولوی وحید الزماں صاحب نے لکھا ہے "پہلے وہ لوگ گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے پھر بیس پڑھنے لگے، بیس رکعتیں سنت ہیں خلفاء راشدین کی اور آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

تمسکوا بسنتی و سنة الخلفاء الراشدین (ترجمہ موطا امام مالک، ص ۱۱۸)

ہفت روزہ اہلحدیث لاہور لکھتا ہیں: "یہ بات بڑا اخلجان پیدا کرتی ہے کہ شروع سے بیس رکعت پڑھی جارہی ہے صحابہ اور تابعین میں بھی اس پر عمل جاری رہا اور کسی نے بھی نہیں ٹوکا، معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ضرور کوئی حکمت ہے"۔ (ہفت روزہ اہلحدیث، ۱۰ جولائی ۱۹۸۱ء)

امام الوہابیہ غیر مقلدین ابن تیمیہ لکھتے ہیں: "حضرت عمر نے صحابہ کو حضرت ابی (بن کعب) رضی اللہ عنہما کی اقتداء میں بیس تراویح پر جمع فرمایا۔ (فتاویٰ ابن تیمیہ، جلد ۴ ص ۴۰۱ و مرقات شرح مشکوٰۃ، ج ۲ ص ۱۷۵) بے شک حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رمضان شریف میں قاریوں کو بلایا اور ان میں سے ایک کو فرمایا کہ لوگوں کو بیس تراویح پڑھائے اور آپ خود ان کو وتر

پڑھاتے تھے"۔ (منہاج السنۃ، جلد۴ص ۲۲۴)

مشہور و معروف و مستند غیر مقلد وہابی علامہ نواب صدیق حسن بھوپالی لکھتے ہیں: "موطا، ابن ابی شیبہ اور بیہقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق روایت ہے کہ انہوں نے لوگوں کو ابی بن کعب کی اقتداء میں جمع کیا اور انہوں نے بیس تراویح پڑھائیں اور روایات میں بھی ثابت ہے کہ حضرت عمر نے ابی بن کعب اور تمیم داری کو بیس تراویح اور تین وتر پڑھانے کا حکم دیا تھا اور اس میں قوت ہے"۔ (مسک الختام شرح بلوغ المرام)

تیرہویں صدی کے آخر میں جب غیر مقلد مولوی محمد حسین بٹالوی نے آٹھ رکعت تراویح ایجاد کی اور بیس رکعت کو خلاف سنت و بدعت قرار دیا تو خود اہلحدیث کہلانے والے مکتب فکر کے معتمد مولوی غلام رسول قلعوی شاگرد ڈپٹی نذیر حسین دہلوی نے اس کا ردّ کرتے ہوئے لکھا: "ہماری دلیل بیس رکعت تراویح کی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں ہیں جن پر فضائل و اعمال میں عمل سب علماء کے نزدیک متفق علیہ ہے...... دوسرا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت سے لے کر اس وقت تک سب لوگ بیس تراویح ہی پڑھتے چلے آئے ہیں سوائے اس حد سے نکلنے والے مفتی (مولوی محمد حسین بٹالوی) کے جو بیس رکعت کو بدعت اور خلاف سنت کہتا ہے"۔ (ترجمہ رسالہ فارسی بحوالہ صلوٰۃ الرسول)

اور حد یہ کہ سعودی نجدی وہابی شریعت کے بانی شیخ ابن عبدالوہاب نجدی کو ماننا اور لکھنا پڑا کہ بے شک تراویح بیس رکعت ہیں۔ بے شک حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک شخص (حضرت ابی بن کعب) کو بیس تراویح پڑھانے کا حکم دیا۔

بتایا جائے اب آج کل کے غیر مقلد پیارے رسول کے تربیت یافتہ پاکباز جماعت صحابہ کرام کے طریق مذکورہ بالا کو کیوں نہیں اپناتے اور اختیار کرتے ہیں؟ کیا مذکورہ بالا صحابہ کرام کا عمل کتاب و سنت کے منافی اور معارض تھا؟

خیالی، قیاسی و مثالی احکام

بات بات پر صحیح حدیث کا مطالبہ کرنے والے غیر مقلد "وصیت رسول سے بغاوت کیوں"

کے لئے پینے کا حق آب زم زم کا تھا لیکن آج مسلمان کہلانے والوں کی اکثریت طواف اولیا اللہ کی قبروں کا کرتے ہیں، حجر اسود کے بجائے ہر مزار کے پتھر کو چومتے ہیں، آب زم زم کی بجائے بزرگوں کی قبروں کے پاس ملنے والے پانی کو شفاء سمجھ کر بوتلیں بھر بھر کر لاتے ہیں''۔

یہ غیر مقلد وہابیہ کی جہالت ولاعلمی اور محدود مطالعہ کی دلیل ہے کہ وہ جو چاہتا ہے اہلسنّت کا عقیدہ قرار دے کر اپنا ذوق تنقید برائے تنقید پورا کرتا ہے، اپنی زبانی کلامی خیالی وقیاسی باتوں کو شرعی احکام کے طور پر لکھتا چلا جاتا ہے کسی دعویٰ پر کوئی دلیل نہیں لاتا۔

کان کھول کر سنو، آنکھ کھول کر پڑھو

سیدنا امام اہلسنّت مجدد اعظم اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ ارقام فرماتے ہیں ''بلا شبہ غیر کعبہ معظمہ کا طوافِ تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے''۔

(احکام شریعت، حصہ سوم، ص ۳)

''مزار کو بوسہ دینا (چومنا) نہ چاہئے، علماء اس میں مختلف ہیں اور بہتر ہے بچنا اور اسی میں ادب زیادہ ہے''۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۴، ص ۸)

مگر یہ صریح الزام تراشی وبہتان طرازی ہے کہ حجر اسود کی بجائے ہر مزار کے پتھر چومتے ہیں، بجائے کا مطلب تو یہ ہوا کہ حجر اسود کو چومنا چھوڑ دیا ہے اور یہ لکھنا کہ آب زم زم کی بجائے ...... اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہم اہلسنّت نے زم زم شریف کو چھوڑ کر بزرگوں کی قبروں کے پاس کا پانی ہی شفاء کے لئے کافی سمجھ لیا ہے۔ اس پر ہم بجز لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ کے کچھ نہیں کہتے۔ غیر مقلدین وہابیہ بتائیں کہ وہ حجر اسود کے سوا قرآن اور اپنے بیوی بچوں کے بوسہ لینے کو شرک اکبر اور حجر اسود کے بوسہ لینے کے قائم مقام سمجھتے ہیں؟ ورنہ انہوں نے چومنے کا حجر اسود کا حق بیوی بچوں کو کیوں دے دیا؟ اور جبکہ بفضلہٖ تعالیٰ آبِ زم زم شریف میں شفاء ہے اور یقیناً ہے تو پھر آبِ زم زم کے علاوہ حکیموں، طبیبوں، معالجوں سے ادویات کی بوتلیں اور شیشیاں لانا اور گلوکوز کی بوتلیں لگوانا اور ان سے شفاء کی امید کر کے شرک کا ارتکاب کیوں کر رہے ہیں کیونکہ تمہارے بقول شفاء کے لئے پینے کا حق تو صرف آبِ زم زم کا تھا، تم نے شفاء کے لئے ڈاکٹر و حکیموں کی ادویات کی بوتلیں اور شیشیاں لانا اور پینا شروع کر دیں، لہٰذا کھلم کھلا فتویٰ شائع کرو کہ

شفاء کے لئے صرف اور صرف آبِ زم زم پیو اور شفاء کی نیت سے ادویات کی بوتلیں اور شیشیاں پی کر شرک کا ارتکاب نہ کرو کیونکہ دوائی کی بوتلیں لانے اور پینے سے آبِ زم زم شریف کا تقدس اور استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

مزاروں پر جانوروں کا ذبیحہ اور دیگیں

لکھتا ہے: بزرگوں کے تقدس میں ان کی قبروں اور مزاروں پر جانور ذبح کرتے ہیں حالانکہ مزاروں اور درباروں پر ایسے ذبح شدہ جانور اور لگائی جانے والی دیگیں...... اللہ کے قرآن نے ان کو حرام فرمایا اور پیارے رسول نے فرمایا: اللہ لعنت کرے ایسے شخص پر جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی تعظیم کے لئے (جانور وغیرہ) ذبح کرے۔ (مسلم، نسائی)

اب مضمون نگار کو چاہئے تھا کہ اپنے دعویٰ کے مطابق اپنے لکھے ہوئے الفاظ کو کہ بزرگوں کے مزاروں، ان کی قبروں اور درباروں پر ذبح شدہ جانور حرام ہیں، قرآنِ عظیم کے عربی الفاظ اور دعویٰ میں مذکور ترجمہ کے ساتھ پیش کرتا یعنی قرآن عظیم میں ایسے الفاظ دکھاتا جن کا ترجمہ یہ ہوتا کہ "بزرگوں کے مزاروں، درباروں اور قبروں پر ذبح شدہ جانور حرام ہیں"۔ اور مزاروں، قبروں، درباروں پر جانور کون ذبح کرتا ہے بلکہ حضرات انبیاء و مرسلین، بزرگانِ دین، اولیاءِ کاملین، محبوبانِ خدا کی فاتحہ و ایصالِ ثوب کے لئے جب کہ زیادہ کھانا پکانے اور لنگر چلانے کی گنجائش اور استطاعت ہو تو محض ختم فاتحہ ایصالِ ثواب کی نیت سے بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ ...... کہہ کر اللہ عزوجل کے نام سے جانور، بکرا، دنبہ، گائے وغیرہ ذبح کر کے پلاؤ قورمہ کوئی بھی کھانا پکا کر اس پر قرآن عظیم پڑھ کر تلاوت کر کے ایصال ثواب کیا جاتا ہے، بتاؤ ہماری اس تصریح اور وضاحت کے مطابق قرآن عظیم میں حرام ہونے کا فتویٰ کہاں، کس پارہ یا کس سورت میں دیا گیا ہے؟ ہمت اور جرأت ہے تو دکھاؤ اللہ کے قرآن میں کہاں لکھا ہے؟ اللہ جل شانہٗ پر افتراء کرتے اور جھوٹ باندھتے ہو، اللہ کا قرآن یوں کہتا ہے: ﴿وَ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا﴾ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے۔ اور تم نے حضور نبی کریم ﷺ پر جھوٹ باندھا اور کھلا افتراء کیا کہ پیارے رسول نے فرمایا کہ مزاروں، درباروں پر جانور ذبح کرنے والوں پر اللہ لعنت کرے

پیارے حبیب و محبوب رسول اکرم نور مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو فاتحہ خوانی ایصال ثواب کے لئے جانور ذبح کرنے والوں پر کہیں بھی اللہ کی لعنت بیان نہیں فرمائی، ہمت ہو تو دکھاؤ، ثبوت لاؤ، ورنہ یادرکھو حدیث شریف میں یہ تازیانہ ہے: مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ مُتَعَمِّدًا فَلْيَتَبَوَّأْ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ، جو دانستہ مجھ پر جھوٹ باندھے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔ (الحدیث)

ہاں قرآن میں یہ ضرور ہے

﴿حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾

یعنی، تم پر حرام ہے مردار، اور خون اور سور کا گوشت، اور وہ جس کے ذبح میں غیر خدا کا نام پکارا گیا ہو۔

یعنی بوقت ذبح بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کی بجائے غیر خدا بتوں کا نام لیا جائے۔ جمہور مفسرین کرام نے یہی لکھا ہے، جیسا کہ مشرکین اپنے بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے اور بِسْمِ اللَّاتِ وَ الْعُزّٰى، یعنی اپنے بتوں لات وعزیٰ کے نام سے ان کی تقدیس میں جانور ذبح کرتے تھے۔ یہ جانور بے شک حرام ہیں مگر مسلمانانِ اہل سنت بوقت ذبح جانور کو حلال کرتے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا صدیق اکبر، سیدنا فاروق اعظم، سیدنا عثمان غنی ذوالنورین، سیدنا مولیٰ علی سیدنا امام حسن، سیدنا امام حسین، سیدنا غوث اعظم، شیخ سید عبدالقادر جیلانی، سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، سیدنا خواجہ معین الدین چشتی اجمیری غریب نواز، سیدنا داتا گنج بخش علی ہجویری، بابا فرید گنج شکر یا غوث بہاء الحق زکریا ملتانی رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی بھی بزرگ، نبی یا ولی یا صحابی کا نام نہیں لیتے۔ تفسیرات میں جمہور مفسرین نے ایسا ہی لکھا ہے، دیکھو تفسیر بیضاوی، تفسیر خازن، تفسیر کبیر، تفسیر مدارک، روح البیان، تفسیراتِ احمدیہ، تفسیر علامہ ابوسعود، تفسیر حسینی وغیرہ ان سب میں یہی ہے کہ جانور پر بوقتِ ذبح غیر اللہ کا نام لینا حرام ہے جیسا کہ مشرکن اپنے بتوں لات وعزیٰ وغیرہ کا نام لے کر جانور ذبح کرتے تھے۔

تفسیر درّ منثور میں صحابہ کرام کے اقوال

تفسیر درّ منثور میں اسی آیت ﴿وَ مَآ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ کے تحت ہے: اخرج ابن

المنذر عن ابن عباس فی قوله تعالیٰ وَ مَآ اُهِلَّ الایة قال ذبح و اخرج ابن جریر عن ابن عباسٍ وَ مَا اُهِلَّ یعنی ما اُهِلَّ للطواغیت و اخرج ابن ابی حاتمٍ عن مجاهدٍ وَ مَا اُهِلَّ قال مَا ذبح لِغَیرِ اللّٰه و اخرج ابی حاتمٍ عن ابی العالیة وَ مَا اُهِلَّ یقول و ما ذکر علیه اسمُ غیر الله ،تفسیر مظہری میں اسی آیت کے تحت ہے: قال الربیع ابن انسٍ یعنی ما ذُکِرَ عِندَ ذَبحِهٖ اِسمُ غَیرِ اللّٰه ۔معلوم ہوا کہ مذکورہ بالا صحابہ کرام وتابعین عظام کا یہی فیصلہ ہے کہ اس آیت میں غیراللہ کا نام لے کر ذبح کرنا ہے یعنی بوقت ذبح جب چھری چلائی جائے تو اللہ تعالیٰ کے نام پاک کے بجائے کسی غیراللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے۔ ورنہ جانور محض کسی کے نام سے منسوب کرنے سے حرام ہوتا تو ولیمہ، عقیقہ اور قربانی کے جانور حرام ہو جاتے کیونکہ یہی کہا جاتا ہے فلاں کے ولیمے کی گائے ہیں، فلاں کے عقیقہ کے بکرے ہیں، فلاں کی قربانی کی گائے یا بیل، بھینس یا اونٹ ہے۔ گائے، بھینس، اونٹ سات آدمیوں سے منسوب ہوتے ہیں۔ کیا یہ سب حرام ہیں اور یہ جانور پہلے بھی عرفی اور مجازی طور پر اپنے اپنے مالکوں کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور کہا جاتا ہے خدابخش کی گائے برائے فروخت ہے، اللہ بخش کا بیل خریدا ہے، محمد دین کا بکرا گم ہوگیا ہے، رسول بخش کی بھینس دس سیر دودھ دیتی ہے، غلام حیدر کی بکری گم ہوگئی ہے۔ عبد المصطفیٰ کا اونٹ سب سے اچھا ہے وغیرہ، کیا یہ جانور حرام ہو جاتے ہیں، ان پر غیراللہ کا نام پکارا گیا ہے؟ ہاں اگر بوقت ذبح چھری چلاتے ہوئے بِسمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکبَر کی بجائے اگر کسی بزرگ غوث اعظم پیران پیر، امام اعظم ابوحنیفہ، خواجہ غریب نواز اجمیری، داتا گنج بخش علی ہجویری، سیدنا اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدست اسرارہم کا نام لیا جائے تو یقیناً حرام ہوگا۔ دونوں باتوں میں زمین آسمان اور رات دن سے بھی زیادہ فرق ہے۔ وہابیوں کے علم، عقل اور ذہنیت پر حیرت ہے کہ وہ دونوں چیزوں کو ایک ہی سمجھ رہے ہیں۔ ہم نے اقوال صحابہ کرام اور جمہور مفسرین عظام کے روشن بیانات سے مدلل اور متحقق طور پر ثابت کر دیا کہ وہ جانور حرام ہوتا ہے جس پر بوقت ذبح اللہ تعالیٰ کے نام کی بجائے غیراللہ کا نام پکارا جائے۔ ممکن ہے غیر مقلد پمفلٹ نگار یہ کہہ کر جان چھڑائے کہ یہ سب تفاسیر تو اہلسنّت مقلدوں کی ہیں، ہمیں تو ہمارے جیسے ہی شرک و بدعت کے ٹھیکیدار غیر مقلدوں کی تفاسیر دکھاؤ تو ہم عرض کریں گے کہ اس زمانہ قدیم میں غیر مقلد تھے ہی

کہاں؟ اور غیر مقلدین نے کون سی تفاسیر لکھی ہیں بجز چودھویں صدی کے البتہ شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی ان کے ہاں معتبر و مستند ہیں، ہم ان کی تفسیر کا حوالہ نقل کر کے ان کا یہ آخری حربہ بھی ناکام کرتے ہیں، ملاحظہ ہو: ﴿وَ مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں: ''حرام کردہ است بر شما دار را و خون را و گوشت خوک را آنچہ آواز بلند کردہ شود ذبیح وہی بغیر خدا''۔ (تفسیر فتح الرحمٰن، سورہ بقرہ، آیت ۱۷۳، مطبوعہ دہلی)

﴿وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ﴾ ''آنچہ نام غیر خدا بوقت ذبح او یاد کردہ شود'' (تفسیر فتح الرحمٰن، پارہ ۶، سورہ مائدہ آیت ۳)

﴿وَ مَآ اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ﴾ ''و آنچہ ذکر کردہ شدہ نام غیر خدا بر ذبح وی''۔ (تفسیر فتح الرحمٰن، سورہ نحل، آیت ۱۱۵)

قول فیصل

نور الانوار اور تفسیر احمدی کے مصنف حضرت علامہ ملا احمد جیون رحمۃ اللہ علیہ ﴿وَ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں لکھتے ہیں: ''اس کا معنی یہ ہے کہ جانور کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا جائے مثلاً لات و عزیٰ وغیرہ۔ لیکن اگر بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہنے اور جانور کو لٹانے سے پہلے یا ذبح کے بعد غیر اللہ کا نام لے تو کوئی حرج نہیں جیسا کہ ''ہدایہ'' میں مذکور ہے۔ اس تحقیق سے معلوم ہوا کہ اولیاء کرام کے ایصالِ ثواب کے لئے جو گائے کی نذر مانی جاتی ہے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں اہلِ اسلام کا دستور ہے تو یہ حلال و طیب ہے اس لئے کہ بوقت ذبح اس پر غیر اللہ کا نام نہیں لیا گیا اگرچہ پہلے اس نام کی نذر مانی گئی ہے''۔ (تفسیراتِ احمدیہ، پارہ ۲، ص ۲۹)

دیگیں

محض اپنے زعم جہالت سے بیک جنبش قلم مزارات بزرگانِ دین، اولیاء کاملین پر ایصال ثواب کے لئے لگائی اور پکوائی جانے والی دیگیں بھی حرام قرار دے دیں گئیں حالانکہ مقصد صرف فاتحہ خوانی، ایصالِ ثواب ہے، اگر محض غیر اللہ کا نام آنے سے حرام ہوتا ہے تو شاید ہی کوئی چیز حلال رہے، دیکھئے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ صحابی رسول (ﷺ) نے اپنی والدہ ماجدہ کے ایصال

ثواب کے لئے کنواں کھدوا کر فرمایا: "هٰذِهٖ لِاُمِّ سَعْدٍ" یعنی یہ کنواں سعد کی ماں کے لئے ہے۔

(مشکوٰۃ ص ۱۶۹)

بتاؤں اس کنویں کا پانی حرام تھا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے کیسے پی لیا؟ یہ کنواں غیر اللہ امّ سعد سے منسوب تھا۔ اسی طرح بیر عثمان وہ کنواں جو حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہودیوں سے خرید کر مسلمانوں پر وقف کیا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے منسوب ہے۔ نہر زبیدہ مدینہ منورہ کی مقدس نہر کا نام نہر زرقا پر غیر اللہ کا نام آتا ہے۔ مدینہ منورہ کی عظیم بابرکت اور مقدس مسجد نبوی ہے، قرآن عظیم میں سورتیں غیر اللہ سے منسوب ہیں سورۂ آل عمران، سورہ نساء، سورہ یونس، سورہ بنی اسرائیل، سورہ مریم، سورہ انبیاء، سورہ لقمان، سورہ سبا، سورہ یٰسین، سورہ محمد، سورہ یوسف، سورہ ابراہیم، سورہ ہود، سورہ مومن وغیرہ یقیناً غیر اللہ سے منسوب ہیں، ان پر غیر اللہ کا نام آتا ہے معاذ اللہ ثم معاذ اللہ کیا یہ سب حرام ہیں؟ حجاز مقدس حرمین طیبین کے ملک کا نام سعودیوں نجدیوں نے اپنے آباؤ اجداد میں امیر ابن سعود آل سعود اور سعودی خاندان کے نام پر سعودی عرب رکھا ہے، سعودی عرب پر بھی غیر اللہ کا نام آتا ہے، سعودی عرب بھی غیر اللہ سے منسوب کر دیا گیا ہے حالانکہ حضور علیہ السلام نے اس ملک کو محمدی عرب قرار نہیں دیا، سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صدیقی عرب اور سیدنا عمر فاروق اعظم نے فاروقی عرب اور سیدنا عثمان غنی اور سیدنا مولیٰ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے عثمانی عرب، حیدری یا علوی عرب کا نام نہیں دیا گیا، معاذ اللہ اب جب کہ اس ملک کا نام غیر اللہ ابن سعود شاہ سعود اور سعودی خاندان کے نام پر ہے، کیا یہ حرام ہو گیا ہے؟ غیر مقلد وہاں آنا جانا ترک کر دیں گے اور ریال بٹورنے سے اجتناب کریں گے؟ جس چیز پر غیر اللہ کا نام آجائے حرام ہو جاتی ہےتو پھر اسلام آباد میں فیصل مسجد، لاہور میں بادشاہی مسجد اور کئی غیر مقلدین محمدی مسجد، مسجد عشرہ مبشرہ وغیرہ کا کیا حکم ہے؟ اور پھر وہ شہر جن پر غیر اللہ کا نام آتا ہے مثلاً حیدر آباد سندھ، حیدر آباد دکن، احمد آباد، فیصل آباد، ڈیرہ اسمٰعیل خان، ڈیرہ غازی خان، رحیم یار خان، حد یہ کہ لاہور کا شہر بھی ہندوؤں کے تین خداؤں میں سے ایک رام چندر کے بیٹے لاہو کے نام پر لاہور رکھا گیا ہے، ان سب شہروں اور سیکڑوں قصبوں، شہروں کا نام غیر اللہ کے نام پر رکھا گیا ہے، یہ سب غیر اللہ کا نام آنے کی وجہ سے حرام ہیں، ایسے

مقامات پر آنا جانا عبادت اور کاروبار کرنے کا کیا حکم ہے؟ صحیح حدیث سے جواب دیں؟

کتب احادیث پر بھی غیر اللہ کا نام آتا ہے

لیجئے دیکھئے معتبر ترین کتب احادیث پر بھی غیر اللہ کا نام آتا ہے مثلاً بخاری شریف امام محمد بن اسمٰعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔ صحیح مسلم، حضرت ابوالحسین امام مسلم بن الحجاج رحمۃ اللہ علیہ کے نام سے معنون ومنتسب ہے۔ ابوداؤد شریف، امام ابوداؤد سلمان الاشعث کے نام نامی پر ہے۔ الغرض نسائی شریف پر امام نسائی علیہ الرحمہ، ترمذی شریف امام ترمذی علیہ الرحمہ، بیہقی علامہ امام بیہقی علیہ الرحمہ، ابن ماجہ شریف امام ابن ماجہ قدس سرہٗ، دارمی شریف امام دارمی، موطا امام مالک امام مالک کے نام پر ہے۔ الغرض مذکورہ بالا اور ان کے سوا بہت سی کتب احادیث اور کتب تفاسیر پر غیر اللہ کا نام آتا ہے، خدا تعالیٰ کے نام پر حدیث کی ایک بھی کتاب نہیں، بیشتر کتب احادیث پر غیر اللہ کا نام آتا ہے، غیر مقلدانہ اور وہابیانہ اصول پر معاذ اللہ ثم معاذ اللہ، یہ سب احادیث حرام ہوئیں اور معاذ اللہ ان کے مرتبین شرک کے مرتکب ہوئے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ اگر کسی گائے یا بکری کو اللہ تعالیٰ کے نام سے ذبح کر کے کھانا پکوا کر غوث اعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کی فاتحہ کہہ دی جائے تو اللہ کے نام سے ذبح شدہ جانور کا گوشت اور قرآن پاک پڑھا گیا کھانا حرام ہو گیا اور تمام کتب احادیث پر غیر اللہ کا نام آجائے تو حرمت اور شرک کا اطلاق نہ ہو یہ کون سی دلیل سے ہے۔ صحیح حدیث سے جواب دیا جائے؟ اور اگر واقعی معاذ اللہ تمام کتب احادیث وہابی اصولوں پر غیر اللہ کا نام آنے کے باعث حرام ہو گئیں تو پھر تم اہلحدیث کہاں رہے اور کیسے رہے؟

جو شاخِ نازک پر آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

الوداعی کلمات

غیر مقلد وہابیوں کے توحید وشرک حرام وبدعت کے من گھڑت وخود ساختہ اصولوں کے اعتبار سے دنیا کی کوئی چیز بھی شرک وبدعت وحرام کی زد میں آنے سے محفوظ نہیں رہتی، ہم نے بفضلہٖ تعالیٰ مخالفینِ اہلسنّت کے جارحانہ پمفلٹوں کا ذمہ دارانہ حیثیت سے علی الترتیب مکمل ومفصل

جواب دیا ہے، مخالفین کو چاہئے کہ وہ بھی متانت اور سنجیدگی سے نمبروار اور صفحہ وار ہمارے دلائل کا جواب دیں اور علمی تحقیقی حدود میں رہ کر توڑ کریں۔ جواب ایسا دیں کہ وہ مکمل ہونے کے ساتھ ساتھ خود ساختہ قیاس اور من گھڑت اجتہاد پر مبنی نہ ہو تفسیر بالرائے کا آئینہ دار و عکاس نہ ہو کیونکہ وہ خود بھی مسلمہ ائمہ و فقہاء کے اجتہاد و قیاس اور آراء کو تسلیم نہیں کرتے۔

عام چیلنج

ہم اپنے رب تبارک وتعالیٰ کے فضل و کرم اور پیارے حبیب و محبوب ﷺ کے دامنِ رحمت حضور سید الائمہ و امام الائمہ سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ، سیدنا غوث اعظم، داتا گنج بخش ہجویری، اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی قدست اسرار ہم کے روحانی فیض و تصرف پر امید کرتے ہوئے عام چیلنج کرتے ہیں کہ وہ ہمارے نقل کردہ حوالہ جات اور دلائل کو جھٹلائیں اور غلط ثابت کریں اور اس کتاب کا مکمل جواب شائع کریں، چند باتوں کا جزوی جواب قابل قبول نہ ہوگا۔ حوالہ غلط ثابت کرنے والے کو مبلغ پچاس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔ عدم ادائیگی کی صورت میں مقدمہ کر کے بذریعہ عدالت بھی یہ پچاس ہزار وصول کیا جاسکتا ہے۔

شیش محل (کانچ کے مکان) میں رہنے والوں کو پتھر پھینکنے کی ابتداء نہ کرنی چاہیے تھی، رب تبارک وتعالیٰ کے پیارے محبوبوں انبیاء و ائمہ و اولیاء جیسے خواص بندگانِ خدا جو اللہ رب العالمین جبار و قہار کے محکم قلعوں میں بحفاظت ہیں تمہاری کنکریوں سے کیا ضرر پہنچ سکتا ہے، مگر ادھر سے ایک پتھر بھی آیا تو حِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيلٍ کا سماں اور كَعَصْفٍ مَّأْكُولٍ کا مزہ چکھادے گا۔ وَ سَيَعْلَمُ الَّذِينَ ظَلَمُوٓا اَىَّ مُنقَلَبٍ يَّنقَلِبُونَ

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ، وَ الصَّلٰوةُ وَ السَّلَامُ عَلٰى خَاتَمِ النَّبِيّٖنَ اَكْرَمِ الْاَوَّلِينَ وَ الْاٰخِرِينَ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا وَ مَلْجَانَا وَ مَاْوٰنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى اٰلِهٖ وَ اَصْحٰبِهٖ اَجْمَعِينَ اٰمِين

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کی سرگرمیاں

مدارس حفظ و ناظرہ

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت صبح ورات کو حفظ و ناظرہ کے مختلف مدارس لگائے جاتے ہیں جہاں قرآن پاک حفظ و ناظرہ کی مفت تعلیم دی جاتی ہے۔

درس نظامی

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت صبح اور رات کے اوقات میں ماہر اساتذہ کی زیرِ نگرانی درس نظامی کی کلاسیں لگائی جاتی ہیں۔

دار الافتاء

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت مسلمانوں کے روزمرّہ کے مسائل میں دینی رہنمائی کے لئے عرصہ دراز سے دار الافتاء بھی قائم ہے۔

مفت سلسلہ اشاعت

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت ایک مفت اشاعت کا سلسلہ بھی شروع ہے جس کے تحت ہر ماہ مقتدر علماء اہلسنّت کی کتابیں مفت شائع کرکے تقسیم کی جاتی ہے۔ خواہش مند حضرات نور مسجد سے رابطہ کریں۔

ہفتہ واری اجتماع

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے زیرِ اہتمام نور مسجد کاغذی بازار میں ہر پیر کو رات بعد نمازِ عشاء فوراً ایک اجتماع منعقد ہوتا ہے۔ جس میں مختلف علماء کرام مختلف موضوعات پر خطاب فرماتے ہیں۔

کتب و کیسٹ لائبریری

جمعیّت اشاعتِ اہلسنّت پاکستان کے تحت ایک لائبریری بھی قائم ہے۔ جس میں مختلف علماء اہلسنّت کی کتابیں مطالعہ کے لئے اور کیسٹیں سماعت کے لئے مفت فراہم کی جاتی ہیں۔ خواہش مند حضرات رابطہ فرمائیں۔

روحانی پروگرام

تسکینِ روح اور تقویت ایمان کے لئے شرکت کریں
ہر شبِ جمعہ نمازِ تہجد اور ہر اتوار عصر تا مغرب ختم قادریہ اور خصوصی دعا